مولوی
ماہوار مذہبی رسالہ
سالانہ ایک روپیہ
فی پرچہ دو آنے
مدیر مسئول۔ عبدالحمید خان
اگر یہ پرچہ آپ کو پسند ہے
اور آپ کے نزدیک اس پرچہ کے ذریعے اسلام کی کوئی خدمت ہوسکتی ہے تو اسلامی
تبلیغ میں میرے شریک کار ہو جائیے۔ اور یہ مضبوط اور مستحکم ارادہ کر لیجیے کہ جس طرح
بھی ممکن ہوگا اس سال میں کم ازکم پانچ بھائیوں کو اس کا خریدار بنا دینگے؛
علاوہ اجر آخرت کے آپ کی اس سعی اور کوشش کا تذکرہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر مہینے
"مولوی" میں بھی ہوتا رہے گا؛
منیجر رسالہ "مولوی" پوسٹ بکس نمبر ۶ دہلی
SAMI 30
ملتباہ :۔ آپ کا نمبر خریداری آپکے پتہ کے شروع میں درج ہے اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہوسکتی ہے نہ ہوگی ؛ منیجر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان

الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ

نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی

نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِہْدِنَا

عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجیے ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ

رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے

اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ ۵ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ

انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا

عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہوگئے

منزل ا

درود نے تسلی دیکر کہا اے محمد تم خوف نہ کرو بلکہ کان لگا کر سنو کہ وہ کیا کہتا ہے اس کے بعد جب انحضرت صلعم صحرا کی جانب تشریف لے گئے اور حسب دستور محمد کی آواز کان میں آئی تو انحضرت صلعم نے لبیک کہا آواز آئی کہ اے محمد میں جبریل خدا کا فرشتہ ہوں اور تم اس امت کے نبی ہو اول کہو اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اب پڑھو الحمد للہ رب العالمین

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا

# مولوی دہلی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی میں طبع ہو کر شائع ہوتا ہے

جلد ۴ | بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳ ہجری | نمبر



## خطبہ

الحمد لله الذی قال فیها یفرق کل امر حکیم وقال النبی صلی الله علیه وسلم شعبان شهری ورمضان شهر الله وقال النبی صلی الله علیه وسلم ذاك شهر یغفل الناس عنه بین رجب وشعبان وهو شهر یرفع فیه الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم وقال صلی الله علیه وسلم اذا کان لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا نهارها وصلی الله تعالی علی محمد وعلی آله واصحابه محمد۔ حمد وثنا بیان کرو اس قادر مطلق خداوند حکیم وقدیر کی جس نے اپنی قدرت کاملہ سے سال مہینہ ہفتہ دن اور رات پیدا کئے اور موسم مقرر کئے گرمی جاڑا اور برسات کے ذریعہ انسان کی راحتوں کے اسباب بنائے اور سورج و چاند بنا کر ان کو گردش کا حکم دیا جس سے رات و دن کے تغیرات نمودار ہوتے اور ان سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں اور تعریف اس خدائے بزرگ کی جس نے اپنے بندوں کے اکتساب سعادت کے لئے بعض دنوں راتوں اور مہینوں کو تقدیس اور بزرگی عطا فرمائی اور ان کو فضیلت و برتری دی تاکہ ان ایام میں اس کے بندے سعادت و فلاح حاصل کریں منجملہ ان کے ایک ماہ معظم شعبان بھی ہے جس کو خدائے بزرگ نے بڑی فضیلت اور برتری عطا فرمائی ہے اور امت محمدیہ کو موقع عطا فرمایا ہے کہ وہ اس مہینہ میں زاد آخرت جمع کرے اور اپنے قلوب و ارواح کا تزکیہ و تصفیہ کرے تاکہ دین اور دنیا کی سعادتیں اس کو حاصل ہوں۔

اور درود و سلام ہو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے ذریعہ ہم کو ماہ و ایام اور لیل و نہار کے فضائل و برکات کا علم ہوا اور ہم اس امر سے آگاہ ہوئے کہ ان ایام میں ہم دین اور دنیا کی سعادتیں حاصل کر سکتے ہیں اور ماہ شعبان کے متعلق معلوم ہوا کہ یہ کس قدر جامع فضائل و برکات ہے اور اس ماہ معظم میں ہمیں کن اعمال و اشغال میں مشغول ہونا چاہیے اور کن افعال و کردار سے احتراز و اجتناب کرنا چاہیے۔

برادران اسلام ہمیشہ کی طرح اس دفعہ بھی ماہ شعبان کے متعلق جو کچھ بیان کیا جائیگا وہ تین حصوں پر مشتمل ہوگا اول اس مہینہ کی احادیث میں جو بزرگی اور فضیلت وارد ہوئی ہے دوسرے جن اعمال کا حکم دیا گیا ہے اور تیسرے جن افعال سے ہم کو پرہیز کرنا چاہیے۔

اس ماہ معظم کی سب سے بڑی فضیلت تو یہ ہے کہ اس مہینہ کو حضور نے اپنا مہینہ فرمایا ہے یعنی ارشاد ہوتا ہے شعبان شهری ورمضان شهر الله شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالی کا مہینہ ہے اس کے معنے یہ ہوئے کہ رمضان کے بعد سب سے زیادہ مقدس و معظم مہینہ شعبان کا ہے اس مہینہ کی تقدیس اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالی کا حبیب و محبوب اس کو اپنا مہینہ فرمائے اور اس کی آمد پر دعائے خیر و برکت کرے کہ اے اللہ اس مہینہ میں ہم کو برکت دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مہینہ نہایت عزیز و محبوب تھا اور اس ماہ مبارک میں حضور رمضان کے علاوہ بہ نسبت دوسرے مہینوں کے سب سے زیادہ طاعت و عبادت الہی میں مشغول رہتے تھے خصوصاً روزے تو اس قدر کثرت سے رکھتے تھے کہ رمضان کے علاوہ اور کسی مہینہ میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے ما رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم استکمل صیام شهر قط الا رمضان وما رأیته فی شهر اکثر منه صیاما فی شهر شعبان حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ بجز رمضان کے کسی مہینہ کے پورے روزے رکھے ہوں (بجز رمضان کے) اور حضرت ابو سلمہ سے روایت ہے قالت سالت عن عائشة عن صیام رسول الله صلی الله علیه وسلم قالت کان یصوم شعبان الا قلیلا یعنی حضرت ابو سلمہ نے حضرت عائشہ سے رسول اللہ کے روزوں کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت شعبان میں روزے رکھا کرتے تھے مگر کچھ کم

ترمذی کی ایک اور حدیث ہے قال وما رأیت النبی صلی الله علیه وسلم فی شهر اکثر صیاما منه فی شعبان کان یصومه الا قلیلا بل کان یصومه کله یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا شعبان میں تقریباً پورے مہینہ کے روزے رکھتے تھے۔ ایک اور حدیث ہے۔ کان احب الشهور الی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یصومه شعبان ثم یصله برمضان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محبوب تر مہینہ روزہ رکھنے کے لئے شعبان تھا شعبان میں روزے رکھتے رکھتے رمضان سے ملا دیتے تھے۔

ایک حدیث میں بیان کیا گیا ہے ما رأیته یصوم شهرین متتابعین الا انه کان یصل شعبان برمضان یعنی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو متواتر دو مہینے کے روزے رکھتے نہیں دیکھا سوائے شعبان کے جن کو رمضان کے روزوں سے ملا دیتے تھے۔

ان تمام حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینہ کو بہت عزیز و محبوب رکھتے تھے اور اسی مہینہ میں حضور کثرت سے روزے رکھتے تھے اس قدر کثرت سے کہ رمضان کے علاوہ اور کسی مہینہ میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے۔

برادران اسلام! روزے رکھنا فعل محمود تو ہے ہی خواہ کسی مہینہ میں رکھے جائیں مگر سوال ہوتا ہے کہ شعبان کے مہینہ میں حضور نے اس قدر کثرت سے روزے رکھنے کو

گو کیوں پسند فرمایا یہ سوال صحابہ کرام کے دل میں بھی پیدا ہوا تھا چنانچہ حضرت اسامہ نے حضور سے دریافت کیا کہ قال قلت یا رسول اللہ لم ارک تصوم من شهر من الشهور ما تصوم منه شعبان قال ذالک شهر یغفل الناس عنه بین رجب و رمضان وهو شهر یرفع فیه الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم

حضرت اسامہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ کو تمام مہینوں سے کسی مہینہ میں اتنے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا جتنے روزے آپ شعبان میں رکھتے ہیں اس سوال کے جواب میں حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک ایسا مہینہ ہے جو رجب اور رمضان کے بیچ میں ہے اور جس سے لوگ غافل ہیں اور یہ وہ مہینہ ہے کہ اس میں پروردگار عالم کے حضور میں بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں اس لئے میں اس امر کو محبوب رکھتا ہوں کہ میرا عمل ایسے وقت پیش ہو جبکہ میں روزے سے ہوں۔

برادران اسلام! اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ شعبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں اس قدر کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے ایک اور حدیث میں اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ شعبان میں روزے اس کثرت سے رکھنے کی وجہ بیان کی گئی ہے حضرت عائشہ سے روایت ہے قلت یا رسول اللہ ان شعبان لمن احب الشهور الیک قال یا عائشة انه لیس موت فی سنة الا کتب اجلها فی شعبان فاحب ان یکتب اجلی وانا فی عبادة ربی وعمل صالح یعنی حضرت عائشہ نے حضرت سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو سب مہینوں سے شعبان کا مہینہ کیوں محبوب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ سارے سال میں کسی کو موت نہیں آتی مگر یہ کہ اس کی موت شعبان میں لکھدی جاتی ہے اس لئے مجھکو یہ پسند ہے کہ میری موت ایسے حال میں لکھی جائے کہ میں اپنے رب کی عبادت اور عمل صالح میں مشغول ہوں۔

بالکل واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماہ شعبان کیوں محبوب تھا اور اس ماہ میں کثرت سے روزے کیوں رکھتے تھے۔

برادران اسلام! ہماری تمام سعادتوں کا انحصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی میں ہے آپ کو مذکورہ بالا حدیثوں سے اس امر کا علم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں کثرت سے روزے رکھتے تھے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس وجہ سے رکھتے تھے کہ اس ماہ مبارک میں اعمال خدا کے سامنے پیش ہوتے ہیں اور انسان کی اجل لکھی جاتی ہے جب اس حبیب خدا کا یہ حال تھا جو معصوم تھا جس کے تمام اگلے پچھلے زلات معاف کئے جا چکے تھے جو انسانوں میں سب سے زیادہ اپنے رب کا عبادت گزار تھا جب اس کی کیفیت یہ تھی کہ شعبان کے مہینے میں وہ اس قدر کثرت سے روزے رکھا تھا کہ کسی مہینہ میں رمضان کے علاوہ شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھتا تھا تو اب ہم کو غور کرنا چاہئے کہ ہمارا کیا فرض ہے اور موجودہ حالات ہمارے کیا ہیں اور اس ماہ مبارک میں ہم کہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہیں اگر نہیں کرتے تو کیوں نہیں اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ دن رات ہفتہ اور مہینوں کے متعلق جو فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں ان میں جو قصور ہم سے سرزد ہوتے ہیں اور جو غفلت ہم کرتے ہیں اس کے کیا وجوہ ہیں اور آیا وہ ایسے وجوہ ہیں کہ ان کی بنا پر اس کوتاہی و غفلت کو معاف کیا جا سکے۔

برادران اسلام! وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہمارے ایمان ہی سرے سے کمزور ہو گئے ہیں اور ہم کو اس امر کا یقین نہیں رہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا اتباع فلاح دارین کا موجب ہے اگر اس کا پورا یقین ہو تو پھر کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ان اعمال و افعال کی پیروی میں ہم سے کوتاہی ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کئے۔

بہر حال ماہ شعبان کا ایک جزو یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس مہینہ میں اپنے رسول کی پیروی میں کثرت سے روزے رکھنے چاہئیں اور اے برادران اسلام آج ہی سے یہ تہیہ کر لیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری پیروی کریں گے اور کثرت سے اس مہینہ میں روزے رکھیں گے۔

برادران اسلام! اس ماہ شعبان کے فضائل اور اس مہینہ کے اعمال کے متعلق احادیث میں دوسرا حصہ پندرھویں شب سے تعلق رکھتا ہے پندرھویں شب کو شب برات کہتے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمان اس شب کو جس طرح مناتے ہیں وہ ہر سب کو معلوم ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اس شب مبارک کے متعلق کیا ہیں ان کا ذکر ہم ذیل میں کرتے ہیں اور مقصد ان ارشادات کو معلوم کرنے کے یہ ہیں کہ ذرا اپنے اعمال پر غور کرنا چاہئے کہ وہ کہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال اور اسوۂ حسنہ سے مطابقت رکھتے ہیں

برادران عزیز پندرھویں شب شعبان کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق سے روایت ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ینزل اللہ تعالیٰ الی السماء الدنیا لیلة النصف من شعبان فیغفر لکل شیء الا رجل مشرک او فی قلبه شحناء یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شعبان کی پندرھویں شب کو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر ظہور فرماتا ہے پس ہر گنہگار شخص کو بخش دیتا ہے سوائے مشرک کے اور اس شخص کے جس کے دل میں کینہ اور عداوت ہو۔ دوسری حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا نهارها فان اللہ ینزل فیها لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفر له الا من مسترزق فارزقه الا من مبتلی فاعافیه الا کذا الا کذا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں شب آوے تو اس رات کو عبادت کرو اور اس دن روزہ رکھو کیونکہ اس شب کو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت مانگنے والا کہ اس کو بخشوں اور ہے کوئی رزق طلب کرنے والا کہ اس کو رزق دوں اور ہے کوئی بیمار کہ میں کہ اس کو صحت و عافیت عطا کروں اور ہے کوئی ایسا اور ہے کوئی ویسا یعنی خواہ کیسی ہی کوئی حاجت رکھتا ہو ہر ایک حاجتمند کی حاجت روا کرے گا۔

برادران اسلام آپ نے دیکھا کہ پندرھویں شب شعبان کی کتنی افضل اور کتنی متبرک اور کس قدر خیر و برکت کی شب ہے اور ہم سیہ کاران امت اس خیر و برکت والی رات میں اگر چاہیں تو کس قدر خیر و برکت جمع کر سکتے ہیں اور کس قدر اس سے نفع اندوز ہو سکتے ہیں اور اپنے قلب اور اپنی روح کی دردمندیوں اور امراض روحانی کا کیسا موثر علاج کر سکتے ہیں کیا اس سے زیادہ بہتر کوئی دوسرا موقع ہم کو مل سکتا ہے۔

مگر اب غور طلب امر یہ ہے کہ ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ مقدس ارشادات ہیں اور دوسری طرف شب برات کو ہمارا طرز عمل ہے دونوں میں کیا کسی قسم کی

مطابقت اور یکجائیت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شعبان کی پندرھویں شب کو اللہ کی عبادت کرو اور دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس شب کو خدائے تعالیٰ آسمان دنیا پر یعنی آسمان اول پر نزول اور ظہور فرماتا ہے اور بندوں کی حاجت روائی کرتا ہے مگر ہم عبادت کی جگہ آتشبازی چھوڑتے ہیں اور دن کو روزہ رکھنے کے بجائے حلوا کھاتے ہیں۔

بہرحال خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی و رضاجوئی کے اسباب ہم کو بتلا دیئے گئے ہیں اور صاف طور پر واضح کردیا گیا ہے کہ ماہ شعبان اور اس کی پندرھویں شب میں کن اعمال و اشغال میں مشغول ہونا چاہئے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس ماہ مبارک میں حسب ارشاد نبوی کثرت سے روزہ رکھیں اور شب برات کو اپنے رب کی طاعت و عبادت کریں اور اسکی بندگی میں اس رات کو گذاریں۔

شعبان کی پندرھویں شب کے سلسلہ میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں بھی تشریف لے گئے اس سے ثابت ہوا کہ اس رات میں قبرستان میں جانا اور مردوں کے لئے دعائے مغفرت کرنا بھی مسنون ہے۔

برادران اسلام! یہ امور تو وہ ہیں جن پر ہم کو اس ماہ مبارک شعبان المعظم میں عمل کرنا چاہئے لیکن ہم نے اپنی بدبختی سے بعض ایسے اعمال و افعال اختیار کر لئے ہیں جو صریحاً غیر مشروع و ناجائز اور دینی و دنیاوی ہر ایک نقطۂ نظر سے مضر و مہلک ہیں ہم اس موقع پر نذر و نیاز کا ذکر نہ کریں گے کیونکہ یہ مسئلہ موجودہ علماء کے درمیان مختلف فیہ ہے اسلئے جس کا جو مسلک ہو اسے مبارک رہے مگر اس کے علاوہ دو قبیح و مضر چیزیں ہم نے اختیار کرلی ہیں جن کا جواز کہیں سے ثابت نہیں اور اس کے ناجائز اور مضر و مہلک ہونے پر تمام علماء اور عقلا کا اتفاق ہے ان میں سے ایک آتشبازی ہے جو شب برات کے لوازم میں سے ہے اور نہایت اہمیت حاصل کرچکی ہے حیرت اس امر پر ہے کہ کوئی طبقہ علماء کا اور کوئی جماعت مصلحین کی ایسی نہیں ہے جو شب برات کے موقع پر اس آتشبازی کے رسم کے مخالف نہ ہو مگر جس طرح اس کے حرام و ممنوع اور مضر و مہلک ہونے پر تمام جماعتوں تمام فرقوں اور تمام گروہوں کا اتفاق ہے اسی طرح لوگوں نے اس امر پر اتفاق کرلیا ہے کہ وہ اس متفق علیہ حرام فعل کا ارتکاب ضرور کریں گے چنانچہ صورت حال یہ ہے کہ کوئی شہر کوئی قصبہ اور کوئی گاؤں نہیں بچتا جہاں آتشبازی نہ چھوڑی جاتی ہو بلکہ کوئی خاندان اور گھر نہیں بچتا جو اس متفق علیہ حرام کا متفقہ ارتکاب نہ کرتا ہو۔

برادران اسلام! شریعت جس چیز یا فعل کو ناجائز قرار دیتی ہے تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ اس کا ارتکاب دینی و دنیاوی لحاظ سے مضرت رساں اور مہلک ہوتا ہے آتشبازی کا بھی یہی حال ہے آپ میں سے ہر ایک شخص کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے کہ اس سے کس قدر نقصان اور مضرت ہر سال قوم کو پہنچی ہے کم سے کم جو اندازہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اس آتشبازی میں ہر سال دو کروڑ روپیہ فرزندان اسلام کی جیبوں سے نکل کر آگ اور دھوئیں کی نذر ہوجاتا ہے اور اب تو اس روپیہ کا زیادہ حصہ ہندوستان سے باہر جرمنی اور جاپان کی جیبوں میں چلا جاتا ہے اب ذرا غور کیجئے کہ مسلمانوں کی سی غریب اور مفلس قوم کی جیب سے ہر سال دو کروڑ روپیہ کا آگ کی نذر ہوجانا کس قدر تباہی و بربادی کا باعث ہے ایک طرف حالت یہ ہے کہ مسلمان جہالت کی تاریکی میں مبتلا ہیں اول تو درسگاہیں اس قدر کم ہیں کہ قوم کے تمام بچے تعلیم حاصل نہیں کرسکتے پھر جس قدر تعلیم گاہیں موجود ہیں وہ بھی روپیہ کی کمی کی وجہ سے حسب دلخواہ تعلیم کے سامان اور اسباب فراہم نہیں کرسکتیں اور جس قدر بچوں کو تعلیم دینا چاہتی ہیں اور جتنے علوم و فنون کی تعلیم دینا چاہتی ہیں نہیں دے سکتیں اگر یہی دو کروڑ روپیہ آگ اور دھوئیں سے بچ جائے اور تعلیم پر صرف ہونے لگے تو چند ہی سال کے اندر مسلمانوں کی جہالت دور ہوسکتی ہے اور ان کی قوم کا ہر ایک بچہ تعلیم یافتہ ہوسکتا ہے اور ایک تعلیم پر کیا منحصر ہے یہ روپیہ قوم کے جس تعمیری کام پر خرچ کیا جائے وہ اصلاح پذیر ہوسکتا ہے اور اس کی حالت درست ہوسکتی ہے۔

مگر افسوس کہ ہر سال اس تباہ کن رسم کے خلاف آواز بلند کی جاتی ہے علماء فتوے نکالتے ہیں واعظ وعظ کہتے ہیں مصلح لکچر دیتے ہیں انجمنیں اور سوسائٹیاں پوسٹر شائع کرتی ہیں اور اخبارات و رسائل اس کے خلاف مضامین لکھتے ہیں لیکن اس کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا اور بغرض اصلاح اس میں کوئی کمی نہیں کی جاتی یہ دوسری بات ہے کہ افلاس کی وجہ سے اور کساد بازاری کی بنا پر کسی سال کوئی کمی واقع ہوجائے ... ... ... مگر اس خیال سے کہ یہ ایک مہلک اور خطرناک رسم ہے اس کے ترک کرنے پر کوئی آمادہ نہیں ہوتا کیا اس سے زیادہ ناعاقبت اندیشی اور اس سے زیادہ بد اعمالی اور کوئی ہوسکتی ہے کہ دین اور دنیا کا کوئی فائدہ نہیں پھر بھی ہم ایک ایسے کام میں جو ہر ایک نقطۂ نظر سے برا ہے ہر سال دو کروڑ روپیہ ضائع کردیتے ہیں خدا کے لئے اس تباہ کن مشغلہ سے باز آیئے یہ کیسی بدبختی ہے کہ خدا کا رسول تو حکم دیتا ہے کہ رات کو عبادت کرنا اور دن کو روزہ رکھو اور ہم کو بتلاتا ہے کہ اس شب کو اللہ عزوجل آسمان اول پر نزول فرماتا ہے اس سے اپنی حاجتیں طلب کرو مگر ہم اس کے خلاف آتشبازی چھوڑتے ہیں اور اس میں اپنا روپیہ برباد کرتے ہیں اسی کو خسر الدنیا والآخرہ کہتے ہیں۔

دوسری چیز حلوا سازی و حلوا خوری ہے شب برات میں حلوہ سازی اور حلوہ خوری کی سند قرآن یا فقہ میں کہیں نہیں ملتی تاہم کھانے کی ایک غذا ہے اور اس کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ آتشبازی کے مقابلہ میں اسکو نہ لانا چاہیئے لیکن اس سلسلہ میں جو تین باتوں کا اگر لحاظ رکھ لیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اول تو یہ کہ اسکو دین اور مذہب کا کوئی حکم سمجھکر نہ کرنا چاہیئے دوسرے اس کو اس قدر ضروری نہ سمجھنا چاہیئے کہ خواہ سودی قرض ہی لینا پڑے مگر حلوا ضرور بنایا جائے تیسرے یہ کہ حلوا سازی کے ساتھ اس امر کا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے کہ بیچارے وہ لوگ اس سے محروم نہ رہیں جو حلوا بنانے کی استطاعت نہیں رکھتے جو لوگ مستطیع ہیں وہ تو اس موقع کے علاوہ بھی جب چاہیں حلوا بنا کر کھا سکتے ہیں مگر غرباء کے لئے یہی موقع ہے۔

بہرحال شعبان المعظم کے متعلق جو فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں وہ سب بیان کردیئے گئے ہیں اب یہ آپ کا کام ہے کہ آپ ہر ایک کہاں تک عمل کرتے ہیں وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

## خطبۂ ثانیہ

الحمد للہ وحدہٗ ۔ درود و سلام ہو اس سرکار دو عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے شعبان المعظم کے فضائل و برکات اور اس کے اعمال و اشغال سے ہم کو آگاہ فرمایا اور درود و سلام ہو آنحضرت کے جملہ آل و اصحاب و ازواج مطہرات پر خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت مولا علی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین حضرت حمزہ و عباس بلکہ حضرت فاطمۃ الزہرا حضرت خدیجہ حضرت عائشہ حضرت حفصہ اور بقیہ عشرہ مبشرہ اور تمام صحابہ کرام اور ائمہ عظام اور اولیاء ذوی الاحترام پر جنہوں نے ماہ شعبان المعظم کے فضائل و برکات سے اپنے دامن مراد کو بھرا دن کو روزے رکھے اور رات کو عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے اور جو کبھی آتشبازی وغیرہ کے پاس نہیں پھٹکے ۔ اے اللہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ شعبان المعظم اور اس کی پندرھویں شب کی اہمیت کو محسوس کریں اور جو احکام ہیں ان پر عمل کریں اور جو تباہ کن رسمیں اختیار کرلی ہیں ان کو ترک کریں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

# شذرات

## کتاب الاسلام کی اشاعت میں تاخیر

مولوی میں کئی مہینہ سے کتاب الاسلام کا اشتہار شایع ہو رہا ہے یہ کتاب اس قدر مقبول ہوئی کہ اب تک کئی سو روپے پیشگی آچکے ہیں یہ اس امر کی بین دلیل ہے کہ مولوی کے ادارہ پر لوگوں کو حد سے زیادہ اعتماد ہے اور اس کے ناظرین کو اس کا کامل یقین ہے کہ دفتر مولوی کی طرف سے اس قدر اہم اور ضروری موضوع پر جو کتاب بھی شایع ہوگی وہ اس سے بہتر ہوگی جتنا اس کے متعلق اظہار کیا جائے گا۔

جیسا کہ اشتہار میں لکھا جاچکا ہے کہ کتاب لکھی جاچکی ہے اور اسکی تصنیف پر کثیر رقم صرف ہو چکی ہے نیز اس کی کتابت بھی ختم ہو چکی ہے اور صرف کتابت پر دو ڈھائی سو روپے صرف ہو چکے ہیں اب صرف طباعت باقی تھی کہ کتاب مذکور پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوا کہ وہ اس معیار بلند سے گری ہوئی ہے جو پیش نظر تھا اور متعارف کتابوں کی صف سے بس واجبی ہی سی بلند تھی حالانکہ ادارہ مولوی کے پیش نظر اس سلسلہ میں ایک ایسی کتاب کی اشاعت ہے جو اپنے رنگ میں مکمل اور بازار میں جو کتابیں ہیں ان سے نہ صرف الگ ہو بلکہ بہت بلند ہو افسوس ہے کہ مصنف موصوف کو اس تصنیف میں غلط فہمی پیدا ہوگئی اور وہ یہ سمجھے کہ اس موضوع پر بازار میں جو کتابیں عام طور پر دستیاب ہوتی ہیں اسی قسم کی ایک اور کتاب شایع کرنا مقصود ہے حالانکہ مقصد اصلی ایک ایسی کتاب کی اشاعت ہے جو دینیات کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہو اور اس قدر جامع ہو کہ اس کے مطالعہ کے بعد ایک معمولی قابلیت کا آدمی ایک اوسط درجہ کے مولوی اور عالم کی سی معلومات کا حامل ہو جائے اور ضروریات دین حقہ سے کما حقہ واقف و آگاہ ہو جائے اور کسی دوسری کتاب کا محتاج نہ رہے۔

افسوس ہے کہ مصنف موصوف نے ان امور کو پیش نظر نہ رکھا اور مجکو اس وقت اس کا علم ہوا جب کہ کاپیاں پڑھی گئیں۔

اب دفتر مولوی کے لئے یہ بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے کہ وہ خریداروں کے پاس ایک ایسی کتاب چھاپ کر بھیجے جو پیش نظر معیار سے فروتر ہے دیانتداری اور اس اعتماد کا جو دفتر مولوی پر اس کے خریداروں کو ہے ان دونوں امور کا یہ تقاضا ہے کہ گو اس کتاب کی تصنیف اور اس کی کتابت پر کئی سو روپے اب تک صرف ہو چکے ہیں مگر اس کی طباعت کو روک دیا جائے اور اس نقصان عظیم کی کچھ پرواہ نہ کی جائے اور جس قدر جلد ممکن ہو دوبارہ از سر نو ذمہ دار اور اہل ہاتھوں سے پیش نظر معیار کی کتاب لکھا کر شایع کی جائے لیکن اس میں کچھ عرصہ لگیگا اور رمضان شریف تک ایسی کتاب تیار نہیں ہو سکتی۔

اس لئے ان حضرات سے بصد ادب معافی مانگتے ہوئے جنہوں نے پیشگی قیمت ارسال کر دی ہے یہ گذارش ہے کہ یا تو وہ چار پانچ مہینہ اور انتظار کریں یا اگر چار پانچ مہینہ کا انتظار ان کے لئے شاق ہو تو ایک کارڈ لکھکر اپنا روپیہ واپس منگوالیں کارڈ آتے ہی بغیر ایک لمحہ کی تاخیر کے ان کا روپیہ فوراً واپس کر دیا جائیگا۔

میرے لئے یہ بالکل آسان ہے کہ اسی کتاب کو چھاپکر رمضان شریف سے پہلے ہی بھیجدوں کیونکہ موجودہ مروجہ کتب سے پھر بھی یہ بہت جامع اور طویل اور واضح ہے مگر میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ جو بلند و رفیع معیار اپنا سے پیش نظر ہے کتاب اس کے مطابق نہ ہو اس لئے میں سینکڑوں روپے کے نقصان کو برداشت کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ خریداروں کے ہاتھ کتاب وہی پہنچے جو پیش نظر ہے اور جس کو پڑھکر وہ اس حقیقت کو محسوس کریں کہ فی الواقع اس موضوع پر یہ کتاب پہلی اور آخری ہے۔

میں آخر میں پیشگی روپیہ جن حضرات نے بھیجے ہیں ان سے مؤدبانہ معافی چاہتا ہوں کہ ان کو طویل انتظار کی زحمت گوارا کرنی پڑے گی اور درخواست کرتا ہوں کہ فوراً اپنے ارادہ سے دفتر کو مطلع فرمائیں تاکہ اگر روپیہ واپس منگوانا چاہیں تو فوراً ان کی خدمت میں بھیجدیا جائے ہمیں روپیہ واپس کرنے میں زیادہ اطمینان ہوگا کیونکہ جب سرمایہ جمع نہ ہوگا

## گول میز کانفرنس کا مزید التوا

گول میز کانفرنس وزیر اعظم کی ایک معنی خیز تقریر کے بعد پھر ملتوی کر دیگئی اب اس کا اجلاس آئندہ سال پھر ہوگا لوگ پوچھیں گے کہ اس کانفرنس نے کیا طے کیا اس کا جواب بہت مشکل ہے اس لئے کہ پوری طرح غور کرنے کے بعد بھی کوئی شخص یہ نہیں بتلا سکتا کہ کیا طے ہوا اور کیا ملا اگر یقین کے ساتھ کچھ بتلایا جا سکتا ہے کہ کیا ملا تو وہ دو تقریریں وزیر اعظم کی اور ایک تقریر وزیر ہند کی ہے وزیر اعظم نے ایک تقریر گول میز کانفرنس میں کی اور دوسری پارلیمنٹ میں اور وزیر ہند کی تقریر پارلیمنٹ میں ہوئی ہم ان تقریروں پر تفصیلی بحث تو آگے چلکر کریں گے فی الحال اس قدر بتلا دینا ضروری ہے کہ گذشتہ گول میز کانفرنس کے خاتمہ پر وزیر اعظم نے جو تقریر کی تھی اور اس میں جو وعدے کئے تھے انھیں کو دوبارہ دہرایا گیا ہے ان سے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھایا گیا البتہ اگر کچھ اضافہ ہوا ہے تو یہ کہ وزیر ہند صاحب نے اپنی تقریر کے ذریعہ یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ درجہ نوآبادیات کی بھی امید نہ رکھنا اور مرکز میں جس ذمہ داری کیطرف وزیر اعظم نے اشارہ کیا ہے اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں ہے۔

## تماشہ کس طرح ختم ہوا

گذشتہ گول میز کانفرنس میں کانگریس نے شرکت نہیں کی تھی جب اس کانفرنس کا خاتمہ ہوا تو برطانوی سیاسی حلقوں میں اس بات کو محسوس کیا گیا کہ اس کانفرنس کی بغیر کانگریس کی شرکت کے کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ ہندوستان کی اصلی پولیٹیکل طاقت کانگریس ہی ہے اور اس کی عدم شرکت کے معنے یہ ہیں کہ کانفرنس جو کچھ طے کریگی اس کی کوئی قیمت نہ ہوگی اس لئے کانگریس سے مصالحت کی گئی کانگریس نے اس شرط کے ساتھ شرکت کی تھی کہ گذشتہ گول میز کانفرنس میں جو اصول طے پاگئے ہیں وہ آخری نہیں ہیں اور کانگریس کو ہر ایک سوال پر از سر نو بحث کرنے اور اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کا حق ہوگا۔

چنانچہ مہاتما گاندھی کانگریس کے واحد نمایندے کے طور پر شریک ہوئے اور انہوں نے کانگریس کا نقطۂ نظر پیش کیا اور اپنے مطالبات کی وضاحت کی جس میں صوبجات کی مکمل آزادی کے ساتھ مرکز میں مکمل ذمہ داری دینے پر اس طرح زور دیا کہ فوج مالیات اور امور خارجہ پر بھی پورا پورا اختیار ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ہو۔

ابھی یہ بحث ہو ہی رہی تھی کہ لیبر گورنمنٹ مستعفی ہو گئی اور جدید انتخاب ہوا جس میں قدامت پسندوں کی بھاری اکثریت برسراقتدار آ گئی اور برائے نام نیشنل گورنمنٹ قائم ہو گئی اگرچہ اس گورنمنٹ کے وزیر اعظم بھی مسٹر ریمزے میکڈانلڈ ہی ہوئے مگر ان کی ساری قوت قدامت پسندوں کے ہاتھ میں چلی گئی یوں تو انگلستان کی ہر ایک پارٹی خواہ وہ لبرل پارٹی یا لیبر یا قدامت پسند سب کا نقطۂ نظر ایک ہی ہے کہ ہندوستان کو جب تک ہو سکے غلام ہی رکھا جائے مگر قدامت پسند تو غلامی و محکومی کی بندھنوں کی ایک گرہ بھی ڈھیلی کرنے پر رضامند نہیں ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف کانگریس کی شرکت کے یہ معنے تھے کہ گول میز کانفرنس جس حد تک گئی ہے کانگریس کی شرکت کے بعد اس سے آگے قدم بڑھائے ورنہ کانگریس کی شرکت کے کوئی معنے نہیں ہوتے اگر گذشتہ گول میز کانفرنس کے اصول ہی اٹل تھے تو پھر کانگریس کو گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کی کیا ضرورت تھی کیوں نہ اس نے ان اصول پر اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی دوسری طرف قدامت پسند تھے جن کی یہ قدرتی خواہش تھی کہ گذشتہ گول میز کانفرنس میں جو قدم بڑھایا گیا ہے اگر ممکن ہو تو اس سے پیچھے ہٹ جانے کی کوئی صورت نکلے۔ لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو سکے تو

## انگریزی ڈپلومیسی کا ایک کرشمہ

کم از کم مزید قدم نہ اٹھانا پڑے لیکن یہ مقصد کیونکر حاصل ہو یہ تھا حل طلب معما اس مقصد کو جس خوبی اجرت کے ساتھ موجودہ برسراقتدار جماعت نے حاصل کیا اس میں کوئی شبہ نہیں وہ ڈپلومیسی اور حکمت عملی کا نادر نمونہ ہے۔

جب جدید انتخاب ہو چکا اور جدید نیشنل گورنمنٹ قائم ہو گئی تو سب سے زیادہ زور فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل پر دیا جانے لگا یہ مسئلہ شروع ہی سے لاینحل بنا دیا گیا تھا گذشتہ کانفرنس میں بھی یہ مسئلہ بہت زیادہ پریشان کن بنا رہا اور کسی طرح حل نہ ہوا اور حل کیونکر ہوتا جبکہ ایسے عناصر کانفرنس میں جمع کئے گئے ہوں جو اس کو حل کرنا ہی نہ چاہتے ہوں اور برطانوی حکمت عملی ان کی پیٹھ ٹھونک رہی ہو۔

گاندھی جی جس وقت لندن پہنچے تو انہوں نے سب سے پہلے اسی مسئلہ کو سلجھانے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی اور انہوں نے محسوس کر لیا کہ یہ مسئلہ اس وقت تک حل نہ ہوگا کہ جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ حکومت دینا کیا چاہتی ہے اس لئے انہوں نے زور دیا کہ حکومت اپنا ارادہ ظاہر کرے مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا اس کے بعد پھر فرقہ وارانہ مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی گئی اور اس دفعہ سمجھوتہ ہوتے ہوتے رہ گیا یعنی صرف ایک نشست کے سوال پر معاملہ رہ گیا یہ ایک نشست پنجاب کونسل کی تھی۔

جب فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل کی طرف سے بالکل مایوسی ہو گئی تو برطانوی ڈپلومیسی نے یہ شوشہ نکالا کہ چونکہ فرقہ وارانہ مسئلہ حل نہیں ہوا اس لئے فی الحال صوبجاتی آزادی دینے پر قناعت کی جائے گی۔ ادھر مسلمانوں نے بھی شروع سے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ ہم اس وقت تک مرکز میں اختیارات دیئے جانے کی حمایت نہ کریں گے جب تک ہمارے مطالبات تسلیم نہ کر لئے جائیں سر آغا خاں وغیرہ کو امید تھی کہ اس طرح روڑے اٹکانے سے سکھ اور ہندو مجبور ہو جائیں گے اور ان کے مطالبات تسلیم کر لئے جائیں گے بلکہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر پہلے ہمارے مطالبات کا فیصلہ نہ ہوا تو ہم فیڈرل کمیٹی کا بائیکاٹ کر دیں گے بہ ناچ خاص اشارے پر ناچا جا رہا تھا تاکہ برطانوی حکومت کو موقع ملے کہ وہ مرکزی ذمہ داری دینے سے انکار کرنے میں اپنے آپ کو حق بجانب ثابت کر سکے لیکن یہ بلند بانگ مسلم زعماء کی کوری دھمکیاں تھیں جس وقت فیڈرل کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا تو اس میں سب ہی شریک ہو گئے حالانکہ آل پارٹیز مسلم کانفرنس کا ریزولیشن تھا کہ خبردار جب تک تمہارے مطالبات منظور نہ ہوں اس وقت تک تم فیڈرل کمیٹی کے اجلاس میں ہرگز شریک نہ ہونا۔ مگر چونکہ انگلستان کے ارباب حل و عقد کا یہ اشارا تھا کہ ضرور شریک ہوں اس لئے شریک ہو گئے اور مسلم کانفرنس کے رزولیشن کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا گیا۔

اس کے بعد وزیر اعظم نے اپنی خدمات فرقہ پرستوں کے سامنے پیش کیں کہ وہ ان کو سب جماعتیں پنچ مان لیں اور جو فیصلہ وہ کر دیں اس کو قبول کر لیں مہاتما گاندھی نے کہا کہ ان کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے بشرطیکہ صرف ہندو مسلمانوں اور سکھوں کے اختلاف کا فیصلہ کیا جائے اسی طرح ہندو مہاسبھا نے بھی کہہ دیا مگر مسلمانوں نے کہا کہ پہلے ہم کو یہ اطمینان دلایا جائے کہ ہمارے مطالبات مان لئے جائیں گے اور انہوں نے ہندوستان کے یورپین اینگلو انڈین اور اچھوتوں کے ساتھ مل کر جو فیصلہ کیا ہے اس کو قبول کر لیا جائے گا وزیر اعظم نے اس مشروط وعدہ کو ٹھکرا دیا اور کہہ دیا کہ میں اس طرح ہرگز ثالث نہیں بنوں گا۔

جب بالکل مایوسی ہو چکی تھی تو حکومت کا فرض تھا کہ وہ اس مسئلہ کا خود کوئی تصفیہ کر دیتی مگر اس نے پھر ٹال دیا اور کہہ دیا کہ ایک موقع اور دیا جاتا ہے اگر پھر بھی آپس میں کوئی سمجھوتہ نہ ہوا تو حکومت کوئی عارضی فیصلہ کر دے گی حالانکہ مسلم ممبران نے زور دیا تھا کہ اب حکومت فیصلہ کر دے۔

اس ٹال مٹول کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حکومت ہندو مسلمانوں کے اختلاف سے فائدہ اٹھانا چاہتی ہے مگر ہمارے خیال میں اگر یہ واقعہ بھی ہو تو اس کی شکایت فضول ہے کیونکہ ہر ایک دانشمند قوم اور فرد کا یہی غرض ہے کہ وہ اپنے نفع کی سوچے یہ کام تو ہندوستانیوں کا ہے کہ وہ حریف کو اس کا موقع نہ دیں۔

بہر حال لندن کانفرنس میں یہ فضا پیدا کر دی گئی ہے کہ برطانوی حکومت صوبجاتی آزادی سے زیادہ کچھ نہ دے گی اس ڈپلومیسی کا خاطر خواہ نتیجہ یہ نکلا یعنی یہ کہ ہر طرف سے یہ آواز بلند ہونی شروع ہو گئی کہ گذشتہ گول میز کانفرنس میں جو قدم اٹھایا جا چکا ہے وہ پیچھے نہ ہٹایا جائے یعنی آگے قدم بڑھانے کا سوال بالکل ہی نظر انداز کر دیا گیا اور لوگوں کے دماغوں پر یہ خیال مسلط ہو گیا کہ پچھلی کانفرنس میں جو قدم اٹھایا گیا ہے کہیں وہ پیچھے کی طرف نہ مڑ جائے اس لئے یہی غنیمت معلوم ہوا کہ صرف گذشتہ وعدوں کے ایفا کرنے پر زور دیا جائے

چنانچہ اس حکمت عملی میں برطانوی سیاست کو پوری کامیابی ہوئی اور ہر ایک کی زبان پر صرف گذشتہ وعدوں کے پورا کرنے کا مطالبہ تھا برطانوی مدبر یہی چاہتے تھے کہ کوئی نیا مطالبہ نہ کیا جائے اور کانگریس کے مطالبہ کی تائید نہ ہو سکے۔ یہ خبریں

جو ڈالی گئی تھیں کہ صوبجات کے ساتھ مرکز میں جو وعدہ کیا گیا تھا وہ اب پورا نہ کیا جاسکے گا اس کی غرض صرف یہ تھی کہ اس طرح صرف ایسی فضا پیدا کر دی جائے کہ پرانے وعدے کے اعادہ ہی پر قناعت کرلی جائے چنانچہ یہی ہوا۔

## وزیر اعظم کی تقریر

گول میز کانفرنس کو ختم کرتے ہوئے جو تقریر وزیر اعظم نے ارشاد فرمائی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ صوبجاتی آزادی دی جائے گی مگر گورنر کے اختیارات کافی ہوں گے مرکز میں بھی ذمہ داری دینے کا جو وعدہ گزشتہ کانفرنس میں کیا گیا تھا اس کو دہرایا گیا اور کہا گیا کہ گو فرقہ وارانہ مسئلہ کا فیصلہ نہیں ہوا مگر اس کی وجہ سے ہندوستان کی ترقی کو روکا نہیں جاسکتا لہذا فوج اور امور خارجہ پر گورنر جنرل کا پورا کنٹرول رکھ کر اور مالیات پر تحفظات کی قید لگا کر مرکز میں ذمہ داری دینے کا اعلان کیا گیا۔ وزیر اعظم کی تقریر کا لب لباب یہ ہے۔

(۱) جب تک ہندوستان اس قابل نہ ہو کہ اپنی حفاظت کر سکے (اور برطانیہ کے نزدیک اس قابل کبھی بھی نہ ہوگا) اس وقت تک فوج پر برطانیہ کا پورا اور غیر مشروط قبضہ رہے گا۔ (۲) امور خارجہ برطانیہ ہی کے ہاتھوں میں رہیں گے (۳) والیان ریاست کے تعلقات تاج برطانیہ کے ساتھ رہیں گے یعنی ہندوستانی گورنمنٹ سے کوئی واسطہ نہ رہے گا (۴) ہندوستان کی مالی حالت اور اندرونی امن کا موثر طریقہ سے تحفظ بھی برطانیہ ہی کے ہاتھ میں ہوگا یعنی ان شعبوں پر بھی برطانوی کنٹرول رہے گا (۵) اقلیتوں کے تحفظ کے نام سے بھی پورے اختیارات برطانوی ہاتھوں میں رہیں گے (۶) برطانوی تجارت کی حفاظت کے نام سے بھی کافی اختیارات محفوظ رکھے جائینگے۔ (۷) وزیر ہند کی معرفت جن ملازموں کا تقرر ہوا ہے ان کے حقوق بھی محفوظ رہیں گے یعنی سول سروس والے انگریز بدستور مزے کرتے رہیں گے ہندوستان کو اختیار نہ ہوگا کہ ان کی تنخواہوں وغیرہ میں کمی کر سکے۔

یہ ہے خلاصہ وزیر اعظم کی تقریر کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ برطانوی حکومت ہندوستان کو کیا دینا چاہتی ہے۔ اس بیان پر جب دارالعوام میں مباحثہ ہوا تو اس تقریر کے چہرہ سے بالکل نقاب اٹھ گیا چنانچہ ایک سوال کے جواب میں وزیر اعظم نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہندوستان کو درجہ نوآبادیات دیدیا جائے گا۔

## وزیر اعظم کی تقریر کا خیر مقدم

وزیر اعظم کی تقریر کا خیر مقدم کیا ہوا اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ مسٹر جناح جیسے معتدل سیاست داں بھی اس سے مطلق مطمئن نہیں ہوئے اور انہوں نے صاف الفاظ میں کہا کہ اس سے ہندوستان میں سخت مشکلات پیدا ہو جائینگی اور ہندوستان اس قدر طویل عرصہ تک انتظار نہیں کر سکے گا اسی طرح دوسرے لوگوں نے بھی جو بالکل کانگریس نہیں ہیں اسی رائے کا اظہار کیا ہے صرف ڈاکٹر سپرو اور شاستری نے اس امر پر اظہار اطمینان کیا ہے کہ چونکہ کانفرنس ملتوی ہوئی ہے اور دوبارہ پھر ہو گی اور یہ کہ ہندوستان میں کام کرنے کے لئے سب کمیٹیاں بنا دی گئی ہیں اس لئے یہ صورت اطمینان بخش ہے مگر لبرلوں کا اظہار رائے اس لئے کوئی معنی نہیں رکھتا کہ ان کو ہندوستان میں کوئی سپورٹ حاصل نہیں ہے اور سو دو سو آدمی بھی ان کے ہمخیال اور پیرو نہیں ہیں۔

اور اصل حقیقت تو یہ ہے کہ گول میز کانفرنس میں جس قدر نمائندے بھیجے گئے تھے ان میں صرف ایک ہی ایسا نمائندہ تھا جس کی پشت پر رائے عامہ کی طاقت تھی اور وہ گاندھی جی ہیں وہ وزیر اعظم کے اعلان سے ذاتی طور پر مطمئن نہیں ہیں اگرچہ ابھی تک آپ نے کسی رائے کا اظہار نہیں کیا اور نہ ہندوستان میں کانگریس کے صدر اور دوسرے لیڈروں نے کسی رائے کا اظہار کیا ہے تاہم جو لوگ ملک کی حالت پر غائر نظر رکھتے ہیں ان سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے کہ عام بے چینی اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے اور وزیر اعظم کے اعلان کا وہ اثر نہیں ہوا جو مطلوب تھا اور ہر شخص اپنی جگہ پر یہ سمجھ رہا ہے کہ مستقبل قریب میں تکلیف دہ اور اضطراب افزا صورت حال کے پیدا ہونے کا امکان ہے اور یہ کہ کانگریس اس اعلان سے مطمئن نہ ہوگی اور وہ اپنی جد وجہد شروع کر دیگی جس سے وہی صورت حال پھر پیدا ہو جائے گی جو گزشتہ تحریک سول نافرمانی میں تھی اس لئے اس کا اندیشہ ہے کہ گو کانگریسی حلقے نے ابھی کسی رائے کا اظہار نہیں کیا جس کی وجہ یہ ہے کہ گاندھی جی کا انتظار کیا جا رہا ہے مگر یہ صاف نظر آ رہا ہے کہ کانگریس کے حلقوں میں اس اعلان پر مایوسی اور بے اعتمادی کا اظہار ہو رہا ہے اور ہر شخص اپنی جگہ پر یہ محسوس کر رہا ہے کہ کانگریس کا کوئی مطالبہ بھی پورا نہیں ہوا اور بے اعتمادی کا یہ عالم ہے کہ غیر کانگریسی بھی مطمئن نہیں ہیں کہ حکومت کچھ قابل قبول چیز دینا چاہتی ہے یہ بے اعتمادی اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ وزیر اعظم کے اعلان میں کوئی یقینی چیز نہیں ہے اور جو اصول بیان کئے گئے ہیں ان میں کافی گنجائش ہے کہ وہ بہت زیادہ وسعت اختیار کرلیں اور یہی ہے کہ ممکن ہے کہ اس قدر محدود ہو جائیں کہ کچھ بھی ان کے دامنوں میں باقی نہ رہے۔

کہا جاسکتا ہے کہ کانگریس کا اطمینان تو نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تو مکمل آزادی چاہتی ہے اور بقول مسٹر جناح کے انگریز خوشی سے تو قیامت تک یہ مطالبہ منظور نہیں کر سکتے یہ صحیح ہے مگر جہاں تک ہم نے غور کیا ہے موجودہ حالات میں کانگریس اس قسم کی مکمل آزادی سے مطمئن ہو جائے گی جس کی رو سے اس کو وہی حقوق حاصل ہو جائیں جو اب نوآبادیات کو حاصل ہیں یعنی برٹش امپائر سے علیحدگی کا حق جیسا کہ ویسٹ منسٹر میں اب نوآبادیات کے لئے تسلیم کئے گئے ہیں مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کانگریس خواہ مخواہ علیحدگی اختیار کرلیگی کیونکہ وہ مساوی حصہ داری کے حق میں ہے اور مالیات میں ایسے تحفظات کے بھی حق میں ہے جو ہندوستان کے مفاد کے لئے مضرت رساں اور نقصان دہ نہ ہوں مختصر یہ کہ اگر نوآبادیات کا سا درجہ اس وقت دیدیا جائے تو گاندھی جی کانگریس سے اس کو منظور کرانے میں کامیاب ہو جائیں گے اگرچہ ایک طبقہ ضرور مخالف رہے گا مگر اس کی آواز بہت کمزور ہوگی اور ملک ان کو سپورٹ نہیں کرے گا۔

لیکن کانگریس تو رہی ایک طرف اس اعلان سے تو اس کی بھی امید نہیں ہوتی کہ ان لوگوں کو اطمینان ہو جائے گا جو صوبجات میں حقیقی اور مکمل آزادی چاہتے ہیں کیونکہ صوبجات کی آزادی بھی گورنر کے وسیع اختیارات کے گرز سے پاش پاش ہو جاتی ہے اور مرکز میں تو برائے نام ذمہ داری کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوتا اگر انگریزی سرمایہ اور قرضہ جات کے لحاظ سے چند ضروری تحفظات کے ساتھ مرکز میں ذمہ داری سونپنے کا یقین ہو جائے تو غالباً اعتدال پسند بھی

طور پر مطمئن ہو جائیں مگر وزیر اعظم کے اس اعلان سے اس کا بھی اطمینان نہیں ہوتا اور اس بے اطمینانی کی وجہ یہ ہے کہ دو دفعہ گول میز کانفرنس ہو چکی ہے اور اب تک کوئی قابل غور یعنی یقینی چیز سامنے نہیں آئی اور دو تین سال کی طویل مدت تک انتظار کرنا پڑے گا۔

## مسٹر جناح کی تجویز

اگر مسٹر جناح کی تجویز پر عمل کیا جائے تو آپ کے بیان کے مطابق عام بے چینی میں بہت کچھ کمی ہو سکتی ہے اور اکثر طبقات میں اطمینان کی لہر دوڑ سکتی ہے۔

مسٹر جناح نے وزیر اعظم کے اعلان پر جو خیالات ظاہر کئے ہیں ان میں بہت صاف گوئی سے کام لیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے کہ ہندوستان تین سال تک انتظار کرتا رہے جب تک کہ وفاقی حکومت (فیڈریشن) کے تمام مسائل طے نہ ہو جائیں ہندوستان کے باشندوں کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے اور ان میں مزید انتظار کی قوت نہیں ہے مسٹر جناح کا خیال ہے کہ ان تمام مشکلات کے باوجود جن کا کسی طریقہ پر بھی اظہار کیا جا سکتا ہو یہاں کی حکومت فیڈریشن کے مسئلہ کو تین سال میں بھی شاید ہی طے کر سکے۔

مسٹر جناح نے یہ بھی کہا کہ وہ کئی دفعہ برطانوی حکومت سے کہہ چکے ہیں کہ وہ تصفیہ کی ذمہ داری خود لے اور اصلاحات کے لئے قدم بڑھائے وہ یہ کر سکتی تھی کہ برطانوی ہند کے لئے ایک آئین مرتب کر کے نافذ کر سکتی تھی اور فرقہ وارانہ مسئلہ کا فیصلہ بھی خود ہی کر دیتی ریاستوں کے معاملات کو پھر طے کرتی رہتی۔

مسٹر جناح نے فرمایا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہندوستان کا ہر طبقہ بیداری کا طالب ہے گو یہ ممکن ہے کہ بعض امور میں نقطۂ خیال میں اختلاف ہو اور یہ تو ہر ایک ملک میں ہوتا ہے لیکن جہاں تک حقیقی ذمہ داری کے حصول کا سوال ہے ہندوستانی مدبرین کی تمام جماعتیں اس بارہ میں متفق ہیں اور مجھے شبہ ہے کہ برطانوی عمال نے اس حقیقت کو اچھی طرح محسوس نہیں کیا

## بے اعتمادی کا مرض

مسٹر جناح نے فرمایا کہ سارے ہندوستان میں برطانوی حکومت کے خلاف بے اعتمادی کا مرض پھیلا ہوا ہے شاید ہی کوئی فرد ہو جس پر اس کا اثر نہ ہو ہندوستانیوں میں ذمہ دار و غیر ذمہ دار کوئی فرد ایسا نہیں ہے جو اس بے اعتمادی سے پاک ہو ہندوستان میں یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ عوام یہ یقین کریں کہ حکومت برطانیہ واقعی ان تجاویز پر عمل کرے گی جو وزیر اعظم نے اپنے بیان میں پیش کی ہیں مسٹر جناح نے فرمایا کہ ہزار میں سے ۹۹۹ آدمی اس پر بھروسہ نہیں کریں گے بلکہ ہم لوگ خالی ہاتھ جائیں گے اور کہیں گے کہ ابھی تین سال اور انتظار کرو تو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔

واقعہ یہ ہے کہ مسٹر جناح نے بہت صفائی کے ساتھ اظہار خیال کیا ہے اور اگر ابھی حکومت ان پر غور کرے تو ہندوستان کے معتدل جماعت کی بے اطمینانی اور بے اطمینانی کو دور کر سکتی ہے۔

# سر آغا خاں کے خیالات

## ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

سر آغا خاں نے گول میز کانفرنس کے خاتمہ سے کچھ قبل ایک نئی کروٹ لی تھی جس کا چرچا اخبارات میں کافی ہوا اور اکثر سیاسی حلقوں میں اس پر حیرت و استعجاب کا اظہار کیا گیا ہے کہ کہاں سر آغا خاں اور کہاں ایسی باتیں۔

سر آغا خاں نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ لوگوں کا یہ خیال ہو گیا ہے کہ مسلمان برطانوی حکومت کا آلہ کار بن گئے ہیں جو اصلی اختیارات کو چھوڑنا نہیں چاہتی اور مسلمانوں کی مدد سے اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتی ہے اور ہندوستان جا کر مسلم مندوبین کو رائے عامہ کی سخت سے سخت نکتہ چینی اور ملامت برداشت کرنی پڑے گی۔"

غالباً اسی حقیقت کا احساس تھا جس نے سر آغا خاں کو اس امر پر مجبور کر دیا کہ وہ وزیر اعظم، وزیر ہند اور لارڈ سینکی سے یہ کہہ دیں کہ گو مسلمان اپنی جماعت کے لئے چند تحفظات چاہتے ہیں لیکن وہ ذمہ دار حکومت کے مطالبہ میں دوسرے ہندوستانی مندوبین کے ساتھ بالکل متفق ہیں' وزیر اعظم نے سر آغا خاں سے کہا کہ حکومت اس وقت تک مرکزی ذمہ داری دینا نہیں چاہتی جب تک ہندو مسلم مسئلہ طے نہ ہو جائے اس پر سر آغا خاں نے جواب دیا کہ اس مسئلہ کے حل کرنے کی ذمہ داری حکومت پر ہے۔

وزیر ہند نے پوچھا کہ اس سے مسلمانوں کا کیا مطلب ہے کیا وہ صوبجاتی آزادی سے مطمئن نہ ہوں گے تو آغا خاں نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ وزیر ہند نے پھر پوچھا کہ اگر صوبوں کو آزادی دیدی جائے تو کیا مسلمان نئے دستور کے چلانے کے لئے تیار ہوں گے۔ سر آغا خاں نے جواب دیا کہ مسلمان مرکز میں ذمہ داری کے خواہاں ہیں اور حکومت کو متنبہ کر دیا کہ اس کا رویہ ایسا ہے کہ مسلمان کانگریس کا طرز عمل اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ جب آغا خاں سے یہ پوچھا گیا کہ اگر حکومت لیڈروں کو باہمی سمجھوتہ کا ایک موقع اور دے تو کیا صورت حال ہو گی تو مسٹر موصوف نے جواب دیا کہ جب تک حکومت مرکزی ذمہ داری کے متعلق اپنے ارادوں کو صاف ظاہر نہ کرے گی اس وقت سمجھوتہ کا کوئی امکان نہیں ہے اور اگر حکومت یہ اعلان کر دے کہ وہ مرکز میں پوری ذمہ داری دینے کے لئے تیار ہے بشرطیکہ فرقہ وارانہ مسئلہ کا فیصلہ ہو جائے تو ہمیں پوری امید ہے کہ سمجھوتہ ہو جائے گا۔

وزیر اعظم نے پوچھا کہ اگر کانگریس نے سول نافرمانی شروع کی تو مسلمان کیا کریں گے سر آغا خاں نے جواب دیا کہ ہمارے اکثر نوجوان اس میں شریک ہو جائیں گے شاید مسلم لیڈر غیر جانبدار رہیں وہ بھی اس حد تک کہ براہ راست کوئی عملی حصہ نہ لیں لیکن چونکہ قوم پرستی کے معاملہ میں ان کی حیثیت مشتبہ ہو گئی ہے اس لئے انھیں بھی برادران وطن کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دینا پڑے گا سر آغا خاں نے یہ بھی کہا کہ مسلمانوں کی بڑی تعداد بائیکاٹ کی تحریک میں شامل ہو جائے گی اور یہ بائیکاٹ نہایت مکمل ہو گا مجھے اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے اور یہ امر یقینی ہے کہ گاندھی جی از سر نو تحریک سول نافرمانی شروع کریں گے

سر آغا خاں نے اس امر کا اعادہ کیا کہ اگر ہندوستان کو حقیقی ذمہ داری نہ دی گئی تو مسلمانوں کا برطانیہ پر جو اعتماد ہے وہ ختم ہو جائے گا ہندوستان میں لوگوں کو یقین ہے کہ برطانیہ انھیں اپنا آلۂ کار بنا کر کام نکال لیگی اور پھر دودھ کی مکھی کی طرح نکال پھینکیگی۔

دراصل دو چیزیں معلوم ہوتی ہیں جو ان خیالات کے اظہار کی محرک ہوئی ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ انھوں نے اور مسلم ممبران گول میز نے یہ محسوس کر لیا کہ ساری دنیا میں وہ اپنے غلط رویہ کی وجہ سے بدنام ہو گئے ہیں اور لوگ ان کو حکومت کا آلۂ کار سمجھنے لگے ہیں اور دوسری حقیقت جس نے سر آغا خاں کی آنکھیں کھول دی ہیں یہ تھی کہ گو اس وقت حکومت ان کی پیٹھ ٹھونک رہی ہے مگر جب اس کا مقصد حاصل ہو جائے گا تو وہ دھتا بتا دے گی انھیں دو حقیقتوں کے انکشاف نے سر آغا خاں کو بھی اسقدر صاف بیانی پر مجبور کر دیا کاش یہ دونوں حقیقتیں پہلے منکشف ہو جاتیں۔

ہم نے اس بیان کے خلاصہ کو اس جگہ اس لئے دیا ہے کہ اس سے یہ معلوم ہو جائے کہ وزیر اعظم کا بیان کہاں تک تسلی بخش ثابت ہو سکتا ہے۔

## سندھ اور صوبہ سرحد

وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں صوبۂ سرحد کے متعلق فرمایا کہ اس کو گورنر کا صوبہ بنا دیا جائے گا مگر اس کے مخصوص حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے گورنر کو مخصوص اختیارات دیئے جائینگے یہ آخری جملہ نہایت اہم ہے اس جملہ کے اندر اتنی قوت ہے کہ صوبہ سرحد کو گورنر کا صوبہ بنا لے کے بعد بھی صوبہ سرحد ہی بنا رہ سکتا ہے اور موجودہ مطلق العنانی سے بہتر اس کی حالت نہیں ہو سکتی اگرچہ سر عبد القیوم نے اس اعلان پر بیحد خوشی کا اظہار کیا ہے اور مہاتما گاندھی کا شکریہ ادا کیا ہے کہ ان کی ہمدردی و کوشش سے صوبہ سرحد کو یہ مرتبہ ملا ہے مگر ان کو شاید معلوم نہیں کہ گاندھی جی صوبۂ سرحد کے لئے اس مشروط وعدہ کی بنا پر گورنر کا صوبہ تسلیم نہ کریں گے کیونکہ کانگریس تو صوبۂ سرحد کے لئے بلا شرط دوسرے صوبے کے مساوی حقوق و آزادی چاہتی ہے اور ہمیں اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ صوبۂ سرحد کی اصلی سیاسی طاقت اس مشروط وعدے سے ہرگز مطمئن نہ ہوگی اگر صوبہ سرحد کے گورنر کو دوسرے صوبوں کے گورنروں سے زیادہ اختیارات دیدئیے گئے تو اس کے یہی معنے ہوئے کہ صوبۂ سرحد دوسرے صوبوں کے مساوی آزادی و اختیارات حاصل کرنے سے محروم رہا۔

بہرحال ہمیں اندیشہ ہے کہ صوبہ سرحد کی رائے عامہ اس مشروط وعدہ پر سر عبد القیوم کی طرح خوشی کے شادیانے نہیں بجا سکتی۔

سندھ کی علیحدگی کے مسئلہ کو بھی مالیات کی شرط کے ساتھ بدستور مشروط رکھا گیا ہے یعنی یہ مسئلہ مطالبہ بھی معلق ہے اور کوئی انقطاعی فیصلہ نہیں کیا گیا مسلمانوں کے باقی مطالبات کا تو کچھ ذکر ہی نہیں۔ اس خاص نقطۂ نظر سے بھی وزیر اعظم کا اعلان بالکل ناتسلی بخش ہے۔

## بنگال کا نیا آرڈیننس

گذشتہ ماہ ہم بنگال کے ایک آرڈیننس کی ایک خاص نقطہ نظر سے تائید کر چکے آج ایک ماہ بعد ایک دوسرے آرڈیننس پر اظہار رائے کا موقع آگیا یعنی جناب وائسرائے نے اپنے خاص اختیارات سے کام لیکر ایک نیا آرڈیننس بنگال میں نافذ کر دیا ہے تشدد کی تحریک کے ہم اسقدر مخالف ہیں اور اس کو ملک کے بہترین مفاد کے لئے اس قدر سخت مضر اور مہلک سمجھتے ہیں کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ اس آرڈیننس کی بھی ہم تائید کریں اور ملک سے کہیں کہ وہ اس جدید آرڈیننس کو بھی قبول کریں اور حکومت کو موقع دیں کہ یہ تشدد کی تحریک کا انسداد کرنے کے لئے اپنے ذرائع کو ختم کر لے اگر اس کو کامیابی ہو جائے تو بہتر نہیں تو وہ خود مجبور ہو گی کہ دوسرے ذرائع جو اہل ملک کے نزدیک موثر ثابت ہو سکتے ہیں ان پر عمل کرے۔

لیکن یہ آرڈیننس اس قدر سخت ہے کہ اس کو مارشل لا کہنا ایک حد تک صحیح ہے اور اگر اس کا محاملا استعمال کیا گیا تو بجائے فائدہ حاصل ہونے کے اندیشہ ہے کہ نقصان نہ پہنچے اس جدید ہنگامی قانون کے ذریعہ اقدام قتل کی سزا بھی پھانسی رکھدی گئی ہے اور اس کی کوئی اپیل بھی نہیں ہے کسی مقبہ کو نامزد کر کے اس پر اجتماعی طور پر جرمانہ کیا جا سکتا ہے اور ہر قسم کی پابندیاں عاید کی جا سکتی ہیں پولیس اور سول حکام کو وسیع اختیارات دیدئیے گئے ہیں۔

اس قسم کے قانون کی تائید کرنا خصوصاً جبکہ اس سے امر کا سینکڑوں مرتبہ کا تجربہ ہے کہ پولیس اور حکام اکثر ایسے اختیارات کا غلط استعمال کرنے سے دریغ نہیں کرتے کوئی کیونکر اس کی تائید کر سکتا ہے۔

جب کوئی ہندوستانی اخبار نویس یا لیڈر یہ کہتا ہے کہ جبر و تشدد سے کامیابی نہیں ہوتی تو سمجھا جاتا ہے کہ یہ منافقت برت رہا ہے اور اپنے ہم وطنیں کی حمایت کرنے کا خواہشمند ہے۔ حالانکہ دل میں سمجھتا ہے کہ اصلی علاج یہی ہے لیکن انگلستان کے دارالامراء میں وزیر اعظم کی تقریر پر جو بحث و مباحثہ ہوا اس میں لارڈ اروِن سابق وائسرائے نے بھی اس حقیقت کا اظہار کیا اور کہا کہ میں نے بہت سے آرڈیننس جاری کئے مگر جبر و تشدد سے ہمیں فائدہ نہیں بلکہ شکست ہوئی ہے" لارڈ اروِن کی اس رائے کے اظہار کے بعد اس امر میں کیا شبہ ہو سکتا ہے کہ اس قسم کے آرڈیننس مفید نہیں بلکہ مضر ہوتے ہیں اور ان سے حقیقی مقصد حاصل نہیں ہوتا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ایسے قدم اٹھانے سے عوام میں جوش و خروش زیادہ پیدا ہو جاتا ہے اس لئے ہم اس جدید آرڈیننس کی مخالفت کرنے پر مجبور ہیں۔

## قضیہ کشمیر

کشمیر میں ذمہ دار گورنمنٹ قائم کرنے کے لئے جو تحریک شروع کی گئی تھی وہ اب تک بدستور زور شور کے ساتھ جاری ہے گذشتہ ہفتہ مہاراجہ کشمیر اور سری کشن کول جو کشمیر کے وزیر اعظم ہیں دہلی آئے تھے وائسرائے سے کیا گفتگو ہوئی اس کا تو ہمیں کچھ علم نہیں ہے مگر احرار کے موثر لیڈروں سے یہی سنا گیا ہے کہ مہاراجہ اور مسٹر کول کی ملاقات ہوئی ہے اور گو ابھی تک بنیادی امور پر کوئی گفتگو نہیں ہوئی تاہم کہا جاتا ہے کہ ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ اگر اس دفعہ ابتدائی غلطیاں نہ دہرائی گئیں تو شاید جلد کوئی مفاہمت احرار اور حکومت کشمیر کے مابین ہو جائے۔

ہر ایک بہی خواہ ملک و دین کی یہ دلی خواہش ہے کہ کوئی صورت مفاہمت کی پیدا ہو جائے اور یہ کشمکش جو جاری ہے اس کا خاتمہ ہو اور کشمیر کی رعایا اور والی دونوں امن و امان اور اپنی ریاست کی ترقی اور رعایا کی خوشحالی و فارغ البالی میں ساعی ہوں۔

ہمیں امید ہے کہ مہاراجہ کشمیر اور حکومت ہند و حکومت پنجاب جلد ایسی کوئی صورت نکالیں گے کہ مجلس احرار کے رہنما ایک جگہ جمع ہو کر تبادلۂ خیالات کر سکیں اور باہر کے لوگوں سے مل کر اس قضیہ کے حل کی کوئی صورت نکالنے میں کامیاب ہو سکیں۔

# کتاب الاسلام

## باب الصّلوٰۃ

(بسلسلہ گذشتہ)

### کن صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے

اگر مقتدی بھول کر کھڑا ہو گیا تو اس کے لئے واجب ہے کہ رجعت اختیار کرے تاکہ امام کی مخالفت نہ ہو۔ اور اگر کوئی شخص قعدہ اخیرہ بھول گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو رجعت اختیار کرے اور سجدۂ سہو کرے نماز ہو جائے گی۔ اور اگر کوئی شخص بقدر تشہد قعدۂ اخیرہ کر چکا ہے اور اس کے بعد غلطی سے کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو رجعت اختیار کرے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے۔

اور اگر کسی شخص نے قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد اتنا پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو سجدۂ سہو واجب ہوا یہ سجدہ سہو درود شریف پڑھنے کی وجہ سے واجب نہیں ہے بلکہ تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر کرنے کی وجہ سے ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد اتنی دیر خاموش رہے جتنی دیر میں اللھم صل علی محمد پڑھتے ہیں تب بھی سجدۂ سہو واجب ہے اور جو اشخاص یہ کہتے ہیں کہ قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنے پر سجدہ سہو کا حکم دینا مناسب نہیں کیونکہ اس سے درود شریف کی توہین ہوتی ہے وہ غلطی پر ہیں کیا وہ نہیں جانتے کہ اگر کوئی شخص قعدہ اور رکوع اور سجود میں قرآن مجید پڑھے تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے حالانکہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے۔ اور اگر کسی قعدہ میں تشہد میں سے کچھ رہ گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے چاہے نماز نفل ہو یا فرض اور اگر کسی شخص نے پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد شریف کے بعد تشہد پڑھا تو سجدۂ سہو واجب ہے چاہے نماز نفل ہو یا فرض۔ اور اگر کسی شخص نے پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد کے بعد تشہد پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر الحمد سے پہلے پڑھا تو واجب نہیں۔ اور کسی شخص نے پچھلی رکعتوں کے قیام میں تشہد پڑھا تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوا اور اگر قعدۂ اولیٰ میں چند بار پڑھا تو سجدۂ سہو واجب ہو گیا۔ اور اگر کوئی شخص تشہد پڑھنا بھول گیا اور اس نے سلام پھیر دیا اور چند منٹ کے بعد اسے یاد آیا تو رجعت اختیار کرے اور تشہد پڑھے اور سجدہ سہو کرے اور اگر کسی نے تشہد کی جگہ سورہ الحمد پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہو گیا۔ اور اگر کسی نے رکوع کی جگہ سجدہ کیا یا سجدہ کی جگہ رکوع کیا یا کسی ایسے رکن کو دو بار کیا جو نماز میں مکرر مشروع نہ تھا یا کسی رکن کو مقدم یا مؤخر کیا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔

اور اگر کوئی شخص دعائے قنوت یا تکبیر قنوت یعنی قرأت کے بعد دعائے قنوت کے لئے جو تکبیر کہی جاتی ہے بھول گیا تو سجدہ سہو واجب ہے اگر سجدۂ سہو نہیں کرے گا تو نماز نہیں ہوگی۔ اور اگر کوئی شخص عیدین کی تکبیروں میں سے بعض تکبیریں بھول گیا یا اس نے کچھ زیادہ کہیں یا بے موقع کہیں تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر امام عیدین کی تکبیریں بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو اسے رجعت اختیار کرنی چاہیے اور اگر مسبوق رکوع میں شامل ہو تو اسے رکوع ہی میں تکبیریں کہنی چاہئیں۔ اور اگر کوئی شخص عیدین کی نماز میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر پہلی رکعت کی تکبیر رکوع بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ اور جمعہ کی نماز میں اور عیدین میں اگر سہو واقع ہو اور جماعت کثیر ہو تو بہتر ہے کہ سجدۂ سہو نہ کرے بغیر سجدہ سہو کے نماز ہو جائے گی۔

اور اگر امام نے جہری نماز میں آہستہ قرأت کی یا سری نماز میں بالجہر قرأت کی تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر ایک آدھ کلمہ آہستہ یا جہر سے پڑھا تو معاف ہے۔

اور اگر منفرد نے سری نماز میں بالجہر قرأت کی تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر جہری نماز میں آہستہ قرأت کی تو سجدۂ سہو واجب نہیں کیونکہ جہری نماز میں منفرد کو اختیار ہے کہ آہستہ پڑھے یا زور سے۔ اور اگر کسی شخص نے ثنا اور دعا اور تشہد کو بلند آواز سے پڑھا تو یہ خلاف سنت ہے مگر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ اور اگر کوئی شخص قرأت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے لگا اور اتنی دیر توقف ہوا جتنی دیر میں تین دفعہ سبحان اللہ کہتے ہیں تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر امام سے سہو ہوا اور اس نے سجدہ سہو کیا تو مقتدی پر بھی سجدۂ سہو واجب ہے اگرچہ مقتدی سہو واقع ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا ہو اور اگر امام سے سجدۂ سہو ساقط ہو گیا تو مقتدی سے بھی ساقط ہو گیا اور اگر مقتدی سے بحالت اقتدا سہو واقع ہوا تو سجدہ سہو واجب نہیں اور مسبوق کو چاہیے کہ امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے اگرچہ اس کے شریک ہونے سے پہلے سہو واقع ہوا ہو اور اگر امام کے ساتھ سجدہ نہیں کیا اور باقی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا تو آخر میں سجدہ سہو کرے اور اگر مسبوق سے اپنی نماز میں بھی سہو واقع ہوا ہو تو آخر میں جو سجدہ سہو کرے گا وہ کافی ہے۔

اور اگر مسبوق کو اپنی نماز میں بھی سہو ہوا ہو تو آخر میں جو سجدہ سہو کرے گا وہ کافی ہے اور اگر مسبوق نے اپنی نماز بچانے کے لئے امام کے ساتھ سجدۂ سہو نہیں کیا اور اس کا یہ خیال ہے کہ اگر میں سجدۂ سہو کروں گا تو نماز جاتی رہے گی مثلاً نماز فجر میں آفتاب طلوع ہو جائے گا یا جمعہ کی نماز میں عصر کا وقت آ جائے گا یا موزے پر مسح کی مدت گذر جائیگی تو ان صورتوں میں امام کے ساتھ سجدہ نہ کرنے میں کچھ کراہت نہیں ہے اور اگر مسبوق نے امام کے سہو میں امام کے ساتھ سجدہ سہو کیا پھر جب اپنی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو اس میں بھی سہو واقع ہوا تو اس کو اپنے سہو کے لئے بھی سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔

اور اگر امام نے سلام پھیر دیا اور مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو، اور اب امام نے سجدۂ سہو کیا تو جب تک مسبوق نے اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو رجعت اختیار کرے اور امام کے ساتھ سجدہ کرے اور جب امام سلام پھیرے تو پھر اپنی نماز پڑھے اور اگر اس نے رجعت اختیار نہیں کی اور اپنی نماز پڑھ لی تو آخر میں سجدہ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو رجعت اختیار نہ کرے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور امام کے سہو سے لاحق پر بھی سجدہ سہو واجب ہو۔

اور اگر مقیم نے مسافر کی اقتدا کی اور امام سے سہو ہوا تو امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے اور اس کے بعد اپنی دو رکعتیں پڑھے اور اگر ان میں بھی سہو واقع ہو تو آخر میں سجدہ سہو کرے۔ اور اگر نماز پوری کرنے کے بعد شک واقع ہوا کہ ممکن ہے کوئی غلطی رہ گئی ہو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر نماز کے بعد یہ یقین ہے کہ کوئی فرض رہ گیا ہے تو از سر نو نماز پڑھنی چاہیئے۔

اور اگر کسی شخص کا سجدہ تلاوت باقی تھا یا اس نے قعدہ اخیرہ میں تشہد نہیں پڑھا تھا لیکن بقدر تشہد بیٹھ چکا تھا اور اسے یہ یاد ہے کہ سجدہ تلاوت یا تشہد باقی ہے مگر اس نے قصداً سلام پھیر دیا تو دونوں سجدے ساقط ہوگئے اور اگر سجدہ نماز اور سجدہ سہو دونوں باقی تھے یا صرف سجدہ نماز رہ گیا تھا اور سجدہ نماز کے یاد ہوتے ہوئے اس نے سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگئی اور سجدہ نماز اور سجدہ تلاوت باقی تھے اور سلام پھیرتے وقت دونوں یاد تھے تب بھی نماز فاسد ہوگئی۔

اور اگر کسی شخص کے ذمہ سجدہ نماز یا سجدہ تلاوت باقی تھا یا اسے سجدہ سہو کرنا تھا اور بھول کر اس نے سلام پھیر دیا تو جب تک وہ مسجد سے باہر نہ ہو سجدہ کرلے اور اگر میدان میں ہو تو جب تک صفوں سے متجاوز نہ ہو سجدہ کرلے اگر ایسا کرے گا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر کسی شخص کو رکوع میں یاد آیا کہ نماز کا کوئی سجدہ رہ گیا ہے اور اسی حالت میں وہ سجدے میں چلا گیا یا فرض کیجئے کہ سجدے میں یاد آیا اور اس نے سر اٹھا کر وہ سجدہ کرلیا تو بہتر یہ ہے کہ ان رکوع و سجود کا اعادہ کرے اور سجدہ سہو کرے۔ اور اگر کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا اور اسے یہ خیال ہوا کہ میری چاروں رکعتیں پوری ہوگئیں اور اس نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اسے چاہیئے کہ چاروں رکعتیں پوری کرے اور سجدہ سہو کرے اور اگر اس نے یہ گمان کیا کہ مجھ پر دو ہی رکعتیں ہیں مثلاً اس نے اپنے آپ کو مسافر تصور کیا تو ایسی صورت میں نماز جاتی رہی۔

اور اگر کسی شخص کو رکعتوں کی تعداد میں شک ہو مثلاً یہ شبہ ہو کہ تین ہوئیں یا چار اور بالغ ہونے کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے تو سلام پھیر کر نیت توڑ دے اور اگر یہ شک پہلی دفعہ نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی ہو چکا ہے تو اب غور و فکر کی ضرورت ہے غور کرنے پر جس طرف گمان غالب ہو اس پر عمل کرے یا کم تعداد کی طرف توجہ کرے یعنی اگر تین اور چار میں شک ہو تو تین قرار دے اور اگر دو اور تین میں شک ہو تو دو قرار دے اور تیسری اور چوتھی رکعت دونوں میں قعدہ کرے کیونکہ تیسری رکعت کا چوتھی ہونا محتمل ہے اور چوتھی رکعت میں قعدہ کرنے کے بعد سجدہ سہو کرے اور اس کے بعد سلام پھیرے اور اگر گمان غالب پر اعتماد کیا ہے تو سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہاں اگر غور و فکر میں بقدر ایک رکن کے وقفہ ہوا ہو تو سجدہ سہو واجب ہوگیا۔

اور اگر ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد کسی معتبر آدمی نے یہ کہا کہ آپ نے صرف تین رکعتیں پڑھی ہیں تو اس صورت میں اعادہ کرے اور اگر کہنے والا معتبر نہ ہو تو اس کی خبر کا اعتبار نہیں۔

اور اگر تشہد کے بعد یہ شک ہوا کہ تین رکعتیں ہوئیں یا چار اور اس کشمکش میں ایک رکن کی قدر خاموش رہا اور پھر یقین ہوا کہ چار ہوگئیں تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد ایسا شک ہوا تو سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔

اور اگر کسی کو یہ شک واقع ہوا کہ میں نے اس وقت کی نماز پڑھی یا نہیں تو اگر وقت باقی ہے تو اعادہ کرے ورنہ ضرورت نہیں اور اگر غور کرنے کے بعد یقین ہوگیا کہ نماز نہیں پڑھی تو فوراً نماز پڑھے۔

اور اگر بے وضو ہونے اور مسح نہ کرنے کا یقین ہوا اور اسی حالت میں ایک رکن ادا کرلیا تو از سر نو نماز پڑھنی چاہیئے اگرچہ پھر یہ یقین ہو جائے کہ وضو تھا اور مسح کیا تھا اور اگر وتر کی نماز میں شک ہوا کہ یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اس میں دعائے قنوت پڑھ کر قعدہ کے بعد ایک رکعت اور پڑھے اور اس رکعت میں بھی قنوت پڑھے اور سجدہ سہو کرے۔ اور اگر امام نماز پڑھ رہا ہے اور دوسری رکعت میں یہ شک ہوا کہ یہ پہلی ہے یا دوسری۔ یا چوتھی اور تیسری میں شک ہوا اور اس نے مقتدیوں کی طرف نظر کی کہ اگر وہ کھڑے ہوں تو کھڑا ہو جاؤں اور اگر بیٹھیں تو بیٹھ جاؤں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور سجدہ سہو واجب نہیں۔ اور اگر کوئی شخص کسی قعدہ میں تشہد کا کوئی حصہ بھول جائے تو سجدہ سہو واجب ہے۔ اور اگر کسی شخص نے ایک رکعت میں تین سجدے کیئے یا دو رکوع کیئے یا وہ قعدہ اولیٰ بھول گیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔

# مریض کی نماز کا بیان

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم ایکدن ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر اخلاص کی فضیلت بیان فرما رہے تھے اتنے میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے کہا یا حضرت! میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی شخص کی طبیعت ناساز ہو تو وہ کیونکر نماز پڑھے۔ حضور نے فرمایا اگر استطاعت ہے تو کھڑے ہوکر نماز پڑھے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو بیٹھکر نماز پڑھے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو لیٹ کر نماز پڑھے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اشارے سے نماز پڑھے۔ اس کے بعد فرمایا اے مسلمانو! میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کسی نفس کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اور فقہائے کرام لکھتے ہیں کہ جو شخص بیماری کی وجہ سے کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھ سکے یعنی وہ اس پر قادر نہ ہو اور اسے یہ اندیشہ ہو کہ مرض بڑھ جائے گا۔ یا دیر میں اچھا ہوگا یا فرض کیجئے اسے چکر آتا ہے تو ان سب صورتوں میں بیٹھکر نماز پڑھنے کی اجازت ہے اور اگر کوئی مریض اپنے آپ بیٹھ بھی نہیں سکتا لیکن اس کا کوئی خادم یا کوئی اجنبی آدمی موجود ہے جو اسکو بیٹھنے میں امداد دے سکتا ہے تو بیٹھکر نماز پڑھے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو لیٹ کر نماز پڑھے۔ اور اگر کسی مریض میں بیٹھنے کی طاقت ہے تو کسی خاص انداز میں بیٹھنا ضروری نہیں بلکہ جس انداز میں اس کے لئے آسانی ہو وہی اختیار کرے اور اگر کوئی شخص بے انتہا کمزور ہے تو اس کے لئے دیوار پر یا عصا پر سہارا لگانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر وہ قیام نہیں کر سکتا تو بیٹھکر پڑھنے میں بھی کچھ حرج نہیں۔ اور اگر بیٹھکر نماز پڑھنے والا دوسری رکعت کے سجدے سے اٹھا اور قیام کی نیت کی مگر قرأت سے پہلے یاد آگیا تو تشہد پڑھے نماز ہوگئی اور سجدہ سہو واجب نہیں۔

اور اگر کسی مریض نے بیٹھکر نماز پڑھی اور چوتھی رکعت کے سجدے سے سر اٹھایا تو یہ گمان ہوا کہ یہ تیسری رکعت ہے اس خیال کی بنا پر قرأت کی اور اشارے سے رکوع و سجود ادا کیئے تو نماز جاتی رہی اور اگر دوسری رکعت کے سجدے کے بعد یہ گمان ہوا کہ یہ دوسری رکعت ہے اور اس خیال کی بنا پر قرأت شروع کی اور پھر اسے یہ بات یاد آئی کہ یہ دوسری رکعت ہے تو اب تشہد کی طرف عود نہ کرے بلکہ پوری کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔

اور اگر کوئی مریض کھڑا ہو سکتا ہے لیکن رکوع و سجود نہیں کر سکتا یا صرف سجدہ

نہیں کر سکتا مثلاً حلق میں یا سر میں زخم ہے اور اس میں سے خون جاری ہونے کا اندیشہ ہے تو اس صورت میں جھکر اشارے سے نماز پڑھ سکتا ہے اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور اشارے سے رکوع و سجود کرے۔

اور اگر کوئی شخص اشارے سے نماز پڑھے تو سجدے کا اشارہ رکوع سے پست ہونا ضروری ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ سر کو بالکل زمین سے قریب کر دے اور بعض آدمی سجدے کے لئے تکیہ سامنے رکھ لیتے ہیں یہ مکروہ تحریمی ہے اور خلاف سنت ہے۔ اگر کسی شخص کی پیشانی پر زخم ہے اور اس میں سے خون جاری نہیں ہوتا تو اس صورت میں یہ حکم ہے کہ ناک پر سجدہ کرے اور اگر ایسا نہیں کیا بلکہ اشارہ سے سجدہ کیا تو نماز نہیں ہوئی۔ اور کوئی مریض بیٹھنے پر بھی قادر نہیں ہے تو اس کیلئے یہ حکم ہے کہ وہ لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے خواہ داہنی کروٹ پر یا بائیں کروٹ پر یا چت لیٹ کر جس طرح بھی ممکن ہو اس فرض کو ادا کرے اور چت لیٹ کر نماز پڑھنا افضل ہے اور جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھکر اونچا کرے اور اگر کوئی مریض اس قدر نازک حالت میں ہے کہ سر سے اشارہ بھی نہیں کر سکتا تو اس پر سے نماز ساقط ہے اور اگر چھ وقت اسی حالت میں گزر گئے تو ان نمازوں کی قضا بھی ساقط ہے فدیہ کی بھی ضرورت نہیں اور اگر چھ وقت نہیں گذرے تو صحت حاصل ہونے کے بعد ان نمازوں کی قضا لازم ہے۔

اور اگر کوئی تندرست آدمی نماز پڑھ رہا تھا اور اثنائے نماز میں دفعۃً ایسا مرض پیدا ہو گیا کہ ارکان کے ادا کرنے پر قادر نہیں رہا تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو لیٹ کر یا بیٹھکر نماز پوری کر لے از سر نو نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

اور چلتی ہوئی کشتی اور جہاز میں بلا عذر بیٹھکر نماز پڑھنا جائز نہیں بشرطیکہ اتر کر خشکی میں نماز پڑھنے کا موقع ہو۔ اور اگر جہاز ساحل پر ٹھیرا ہوا ہو یا کشتی کنارے پر بندھی ہوئی ہے تو اتر کر خشکی میں نماز پڑھنی چاہیئے اور اگر اترنے کا موقع نہیں ہے تو کشتی ہی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور اگر کشتی بیچ دریا میں ہے تو بیٹھکر نماز پڑھنے کی اجازت ہے اور اگر ہوا کے تیز جھونکوں کا اندیشہ نہیں ہے اور چکر وغیرہ نہیں آتے تو بیٹھکر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔

اور اگر کوئی شخص بیہوش ہو جائے اور پورے چھ وقت اسی حال میں گذر جائیں تو اس عرصہ میں جو نمازیں قضا ہوئیں ان کی قضا واجب نہیں اور اگر مریض کی یہ حالت ہے کہ دفعۃً بیہوش ہو جاتا ہے اور پھر وہی حالت ہو جاتی ہے تو اس افاقے کا اعتبار نہیں۔

اور اگر کسی شخص نے اتنی شراب پی کہ وہ بیہوش ہو گیا اور بہت دیر تک بیہوش رہا تو اس کی جتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں ان سب کی قضا واجب ہے اور اگر کسی دوسرے نے مجبور کر کے شراب پلا دی تب بھی قضا واجب ہے یہی حکم بھنگ پینے والے کے متعلق ہے۔

اور اگر کوئی شخص سوتا رہا جس کی وجہ سے اس کی نماز قضا ہو گئی تو قضا فرض ہے اگرچہ مسلسل چھ وقت تک سویا ہو یعنی اسے مسلسل اتنی دیر تک نیند آئی ہو کہ چھ نمازوں کا وقت گزر گیا ہو۔ اور اگر کوئی شخص اس قدر کمزور ہے کہ اگر وہ روزہ رکھتا ہے تو کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا اور اگر روزہ نہیں رکھتا تو کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ روزے رکھے اور نماز بیٹھکر پڑھے (یہ حکم رمضان کے روزوں کے متعلق ہے) اور اگر کسی مریض نے وقت سے پہلے نماز پڑھ لی اس خیال سے کہ وقت کے اندر نماز نہیں پڑھ سکیگا تو اس کی نماز نہیں ہوئی یا تو اسے وقت پر نماز پڑھنی چاہیئے یا پھر قضا پڑھنی چاہیئے۔

اور اگر عورت بیمار ہو تو شوہر پر یہ فرض نہیں وہ اسے وضو کرائے ہاں اگر اخلاقاً ایسا کرے تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر آقا بیمار ہو تو نوکر پر فرض ہے کہ اسے وضو کرائے۔

اور اگر کوئی شخص ایسے خیمے میں ہے کہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا اور نماز کے لئے باہر نکلتا ہے تو وہاں بارش ہے اور کیچڑ ہے تو ایسی حالت میں یہ حکم ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ایسی چہار دیواری یا ایسے مقام پر ہے کہ اگر وہ بیٹھکر نماز پڑھے تو اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں اور اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے تو دشمن کا خوف ہے تو اس صورت میں بیٹھکر نماز پڑھنے کی اجازت ہے اور اگر شیر وغیرہ کا اندیشہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

اور اگر کسی بیمار کی نمازیں قضا ہو گئیں اور چند روز کے بعد اسے آرام ہو گیا اور اب وہ اپنی قضا نمازیں پڑھنا چاہتا ہے تو اسے تندرست آدمیوں کی طرح نماز پڑھنی چاہیئے اگر بیماروں کی طرح نماز پڑھے مثلاً بیٹھکر یا لیٹ کر یا اشارے سے تو اس کی نماز نہیں ہوگی اور اگر صحت کی حالت میں کسی کی نمازیں قضا ہوئیں اور جب وہ بیمار ہوا تو اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اب وہ اپنی قضا شدہ نمازیں پڑھنا چاہتا ہے تو اس بیماری کی حالت میں جس طرح بھی ہو سکے نماز ادا کرے۔ اور اگر کسی شخص نے آنکھیں بنوائیں اور ڈاکٹر نے اسے ہدایت کی کہ خاموش لیٹے رہو اگر ذرا بھی حرکت کرو گے تو آنکھ خراب ہو جائیگی اس صورت میں اس کے لئے اجازت ہے کہ وہ لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کا اپریشن ہوا اور حرکت سے نقصان کا اندیشہ ہو تو لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے۔

# معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا ۚ
أَتُرِيدُونَ أَنْ تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ ۖ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ
فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ۝ وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ
سَوَاءً ۖ فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ
اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ ۖ
وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ
إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ
أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ
عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا
إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ۝ سَتَجِدُونَ
آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ
أُرْكِسُوا فِيهَا ۚ فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا
أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ ۚ وَ
أُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ۝

(ترجمہ) پھر تم کو کیا ہوا کہ ان منافقوں کے باب میں تم گروہ ہو گئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو الٹا پھیر دیا ان کے عمل کے سبب کیا تم لوگ اس کا ارادہ رکھتے ہو کہ ایسے لوگوں کو ہدایت کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے تم کو گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دیں اس کے لئے کوئی سبیل نہ پاؤ گے وہ اس تمنا میں ہیں کہ جیسے وہ کافر ہیں تم بھی کافر بن جاؤ کہ جس میں تم اور وہ سب ایک طرح کے ہو جاؤ سو ان میں سے کسی کو دوست بنانا جب تک کہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں اور اگر وہ اعراض کریں تو ان کو پکڑو اور قتل کرو جس جگہ ان کو پاؤ اور ان میں کسی کو دوست بناؤ اور نہ مددگار بناؤ مگر جو لوگ ایسے ہیں جو کہ ایسے لوگوں سے جا ملتے ہیں کہ تمہارے اور ان کے درمیان عہد ہے یا خود تمہارے پاس اس حالت سے آویں کہ ان کا دل تمہارے ساتھ اور نیز اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے منقبض ہو اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کر دیتا پھر وہ تم سے لڑنے لگتے پھر اگر وہ تم سے کنارہ کش رہیں یعنی تم سے نہ لڑیں اور تم سے سلامت روی رکھیں تو اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر کوئی راہ نہیں دی۔ یعنی ایسے بھی تم کو ضرور ملیں گے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں اور اپنی قوم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں جب کبھی ان کو شرارت کی طرف متوجہ کیا جاتا تو وہ اس میں جا گرتے ہیں سو اگر یہ لوگ

تم سے کنارہ کش نہوں اور نہ تم سے سلامت روی رکھیں اور نہ اپنے ہاتھوں کو روکیں تو تم ان کو پکڑو اور قتل کرو جہاں کہیں ان کو پاؤ اور ہم نے تم کو ان پر صاف حجت دی ہے۔

صحیحین اور مسند امام احمد بن حنبل میں جو شان نزول ان آیتوں کی بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جنگ احد میں ہزار آدمیوں میں سے تین سو آدمی جب عبداللہ بن ابی منافق کے ساتھ لشکر اسلام سے جدا ہو کر مدینہ کو چلے آئے تو سات سو آدمی عین وقت پر لشکر اسلام کا ساتھ چھوڑ کر ایک منافق کے بہکانے سے گھر جا بیٹھے اس لئے اب وہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے۔ اب موقع پڑے تو ان کا قتل کرنا لازم ہے اور دوسرا فرقہ یہ کہتا تھا کہ نہیں وہ ہمارے بھائی مسلمان ہیں نہ ہم ان سے لڑیں گے نہ ان کو قتل کریں گے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا آپس میں اختلاف رفع ہو جانے کی غرض سے۔ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ وہ لوگ جب تمہارا پورا ساتھ نہ دیں ان کو مسلمان شمار نہ کرنا چاہیئے اور ضرور حسب موقع ان کو قتل کرنا چاہیئے اور جو شان نزول بیان کی گئی اس کے علاوہ اور شان نزول بھی ان آیتوں کی سلف سے منقول ہے چنانچہ بعض روایتوں میں یہ ہے کہ کچھ لوگ مکہ میں تھے جنہوں نے ظاہری اسلام قبول کر لیا تھا لیکن مشرکوں کی مدد کو تیار تھے اور ہجرت پر آمادہ نہ تھے لیکن یہ سب منافقوں کی قسمیں ہیں اس لئے ان روایتوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے حاصل مطلب شان نزول کا یہ ہے کہ اوپر کی صحیح روایت کے موافق منافقوں کی ایک خاص قسم کی شان نزول میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اور جتنے منافق ہیں ان سب پر آیتوں کا مطلب صادق آتا ہے أَرْكَسَهُمْ کے معنے پچھلے قدموں ہٹا کر پہلی حالت پر لانا حاصل مطلب یہ ہوا کہ ان کی نیت کے فساد کے سبب سے ہے بلکہ وہ تو اے مسلمانو تم کو بھی اپنا سا کر لینے کی آرزو کرتے ہیں اس لئے نہ ایسے لوگوں سے میل جول رکھنا چاہیئے نہ ان کی مدد کی خواہش کرنی چاہیئے پہلی شان نزول کی بنا پر حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا کے معنے مفسرین نے یہ کئے ہیں کہ عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھی جب تک احد کی لڑائی کے دھوکے سے باز نہ آویں گے اور خالص نیت سے لشکر اسلام کا ساتھ نہ دیویں گے اور اس ساتھ رہنے کے لئے گھر چھوڑ کر لڑائی کے میدانوں میں نہ جا دیں گے تو نہ ان کا شمار مسلمانوں میں ہو سکتا ہے نہ ان کے جان و مال کی خیر مسلمانوں کے ہاتھ سے ہو سکتی ہے۔ اب ان منافقوں میں سے دو طرح کے لوگوں کو مستثنیٰ فرمایا ہے ایک صلح والوں کے ہم عہد کہ وہ بھی بالواسطہ صلح میں داخل ہیں جس طرح مثلاً صلح کے بعد صلح والے قریش اور ان کے ہم عہد بنو مدلج دوسرے وہ لوگ جو لڑائی سے عاجز ہو کر اس بات پر قائم ہیں کہ نہ اپنی قوم کی طرف سے مسلمانوں سے لڑیں گے نہ مسلمانوں کی طرف سے کسی سے لڑیں گے جس طرح قبیلہ بنو مدلج کہ نہ مسلمانوں سے لڑتے تھے نہ قریش سے پھر فرمایا جب تک یہ لوگ اس حالت پر قائم رہیں تو یہ اللہ کی ایک مصلحت ہے اس نے تم کو تمہاری لڑائی سے روک رکھا ہے ان کے قریب ایک فرقہ فرمایا کہ جو اپنی جان اور اپنا مال بچانے کے لئے ظاہر میں اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ مگر در حقیقت وہ مشرک ہیں تفسیر سدی وغیرہ میں ہے کہ فتنہ کے معنے یہاں شرک کے ہیں ان کا حکم یہ فرمایا کہ اگر وہ صلح پر قائم نہ رہیں تو ان کو

قید کر لو اور جہاں پاؤ کیونکہ ان کی حالت اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک سند ٹھیرا دی ہے بعض مفسرین نے آیت فان اعتزلوکم کو آیت فاقتلوا المشرکین سے منسوخ کہا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ لوگ عہد صلح پر قائم بھی رہیں تو ان سے لڑنا چاہیئے۔ لیکن عہد صلح والوں کا حکم مستثنیٰ کے طور پر اوپر گذر چکا ہے اس لئے یہ آیت مستثنیٰ کے حکم میں داخل ہو منسوخ نہیں ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا ۚ فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

(ترجمہ) اور کسی مومن کی شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے لیکن غلطی سے قتل کر دے تو اس پر ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے اور خونبہا ہے جو اس کے خاندان والوں کو حوالہ کر دی جائے مگر یہ کہ وہ لوگ معاف کر دیں اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو جو تمہارے مخالف ہیں اور وہ شخص خود مومن ہے تو ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہو تو خونبہا ہے جو اس کے خاندان والوں کے حوالہ کر دی جائے اور ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا پھر جس شخص کو نہ ملے تو متواتر دو ماہ کے روزے ہیں بطریق توبہ کے جو اللہ کی طرف سے مقرر ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم اور حکمت والے ہیں۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن اسحاق وغیرہ نے جو شان نزول اس آیت کی حضرت عبداللہ بن عباس مجاہد اور سعید بن جبیر کی روایتوں سے بیان کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ابوجہل کا سوتیلا بھائی عیاش بن ابی ربیعہ ہجرت سے پہلے مسلمان ہو گیا تھا لیکن مشرکین کے خوف سے اپنے اسلام کو ظاہر نہیں کر سکتا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ تشریف لے آئے تو عیاش بن ابی ربیعہ بھی مدینہ میں آ کر ایک جگہ اپنے بھائیوں کے ڈر سے چھپ کر رہنے لگا عیاش کی ماں نے عیاش کے غم میں گھر کا رہنا اور کھانا پینا چھوڑ دیا سوتیلی ماں کا یہ حال دیکھ کر حارث بن ہشام حارث بن یزید عامری اور ابوجہل عیاش کی تلاش میں نکلے اور پتہ لگا کر پھر اس کو مکہ میں لے گئے اور پھر اس کو بہت مارا اور طرح طرح کی اذیت دی اور حارث بن یزید نے عیاش کو برا بھلا بھی بہت کہا اس پر عیاش نے اپنے دل میں یہ بات ٹھان لی تھی کہ کبھی موقع پا کر حارث بن یزید کو مار ڈالوں گا اب فتح مکہ سے پہلے حارث اگرچہ اسلام لے آیا تھا مگر عیاش کو اس کے اسلام کی خبر نہ تھی فتح مکہ بعد اس لئے عیاش نے حارث کو قتل کر ڈالا۔ اور پھر حارث کا اسلام سنکر آنحضرت سے اپنی ندامت ظاہر کی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حارث دو ہیں ایک

حارث بن ہشام ابوجہل بن ہشام کا بھائی اور دوسرا حارث بن یزید قرشی عامری یہ شخص بنی عامر میں سے ہے ابوجہل کے ساتھ یہ شخص بھی عیاش بن ابی ربیعہ کو اسلام کے چھوڑ دینے پر مار پیٹ کیا کرتا تھا اسی غصہ سے عیاش نے اس کو موقع پا کر مار ڈالا امام ابوحنیفہ شافعیہ اور امام احمد کے نزدیک قتل عمد قتل خطا قتل شبہ عمد یہ تین قسمیں قتل کی ہیں امام مالک کے نزدیک قتل شبہ عمد ثابت نہیں ہے لیکن قتل کے باب کی چند حدیثوں سے قتل شبہ عمد کا وجود شریعت میں پایا جاتا ہے جو قتل کسی غلطی کے سبب سے واقع ہو جاوے اس کو قتل خطا کہتے ہیں جس طرح اس قتل میں عیاش کو حارث بن یزید کے اسلام میں غلطی ہو گئی قتل خطا کا خون بہا سو اونٹ ہیں ان اونٹوں کی اقسام میں سلف کا اختلاف ہے جس کی تفصیل بڑی کتابوں میں ہے قتل خطا میں خونبہا کے علاوہ ایک بردہ کا آزاد کرنا بھی ہے اگر اتنا مقدور نہ ہو تو سلسلہ وار دو مہینے کے روزے ہیں مقتول شخص کے وارث خونبہا معاف کر دیویں تو ان کو اختیار ہے عہد والے یا بلا عہد والے مشرکوں میں کوئی مسلمان رہتا ہے اور اس کو کوئی مسلمان غلطی سے مشرک سمجھ کر مار ڈالے تو اس کا بھی یہی حکم ہے اتنا فرق ہے کہ اگر مقتول کے وارث بلا عہد والے مشرک ہوں تو ان کو خون بہا نہیں دیا جاتا جس شخص کو مسلسل دو مہینے روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا کر روزوں کے بارے سبکدوش ہو سکتا ہے یہ مسئلہ اختلافی ہے جس اختلاف کی تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔ شبہ عمد وہ ہے جس میں قصداً ایسی چیز سے کسی کو ضرب پہنچائی جائے جس سے عادتاً آدمی مر نہیں سکتا ہو جیسے لکڑی یا کوڑا اس قتل پر قصاص نہیں ہے خوں بہا دینا آتا ہے۔

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝

(ترجمہ) اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہنا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ناک ہوں گے اور اس کو اپنی رحمت سے دور کریں گے اور اس کے لئے بڑی سزا کا سامان کریں گے۔"

اوپر قتل خطا کا ذکر تھا اس آیت میں قتل عمد کا ذکر ہے قتل عمد وہ ہے جس میں ایسی چیز سے قصداً کسی کو ہلاک کیا جاوے جس چیز سے بطور عادت کے آدمی مر سکتا ہو قتل عمد میں قاتل کو قصاص میں قتل کیا جاتا ہے اور اگر مقتول کے وارث قصاص معاف کر دیویں تو خوں بہا لیا جاتا ہے اس سے زیادہ تفصیل مسئلہ کی بڑی کتابوں میں ہے ابن جریر وغیرہ نے عکرمہ کی روایت سے شان نزول یہاں بیان کی ہے کہ مقیس بن حبابہ کنانی اور اس کا بھائی ہشام یہ دونوں شخص مسلمان ہو گئے تھے ایک روز مقیس نے اپنے بھائی ہشام کو بنی نجار قبیلہ کی سرحد میں مقتول پایا اور حضرت سے اس قصہ کا تذکرہ کیا آپ نے بنی نجار سے سو اونٹ اس کے بھائی کے خون بہا کے مقیس کو دلا دئیے اس نے یہ سو اونٹ بھی لئے اور موقع پا کر ایک آدمی بنی نجار کا قتل کر کے مرتد ہو کر مکہ کو چلا گیا اور مشرکوں میں جا ملا فتح مکہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام امن میں سے اس کو واجب القتل قرار دیکر قتل کرایا اسی مقیس کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی بعض مفسروں نے اس آیت کو آیت سورہ فرقان والذین

لا یدعون مع اللہ الٰھا اٰخر سے منسوخ جو کہا ہے یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ آیت ناسخ کی یہ شرط ہے کہ منسوخ سے اس کا نزول بعد میں ہونا چاہیئے حالانکہ زید بن ثابت کی روایت سے ابو داؤد اور نسائی میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ سورہ سورہ فرقان کی آیت سے چھ سات مہینے بعد نازل ہوئی ہے پھر وہ سورۂ فرقان کی مقدم آیت اس متاخر آیت کی ناسخ کیونکر ہو سکتی ہے اس لئے بعض مفسروں کا یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ یہ آیت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک سے منسوخ ہے کس لئے کہ ناسخ منسوخ امر ونہی میں ہوا کرتا ہے خبر میں نہیں ہوا کرتا کیونکہ ایک خبر دیکر پھر اس کو رد کرنا پہلی خبر کو گویا جھٹلانا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی شان پاک ہے اور یہ آیت خبر کی قسم میں سے ہے انشاء میں سے نہیں پھر اس میں ناسخ منسوخ کیا اس سبب سے صحیح مذہب وہی معلوم ہوتا ہے جس کو بعضے مفسرین نے اختیار کیا ہے کہ یہ آیت مطلق ہے اور سورہ فرقان کی آیت میں توبہ کی قید اس آیت میں بھی لگانی چاہیئے اس صورت میں آیت کے وہی معنے ہوں گے جو پہلے آیت ان اللہ لا یغفر کے تحت میں بیان ہو چکے ہیں کہ مسلمان کے قاتل کی توبہ قبول ہے اگر وہ بلا توبہ مرجاوے تو اس کی بخشش اللہ کے اختیار اور اس کی مرضی پر ہے چاہے وہ مقتول کو کچھ معاوضہ دیکر راضی کر دیوے اور قاتل کو بلا معاوضہ بخش دیوے چاہے قاتل سے مواخذہ کرے یہی مذہب جمہور سلف وخلف نے اختیار کیا ہے اور یہی مذہب آیت والی لغفار لمن تاب اور احادیث صحیحہ کے موافق ہے حضرت عبداللہ بن عباس اور جمہور کے مذہب میں جو اختلاف تھا وہ حافظ ابن کثیر کے قول کے حوالہ سے اوپر رفع کیا جا چکا ہے اس صورت میں قاتل کے ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا ذکر یا تو قتل کے جرم سے ڈرانے کے لئے ہے یا اس صورت کے لئے ہے کہ مسلمان مقتول کی اسلامی کو کسی سبب سے اعتبار نہ ٹھیرایا جاوے کہ یہ درجہ کفر کا ہے یہ حالت ایسی ہے جس طرح محکم بن جثامہ کا قصہ آئندہ کی آیت کی تفسیر میں ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَبَیَّنُوْا وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۫ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِیْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ فَتَبَیَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۵

(ترجمہ) اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کیا کرو تو ہر کام تم تحقیق کرکے کیا کرو اور ایسے شخص کو جو تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے دنیوی سامان کی زندگی کے سامان کی خواہش میں یوں مت کہہ دیا کرو کہ تو مسلمان نہیں کیونکہ خدا کے پاس بہت غنیمت کے مال ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا سو غور کرو بیشک اللہ تعالیٰ اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں

اس آیت میں بھی قتل خطا کا بیان ہے۔ بخاری ترمذی حاکم امام احمد بن حنبل اور طبرانی وغیرہ نے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ مشرکوں کے ایک قبیلہ بنی سلیم پر جب مسلمان لوگ چڑھ گئے اور مشرکوں کو شکست ہوئی تو ایک شخص مرداس بن نہیک جو پہلے سے درپردہ مسلمان تھا سلام علیک کہکر مسلمانوں کی طرف آنے لگا مگر مسلمانوں نے مرداس کے سلام علیک کو خالص نہ خیال کیا بلکہ یہ خیال کیا کہ جان کے خوف سے یہ فریبی سلام علیک کرتا ہے چنانچہ آخر کار اسامہ بن زید نے اس کو قتل کر ڈالا اور جو کچھ اس کے پاس مال تھا وہ لے لیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی حاصل معنے آیت کے یہ ہیں کہ بلا دریافت حال کے فقط خیال پر کسی کو مشرک سمجھکر قتل کرنا اور اس کا مال لینا اللہ کی مرضی کے خلاف ہے کیا ان مسلمانوں کو معلوم نہیں کہ اسلام کی کمزوری کے زمانہ میں اکثر لوگ ان میں درپردہ مسلمان تھے پھر انہوں نے مرداس کے درپردہ مسلمان ہونے پر کیوں اچنبا کیا اور اس کا اندرونی حال دریافت کرنے سے پہلے اس کے قتل کرنے میں کیوں جلدی کی بعضے مفسروں نے قاتل کے نام میں جو اختلاف کیا ہے کہ اسامہ بن زید ہے یا مقداد ہے یا محکم بن جثامہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ متعدد قصے ہیں اور ان قصوں کا مجموعہ آیت کی شان نزول ہے۔ ایک قصہ میں قاتل اسامہ بن زید اور مقتول مرداس بن نہیک ہے اور اس قصہ میں اسامہ کے لئے آنحضرت نے خفگی کے بعد استغفار کی ہے اور محکم بن جثامہ نے عامر بن الاضبط کو بوجہ دسلام علیک کرنے کے ایام جاہلیت کی دشمنی کے سبب سے قتل کر ڈالا تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محکم بن جثامہ کے لئے استغفار نہیں کی تھوڑے دنوں کے بعد محکم کا انتقال ہو گیا اور دفن کے بعد کئی دفعہ زمین نے محکم کی لاش کو پھینکدی آخر لاچار ہوکر لوگوں نے محکم کی لاش کو پہاڑوں میں یونہی ڈالدیا اور اوپر سے چند پتھر ڈھانک دیئے اور آپ نے فرمایا ... ... کہ زمین میں تو محکم سے بھی بد شخصوں کی لاشوں کا ٹھکانا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے محکم کا یہ حال تم کو دکھلا کر آئندہ کے لئے تمہیں نصیحت کی ہے اسی طرح مقداد کا قصہ بھی جدا ہے جس کا قصہ مسند بزار میں معتبر سند سے ہے ان سب روایتوں کو اکٹھا کرکے دیکھا جائے تو ہر ایک قصہ کی حالت معلوم ہوتی ہے۔

# صحیح بخاری شریف اُردُو

## پارہ دوسرا کتاب الصلوٰۃ

(بسلسلۂ گذشتہ)

(۳۹۷) ابوہریرہ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو وہ اپنے آگے نہ تھوکے کیونکہ وہ جب تک اپنی نماز میں ہو اللہ سے مناجات کر رہا ہے اور نہ اپنی داہنی جانب اس لئے کہ اس کی داہنی جانب ایک فرشتہ ہے اور چاہیئے کہ اپنی بائیں جانب یا اپنے پیر کے نیچے تھوک لے پھر اُسے دفن کر دے۔

**باب** جب تھوک کسی پر غالب آجائے تو چاہیئے کہ اپنے کپڑے کے کنارہ میں لے لے۔

(۳۹۸) انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دجانب قبلہ میں کچھ بلغم دیکھا تو اس کو آپ نے اپنے ہاتھ سے صاف کر دیا اور آپ کی ناگواری معلوم ہوئی دیا یہ کہا کہ اس کے سبب سے آپ کی ناگواری اور آپ پر اس کی سختی معلوم ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے یا (یہ فرمایا کہ) اس کا پروردگار اس کے اور قبلہ کے درمیان میں ہوتا ہے پس وہ اپنے قبلہ کی جانب (میں نہ تھوکے بلکہ اپنے بائیں جانب یا اپنے پیر کے نیچے پھر آپ نے اپنی چادر کا کنارہ لیا اور اس میں تھوکا اور اس کو مل دیا اور فرمایا کہ یا اس طرح کرے۔

**باب** امام کا نماز کے پورا کرنے کے بارہ میں لوگوں کو نصیحت کرنا اور قبلہ کا ذکر۔

(۳۹۹) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرا منہ اس طرف سمجھتے ہو حالانکہ اللہ کی قسم مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ تمہارا رکوع اور میں یقیناً تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

(۴۰۰) انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی بعد اس کے منبر پر چڑھ گئے اور نماز کے اور رکوع کے بارہ میں فرمایا کہ میں تمہیں یقیناً پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں جیسا تمہیں آگے سے دیکھتا ہوں۔

**باب** کیا جائز ہے یہ کہ (کہا جائے مسجد بنی فلاں کی

(۴۰۱) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں کے درمیان جو سدھائے گئے تھے (مقام) حفیاء سے گھوڑ دوڑ کرائی اور اس کی انتہا ثنیۃ الوداع تک تھی اور جو گھوڑے سدھائے ہوئے نہ تھے ان کے درمیان ثنیہ بنی زریق کی مسجد تک گھوڑ دوڑ کرائی اور عبداللہ بن عمر بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے یہ گھوڑ دوڑ کی تھی۔

**باب** مسجد میں کسی چیز کا تقسیم کرنا اور مسجد میں خوشہ کا لٹکانا درست ہے (ابوعبداللہ) کہتا ہے کہ قنو (اور عذق (ایک چیز) ہے اور دو کو قنوان اور جمع کو بھی قنوان کہتے ہیں مثل صنو اور صنوان کے اور ابراہیم یعنی طہمان کے بیٹے نے عبدالعزیز بن صہیب سے نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال بحرین سے لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے مسجد میں پھیلا دو اور وہ تمام ان مالوں سے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اس وقت تک) لائے گئے تھے زیادہ تھا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے چلے گئے اور اس کی طرف التفات بھی نہیں کیا پھر جب آپ نماز پڑھ چکے آگئے اور اس کے پاس بیٹھ گئے اور جس جس کو دیکھتے اس کو ضرور دیتے تھے اتنے میں آپ کے پاس عباس آگئے اور انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے بھی دیجئے کیونکہ میں نے اپنا بھی فدیہ دیا اور عقیل کا بھی فدیہ دیا تو آپ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لو انہوں نے اپنے کپڑوں میں دونوں ہاتھوں لیا پھر اسے اٹھانے لگے تو نہ اٹھا سکے تب کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ان میں سے کسی کو حکم دیجئے کہ یہ مجھے اٹھا دیں آپ نے فرمایا نہیں انہوں نے کہا پھر آپ خود میرے اوپر رکھ دیجئے آپ نے فرمایا نہیں تو عباس نے کچھ اس میں سے گرا دیا اور اُسے اٹھانے لگے (تو نہ اٹھا) کہنے لگے کہ یا رسول اللہ اُن میں سے کسی کو حکم دیجئے کہ اس کو مجھے اٹھا دیں آپ نے فرمایا نہیں انہوں نے کہا پھر آپ خود اس کو میرے اوپر اٹھا کے رکھ دیجئے آپ نے فرمایا نہیں تب عباس نے اس میں سے کچھ اور گرا دیا بعد اس کے اس کو اپنے کندھے پر رکھ لیا اور چل دیئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی حرص پر تعجب کر کے ان کے پیچھے برابر دیکھتے رہے یہانتک کہ وہ ہم سے پوشیدہ ہو گئے۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں نہیں کھڑے ہوئے کہ وہاں اُن میں سے ایک درہم بھی باقی ہو۔

**باب** جس کو کھانے کی دعوت مسجد میں دی جائے (وہ کیا کرے) اور جو شخص اسے قبول کرے (وہ گناہگار تو نہیں ہوا۔

(۴۰۲) انس کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا اور آپ کے ہمراہ کچھ لوگ اور تھے تو میں کھڑا ہو گیا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تم کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا کھانے کے لئے میں نے عرض کیا ہاں پھر آپ نے اپنے پاس والوں سے فرمایا کہ اٹھو اور آپ چلے اور میں آپ کے آگے چلا۔

**باب** (مقدمات کا) فیصلہ اور مردوں اور عورتوں کے درمیان لعان مسجد میں کرنا درست ہے)

(۴۰۳) سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ بتائیے اگر کوئی شخص اپنی بی بی کے ساتھ کسی (غیر مرد) کو پائے کیا (اُسے جائز ہے کہ) وہ اس کو قتل کر دے پھر دونوں نے مسجد میں ملاعنہ کیا اور (میں اس وقت) موجود تھا۔

---

ملہ بعض علماء نے اس حدیث کی تاویل کی ہے لکھا ہے کہ مقتدیوں کی جو حالت ہوتی تھی وہ بذریعہ وحی کے حضرت کو معلوم کرا دیجاتی تھی مگر یہ مطلب حدیث سے ظاہر نہیں ہوتا بلکہ صاف مطلب یہ ہو کہ حالت نماز میں ایک ایسا کشف آپ کو ہوتا تھا کہ تمام مقتدیوں کی حالت آپکو معلوم ہو جاتی تھی ۱۲ ملہ اسی صفحہ کے دوسرے کالم پر دیکھو

ملہ قنو اور عذق کے معنے خوشہ مصنف کی عادت ہو کہ اکثر غیر مشہور الفاظ کی شرح کر دیا کرتے ہیں خصوصاً جبکہ وہ لفظ قرآن مجید میں آگیا ہو صنوان کا لفظ قرآن مجید میں ملے ہوئے درختوں کے معنے ہیں۔ حزیرہ ایک خاص قسم کا کھانا ہے جو عرب میں پہلے رائج تھا ۱۲

**باب**۔ جب کسی کے گھر میں داخل ہو تو جہاں چاہے نماز پڑھ لے یا جہاں اس سے کہا جائے اور تجسس نہ کرے۔

(۴۰۳) عتبان بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کے مکان میں آئے اور فرمایا کہ تم اپنے گھر میں سے کس جگہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے نماز پڑھ دوں کہتے ہیں کہ میں نے ایک مقام کی طرف اشارہ کر دیا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں۔

**باب** گھروں میں مسجد بنانا ثابت ہے) اور براء بن عازب نے اپنے گھر کی مسجد میں جماعت سے نماز پڑھی۔

(۴۰۴) عتبان بن مالک جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ان انصاری اصحاب میں ہیں جو شریک بدر تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ میں اپنی بینائی کو خراب پاتا ہوں اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں پس جس وقت مینہ (برستا) ہوتا ہے تو وہ میدان جو میرے اور ان کے درمیان میں ہے بہنے لگتا ہے کہ میں ان کی مسجد میں جا نہیں سکتا تاکہ میں انہیں نماز پڑھاؤں اور یارسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے پاس تشریف لائیں اور میرے گھر میں نماز پڑھیں تاکہ میں اسی مقام کو مصلے بناؤں عتبان کہتے ہیں کہ ان سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں انشاء اللہ عنقریب (ایسا ہی) کروں گا عتبان کہتے ہیں کہ دوسرے دن جب دن چڑھ گیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر میرے پاس آئے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (اندر آنے کی) اجازت طلب فرمائی تو میں نے آپ کو اجازت دی جس وقت آپ گھر میں داخل ہوئے بیٹھے بھی نہیں اور فرمایا کہ تم اپنے گھر میں سے کس مقام میں چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں عتبان کہتے ہیں کہ میں نے گھر کے ایک مقام کی طرف آپ کو اشارہ کیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (وہاں) کھڑے ہو گئے اور تکبیر کہی اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی پس آپ نے دو رکعت نماز پڑھی بعد اس کے سلام پھیر دیا عتبان کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کو خزیرہ کھانے کے لئے روک لیا جو آپ کے لئے ہم نے تیار کیا تھا عتبان کہتے ہیں کہ محلہ والوں میں سے کئی لوگ گھر میں جمع ہو گئے اور ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ مالک بن دخیشن کہاں ہے یا (یہ کہا کہ) ابن دخشن (کہاں ہے) تو ان میں سے کسی نے کہا کہ وہ منافق ہے اللہ اور اس کے رسول کو دوست نہیں رکھتا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نہ کہو کیا تم نے اسے نہیں دیکھا کہ اس نے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے لا الہ الا اللہ کہا ہے وہ شخص بولا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے اس نے کہا کہ ہم نے اس کی توجہ اور اس کی خیر خواہی منافقوں کے حق میں دیکھی ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ بزرگ و برتر نے اس شخص پر آگ کو حرام کر دیا ہے جو لا الہ الا اللہ کہدے اور اس سے اللہ کی رضامندی اس سے مقصود ہو (ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ پھر میں نے حصین بن محمد انصاری سے جو بنی سالم میں سے ایک شخص بلکہ ان کے سرداروں میں سے ہیں محمود بن ربیع کی حدیث کی بابت پوچھا تو انہوں نے اس حدیث میں تصدیق کی)

**باب** مسجد وغیرہ کے اندر داخل ہونے میں داہنی طرف سے ابتدا کرنا (مسنون) ہے اور ابن عمر جب مسجد میں جاتے تو اپنا داہنا پیر پہلے رکھتے اور جب نکلتے تو اپنا بایاں پیر پہلے رکھتے۔

(۴۰۵) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جہاں تک کر سکتے تھے اپنے کاموں میں داہنی جانب سے ابتدا کرنے کو دوست رکھتے تھے اپنی طہارت میں اور اپنی کنگھی کرنے میں اور اپنی جوتی پہننے میں۔

**باب** آیا جائز ہے کہ زمانہ جاہلیت کے مشرکوں کی قبریں کھود ڈالی جائیں اور ان مقامات کی مسجدیں بنالی جائیں بدلیل قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ یہود پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا اور (کیا) قبروں میں نماز کا مکروہ ہونا (صحیح ہے) اور عمر بن خطاب نے انس بن مالک کو ایک قبر کے پاس نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا کہ قبر قبر اور انہیں (نماز کے) اعادہ کا حکم نہیں دیا۔

(۴۰۶) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ام حبیبہ اور ام سلمہ نے ایک گرجا حبش میں دیکھا تھا اس میں تصویریں تھیں تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں میں جب کوئی نیک مرد ہوتا اور وہ مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں یہ تصویریں بنا دیتے یہ لوگ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین خلق ہیں۔

(۴۰۷) انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں (ہجرت کر کے) تشریف لائے تو مدینہ کی بلندی پر ایک قبیلہ میں جس کو بنی عمرو بن عوف کہتے ہیں اترے اور ان لوگوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ شب قیام فرمایا پھر آپ نے بنی نجار کو بلا بھیجا تو وہ تلواریں لٹکائے ہوئے آ پہنچے اب گویا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنی سواری پر ہیں اور ابو بکر آپ کے ہمردیف[1] ہیں اور بنی نجار کی جماعت آپ کے گرد ہے یہاں تک کہ آپ نے ابو ایوب کے مکان میں (اپنا اسباب) ڈالا اور آپ دوست رکھتے تھے کہ جس جگہ نماز کا وقت آجائے وہیں نماز پڑھ لیں اور آپ بکریوں کی رہنے کی جگہ میں بھی نماز پڑھ لیتے تھے اور آپ نے مسجد کی تعمیر کرنے کا حکم دیا پھر بنی نجار کے لوگوں کو آپ نے بلوا بھیجا اور فرمایا کہ اے بنی نجار اپنا یہ باغ تم میرے ہاتھ بیچ ڈالو انہوں نے عرض کیا کہ خدا کی قسم ہم اس کی قیمت نہ لیں گے مگر اللہ بزرگ و برتر سے انس کہتے ہیں اس (باغ) میں وہ چیزیں تھیں جو میں تم سے کہتا ہوں یعنی مشرکوں کی قبریں اور اس میں ویرانہ تھا اور اس میں چھوارے کے درخت تھے تو نبی صلی اللہ علیہ نے مشرکوں کی قبروں کو حکم دیا کہ وہ کھود ڈالی گئیں پھر ویرانہ کو حکم دیا گیا وہ برابر کر دیا گیا اور درختوں کو حکم دیا وہ کاٹ ڈالے گئے پھر چھوارے کے درخت مسجد کی (جانب) قبلہ میں نصب کر دیئے اور ان کی بندش پتھروں سے کی اور صحابہ پتھر لانے لگے اور وہ رجز پڑھتے جاتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہمراہ تھے اور آپ فرماتے تھے اللھم لا خیر الا خیر الآخرۃ فانصر[2] الانصار والمھاجرۃ۔

**باب** بکریوں کے بندھنے کی جگہ نماز پڑھنا درست ہے

(۴۰۸) انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے بندھنے کی جگہ میں نماز پڑھ لیتے تھے (ابو تیاح راوی اس حدیث کے کہتے ہیں) پھر میں نے انہیں (یعنی انس کو) یہ کہتے ہوئے سنا کہ آپ بکریوں کے بندھنے کی جگہ میں مسجد کی تعمیر سے پہلے نماز پڑھتے تھے۔

[1] جو دو آدمی ایک جانور پر سوار ہوں انہیں سے ہر ایک کو دوسرے کا ردیف کہتے ہیں۔

[2] یہ شعر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چند اشعار کا پڑھنا مروی ہے لیکن آپ شعر کو وزن توڑ کر پڑھا کرتے تھے ترجمہ اس کا یہ ہے کہ اللہ بھلائی تو آخرت ہی کی بھلائی ہے پس تو میرے اصحاب انصار اور مہاجرین کو بخشدے ۱۲

# مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

## المقالة السادسة عشر

في التوكل ومقاماته

والموافق لكل خير والرزق بيده تارة يوصلك بطريق الخلق على وجه المسئلة لهم في حالة الابتلاء والرياضة اوبعد سوالك له عز وجل واخرى بطريق الكسب معارضة واخرى من فضله مبادأة من غير ان ترى الواسطة والسبب فرجعت اليه واستطرحت بين يديه عز وجل رفع الحجاب بينك وبين فضله مبادأة وغداك بفضله عند كل حاجة على قدر ما يوافق حالك كفعل الطبيب الشفيق الرفيق الحبيب للمريض حماية منه عز وجل وتنزيها لك عن الميل الى من سواه ويرضيك بفضله فاذا انقطع عن قلبك كل ارادة وكل شهوة ولذة ومطلب لم يبق في قلبك سوى ارادته عز وجل فاذا اراد ان يسوق اليك قسمك الذي لا بد لك من تناوله وليس هو رزقا لاحد من خلقه سواك اوجد عندك شهوة ذلك القسم وساقه اليك فيوصلك به عند الحاجة ثم يوفقك لشكره ويعرفك انه منه وهو سائقه اليك ورازقه لك فتشكره حينئذ وتعرف وتعلم فيزيدك خروجا من الخلق

## مقالہ سولھواں

(توکل اور اس کے مقامات)

سبب رزق عطا کرنے سے تجھے محجوب رکھے گا پھر جب تو نے اس شرک خفی سے بھی توبہ کر لی اور اس شرک کو بھی درمیان سے دور کر دیا اور کب وحول وقوت سے تیری ٹیک جاتی رہی اور تو نے جان لیا کہ وہی اللہ رزق دینے والا اور سبب والا اسباب ہے اور وہی آسانی کرنے والا ہے اور وہی کسب پر قوت دینے والا اور ہر کار خیر کی توفیق عطا فرمانے والا ہے اور رزق اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ تجھے رزق پہنچاتا ہے اور کبھی تو ابتلا اور ریاضت کی حالت میں مخلوق سے تیرے سوال کرنے کے سبب سے اور کبھی اللہ عزوجل سے سوال کرنے کی راہ سے کبھی کسب کے واسطہ سے بطور معاوضہ اور بدلہ ہونے کسب کے اور کبھی بے واسطہ بلا سوال اور بغیر کسب محض اپنے فضل کی راہ سے پس جب تو سب انواع رزق سے تائب ہو کر اللہ کی جانب رجوع کرے اور اپنے آپ کو اس کے آگے ڈالدے اس وقت اللہ تیرے اور اپنے فضل کے درمیان سے پردہ اٹھا لیگا اور اپنے فضل سے تیری ہر حاجت کے وقت تیرے حال کے اندازہ کے موافق تجھے بے واسطہ بے سبب و بے حیلہ روزی دیگا جیسے کہ ایک طبیب رفیق و مہربان مریض کو اس کے حسب حال کھانا اور غذا دیتا ہے اور یہ ایک حمایت ہے تیرے لئے اللہ عزوجل کی طرف سے اور وہ تجھے ماسوا کی طرف مائل ہونے سے اس طرح پاک کرتا ہے اور اپنے فضل سے تجھے راضی کرتا ہے پھر جب تیرے قلب سے ہر ارادہ اور خواہش اور لذت اور مطلب اور تمام محبوب چیزیں منقطع ہو جائینگی اور تیرے قلب میں ارادہ الٰہی کے سوا اور کسی کو بھی گنجائش نہ ہوگی تو اللہ عزوجل جب چاہیگا تجھے تیرا مقسوم بھیجے گا اور وہ ضرور تجھے پہنچ کر رہے گا اور وہ تیرے سوا کسی دوسری مخلوق کا حصہ نہ ہوگا صرف تجھ ہی کو ملیگا اور تجھ میں اس حصہ کی خواہش پیدا کر دیگا اور پہنچا دیگا اسے تیری طرف جبکہ تیری حاجت کا وقت ہوگا پھر تجھے

وبعدا من الانام وخلو الباطن مما سواه ثم اذا قوي علمك ويقينك وشرح صدرك ونور قلبك وزاد قربك من مولاك ومكانك لديه وامانتك عنده واهليتك لحفظ الاسرار علمت متى يأتيك قسمك قبل حين اتيانه لك اجلالا لحرمتك فضلا منه ومنة وهداية قال الله تعالى وجعلنا منهم ائمة يهدون بامرنا لما صبروا وكانوا باياتنا يوقنون وقال والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا وقال الله عز وجل واتقوا الله ويعلمكم الله ثم يرد عليك التكوين فتكون بالاذن الصريح الذي لا غبار عليه والدلالات اللائحة كالشمس المنيرة وبكلام لذيذ الذ من كل لذيذ والهام صدق من غير تلبيس صفي من هواجس النفس ووساوس الشيطان اللعين قال الله تعالى في بعض كتبه يا ابن ادم انا الله لا اله الا انا اقول للشئ كن فيكون واطعني اجعلك تقول للشئ كن فيكون وقد فعل ذلك بكثير من انبيائه واوليائه وخواصه من بني ادم

—————

اس کے ادائے شکر کی توفیق دیگا اور اس کا تجھے عرفان دیگا کہ یہ حصہ جو تجھے پہنچا، اسی کی طرف سے ہے اور وہی بھیجنے والا ہے اور وہی دینے والا ہے پھر اس وقت تو اس کا شکر کریگا اور جان اور پہچان لیگا پھر یہ معاملہ خلق سے تیرے خروج اور لوگوں سے تیرے بعد اور ماسوا اللہ سے تیرے باطن کے خلو (خالی ہو جانے) میں زیادتی کریگا پھر جب تیرا یقین اور علم قوی ہو جائے گا اور تیرا شرح صدر ہو جائیگا اور تیرا قلب نور ہو جائیگا اور تیرا قرب اپنے مولیٰ سے زیادہ اور تیری قدر اور تیرا مرتبہ اس کے نزدیک بلند ہو جائیگا اور اسرار خداوندی کی حفاظت کرنے میں تیری امانت و اہلیت زیادہ ہو جائے گی تو پھر اس کے فضل و کرم اور احسان سے تیرے اجلال اور تیری کرامت کے سبب تجھے جتا دیا جائیگا کہ وہ تیرا حصہ کب آئیگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہم نے بنی اسرائیل میں سے ائمہ بنائے کہ ہمارے امر کی ہدایت کریں جب ان لوگوں نے صبر کیا اور ہماری آیتوں پر یقین کرنے والے ہوئے اور یہ بھی فرمایا کہ جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں یقینا ہم انہیں اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں اور اللہ عزوجل نے فرمایا اللہ سے ڈرو وہ تمہیں کچھ سکھا دیگا پھر تجھے تکوین سپرد کی جائے گی پھر تو کائنات میں تصرف کرے گا ایسی ظاہری اجازت کے ساتھ جس میں شبہ کا غبار نہیں ایسی دلیل کے ساتھ جو آفتاب کی طرح منور ہے اور ایسے کلام کے ساتھ جو ہر لذت سے زیادہ لذیذ ہے اور اس الہام صادق کے ساتھ جس میں تلبیس نہیں ہے اور جو نفس کے خطرات اور شیطان لعین کے وسوسوں سے محفوظ اور صاف ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا اے فرزند آدم! میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی اللہ نہیں ہے میں جس چیز کو کہتا ہوں ہو جا وہ ہو جاتی ہے میری فرمانبرداری کر میں تجھے بھی ایسا ہی بنا دوں گا کہ تو جس چیز کو کہیگا ہو جا بس وہ ہو جائے گی اور بیشک اللہ نے اپنے کثیر انبیا اور اولیا اور خواص بنی آدم کو ایسا ہی بنا دیا ہے

# اسلام کی امتیازی معاشرت

## ایک مسلسل کتاب جو خاص مولوی کے لئے لکھی جارہی ہے

(گذشتہ سے پیوستہ)

(از جناب مولوی شریف احمد صاحب مرادآبادی)

## میاں بیوی کے حقوق

رسول کریمؐ کی بعثت سے پیشتر عورتوں کی حالت بالتہ جاقدرے سے بھی بدتر تھی باقی ہی دانایان فرنگ عورت کو ذریت شیطان جانتے اور اسے سانپ اور بچھو سے بھی زیادہ مہلک سمجھتے تھے۔ عیسائی عورت اپنی جائداد کی مالک نہ ہوسکتی تھی کوئی معاہدہ کرسکتی تھی اسے خدا کی قربت سے دور رکھنے والی ہستی خیال کیا جاتا تھا اس لئے عیسائیوں کے دلوں میں کوئی وقعت حاصل نہ تھی روم اور یونان جس دور کی نہایت مہذب اور شائستہ حکومتیں تھیں اور دنیا میں ان کا غلغلہ بلند ہوا تھا لیکن حالت یہ تھی کہ ایک رومی خاوند اپنی عورت پر ایک جابر حاکم کی طرح حکومت کرتا اور اسے محض افزائش نسل کا ذریعہ سمجھتا تھا یونانیوں کے نزدیک بھی اس کی کوئی وقعت نہ تھی اور انسانوں کے اس طبقہ کو علم و فضل کے حصول سے محروم رکھا جاتا تھا لوگ انہیں اپنی جائداد منقولہ کیا بلکہ لسر و قہ تباہ کرتے تھے انتہا یہ ہے کہ اپنی عورت کو عاریتاً بھی کسی کو دیدینا خاوند کے اختیار کی بات ہوتی تھی۔

ہندوستان میں بھی عورت کو گیان کے راستہ میں روک سمجھا جاتا اور خاوند کی موت پر عورت کا اس کے ساتھ زندہ جل جانا معیار شرافت سمجھا جاتا تھا عرب میں بیٹیاں بھی بہتیں وہ زندہ درگور ہوتی تھیں عرب کے لوگ بھی صنف نازک کی تحقیر میں کم نہ تھے عورتوں سے علانیہ بدکاری کراتے تھے اور اس کی آمدنی کو اپنا جائز حق تصور کرتے تھے باپ کے مرنے کے بعد بھیڑ بکریوں کے گلوں کی طرح اس کی عورتوں کو بیٹے باہم تقسیم کر لیتے تھے اسلام نے اس کی مستقل حیثیت کو تسلیم کیا اور اسے اس کے واجبی حقوق دلائے آپ فرانس کے مشہور مورخ موسیو لیبان کی شہادت ملاحظہ کریں وہ لکھتا ہے کہ :-

اسلام ہی وہ اولین مذہب ہے جس نے عورت کی حالت کو درست کیا اسلام سے پیشتر دنیا میں عورت کی حالت نہایت بدتر تھی۔ تمدن اسلام میں عورت کو مساوات کا درجہ عطا کیا گیا چنانچہ ہمیشہ ہی مشرقی عورت مغربی عورت سے تعلیم و تربیت میں فائق رہی ہے۔"

اسی طرح ڈاکٹر لیبان اپنی کتاب تاریخ اسپین میں لکھتے ہیں کہ :-

"عیسائیوں نے سپاہیانہ اخلاق میں عورت کے احترام کا جزو ہسپانیہ کے مسلمانوں سے سیکھا یہاں تک کہ میدان کارزار میں ادنیٰ سپاہی بھی معمولی عورت کے ساتھ عزت سے پیش آتا تھا اور مرد اپنی عورت کے ساتھ نہایت ہی اخلاق اور شرافت کا برتاؤ کرتا تھا اور ماں کی تعظیم تو پرستش کی حد تک ہوتی تھی۔"

سر ہی لوئس اور پروفیسر اسکاٹ جیسے اعلیٰ پایہ کے مدبران فرنگ نے بھی اسی قسم کی آراء کا اظہار کیا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے بارہ میں تین قسم کی اصلاحات نافذ کیں اول معاشری جس میں مردوں کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی تاکید کی گئی دوم تمدنی جن میں عورتوں کے اخلاق کو وسیع کیا سوم روحانی جن میں عورتوں کو اپنے نفس و قلب کی اصلاح اور قیام و بقائے عزت کے گر سکھائے۔

روحانیت کے متعلق فرمایا کہ اے عورتو! تمہاری روح کا بھی خدا سے ویسا ہی تعلق ہے جیسا کہ مردوں کی روح کا ہے ایک عورت بھی اعمال صالحہ کی پابندی سے ویسی ہی مقرب بارگاہ بن سکتی ہے جیسا کہ مرد متقی عورت اور مرد کا درجہ یکساں ہے مردوں عورتوں دونوں پر طلب علم فرض ہے مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ تم اپنے اہل و عیال کے لئے چرواہوں کے مانند ہو اور اس فرض کی ادائیگی کے متعلق تم سے ضرور بازپرس کی جائے گی۔

ماں باپ کو بیٹیوں کے متعلق فرمایا کہ جس کے دو لڑکیاں ہوں اور وہ ان کی تعلیم و تربیت پر اسی طرح خرچ کرے جس طرح بیٹوں کی تعلیم و تربیت پر خرچ کرتا ہے تو وہ بڑے اجر کا مستحق ہوگا رسول کریمؐ نے اپنی پیاری بیٹی فاطمہؓ کی تعلیم و تربیت کا خود بہترین نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ تمدنی حقوق میں بھی اسلام نے عورتوں کو بہت نوازا سب سے پہلی مرتبہ انھیں وراثت کی حصہ دار قرار دیا اور اور اپنے ماں باپ بیٹے خاوند کے ترکہ کی حقدار بنایا عورت کو اپنے مال کا حقدار قرار دیا اور اجازت دی کہ وہ ہر قسم کا معاہدہ بطور خود کرسکتی ہے بیع و شرا کے بھی کی اختیارات عطا کئے جو مرد کو حاصل تھے انتہا یہ ہے کہ انھیں اپنے مال کی حفاظت اور بذریعہ تجارت اسے بڑھانے کا اختیار بھی دیدیا۔

معاشری امور میں بھی اس کا درجہ بہت بلند کردیا اور حکم دیا کہ جس طرح تمہارے حقوق تمہاری عورتوں پر ہیں اسی طرح تمہاری عورتوں کے حقوق تم پر ہیں ان کی پوری پوری نگہداشت کرو ان کے مصارف کے کفیل رہو ان کی جائز خواہشات پوری کرتے رہو جب باہر جاؤ تو ان کے لئے تحفہ لاؤ جو خود کھاؤ وہ انھیں کھلاؤ اور جو خود پہنو وہ انھیں پہناؤ تم شرافت و نجابت کا کتنا ہی ادعا کرو لیکن حقیقت میں شریف وہی ہے جس کا برتاؤ اپنی بیوی کے ساتھ شریفانہ ہو۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جو حکم دیا اس کے لئے خود کو بطور ایک نمونہ بناکر دوسروں کے سامنے پیش کیا آپ کی یہ حالت تھی کہ حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد بھی ان کی سہیلیوں اور عزیزوں کو برابر تحفے تحائف بھیجتے رہے اور ان کے ساتھ احسان کے ساتھ پیش آتے رہے۔ ماؤں کے بارہ میں فرمادیا کہ تمہاری بہشت تمہاری ماں کے پاؤں میں ہے۔ مردوں کو عورتوں کے ساتھ مختلف صورتوں یا حالتوں میں رہنا اور سلوک ہونا پڑتا ہے عورت

اس کی ماں بھی ہے بہن بھی ہے بیٹی بھی ہے اور پھر بھی سب کے سلوک کے متعلق اسلام میں تفصیلی احکام و اوامر موجود ہیں لیکن سب سے بڑا اور سب سے اہم رشتہ زوجیت کا ہے۔

جس طرح انسان کے اندر کھانے پینے اور پہننے کی خواہشات ودیعت کی گئی ہیں اسی طرح بقائے نسل اور تسکین جذبات کی فطری خواہش بھی اُسے تفویض کی گئی ہے اور جس طرح کھانا اور پہننا فطری خواہشات ہیں اسی طرح ایک عورت کے ساتھ مل کر بھی زندگی بسر کرنا ایک فطری جذبہ ہے اس سے قدرت کے پیش نظر دو مقصد تھے اول یہ کہ انسانی نسل کا سلسلہ قائم رہے اور دوسرے دونوں مل کر ایک پر رونق اور مسرور زندگی بسر کریں قدرت چاہتی تو اس کا کوئی اور انتظام بھی کر سکتی تھی لیکن نہیں اس نے وہی صورت اختیار کی جو بہترین صورت تھی ایک کو مرد بنایا اور دوسرے کو مادہ۔ دونوں کی تخمیر ایک ساتھ ہی مادہ سے کی دونوں میں ایک قدرتی کشش اور دونوں کے قلوب میں ایک دوسرے کے لئے ایک جذبہ پیدا کر دیا تاکہ دونوں محبت و اخلاص سے مل کر رہیں کوئی اپنی تنہائی سے نہ گھبرائے اور ایک کی امداد کے لئے دوسرا موجود رہے۔

اگر جنس کا یہ امتیاز نہ ہوتا تو دنیا ویران نظر آتی اکیلا اور تنہا انسان جہاں چاہتا پڑ رہتا نہ کوئی گھر بناتا نہ یہ آبادیاں اور نہ شہر قائم ہوتے ایک کو دوسرے سے کوئی سروکار نہ ہوتا اور تنہائی میں طبیعت گھبرا جاتی دیکھئے حضرت آدم کو بہشت میں ہر نعمت اور ممکن آسائش میسر تھی لیکن ان کی طبیعت گھبرا اٹھی اور ایک ساتھی اور ایک رفیق عمل کی ضرورت داعی ہوئی جس وقت حضرت بی بی حوا پیدا ہو گئیں اس وقت ان کی طبیعت کو سکون ہوا اور بہشت بہشت معلوم ہوئی انسان کے پاس خواہ وہ مرد ہو خواہ عورت کتنی ہی دولت ہو اسے کتنی ہی آسائش میسر ہو لیکن اگر وہ تنہا ہے تو اسے کوئی راحت نہیں اور یہ تمام آسائشیں اور راحتیں اس کے لئے بیکار ہیں دنیا تو دنیا آباد ہے اس محبت و اتحاد کے دوام و استحکام ہی کے لئے دونوں میں جذبات کی رنگینی اور ان سے استلذاذ کا مادہ بھی پیدا کیا تاکہ ایک طرف تو سلسلہ نسل قائم رہے اور دوسری طرف دونوں حظ و نشاط بھی حاصل کرتے اور ایک دوسرے کی ضرورت بھی محسوس کرتے رہیں۔

دیکھئے قدرت نے اپنے مقاصد کی تکمیل اور بقائے نسل کے لئے کیسے کیسے اہتمام کئے اور کس طرح یہ سعی کی کہ یہ نر و مادہ اور یہ مرد و عورت دونوں محبت و اخلاص کے ساتھ رہیں ان کی مسرت اور اس کی دنیا کی رونق و آبادی ترقی کرے یہ بھی خوش رہیں اور دنیا بھی معمور رہے جانوروں میں عقل نہیں وہ دماغ کی قوتوں سے محروم ہیں لیکن اس بے عقلی اور بے دماغی پر بھی آپ نے کبھی نہ دیکھا ہوگا کہ شیر شیرنی پر سانپ سانپنی پر اور بھیڑیا اپنی مادہ پر غرا رہا ہے شاذ و نادر اگر ایسا کبھی ہو بھی جائے تو چند منٹ نہیں چند سکنڈ کے اندر معاملہ ختم ہو جائے گا اور پھر دونوں میں سے کسی کو یاد بھی نہ ہوگا کہ کس نے کس کے ساتھ کیا زیادتی کی تھی اور دونوں اسی طرح مل جل کر مخلصانہ زندگی بسر کرتے نظر آئینگے۔ شیر اپنے قریب جنگل میں کسی اور شیر کو نہ رہنے دیگا لیکن شیرنی ہر وقت اس کے ساتھ رہے گی اور دونوں ہر وقت مل کر زندگی بسر کرتے اور جنگل کی ہوا کھاتے نظر آئیں گے شیرنی بچوں کو بیٹھی دودھ پلا رہی ہوگی یا ان کی نگہبانی کر رہی ہوگی اور شیر شکار و رزق کی تلاش میں ادھر ادھر گھوم رہا ہوگا اور جب اُسے کچھ مل جائے گا تو دونوں اسے مل کر کھائیں گے اور آرام سے لیٹ کر سو جائینگے بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو دونوں ساتھ ساتھ ہی شکار کو نکل بیٹھتے ہیں اور ہر حالت میں ایک دوسرے کا ممد و معاون بنا رہتا ہے چونکہ قدرت نے انھیں ان کی ضروریات کے مطابق ناپ تول کر عقل عطا کر دی ہے اس لئے انھیں اپنے فرائض میں کسی کی رہنمائی اور کسی کے سکھانے کی ضرورت داعی نہیں ہوتی لیکن انسان کی حالت ان سے جداگانہ ہے اس میں عقل اور ترقی کا مادہ موجود ہے وہ اچھی تعلیم سے اچھا انسان اور بری تعلیم سے برا انسان بنجاتا ہے اس لئے اس کی رہنمائی کے لئے خالق اکبر نے آئین اوامر و نواہی کے دستور مرتب کر کے بھیجے اور اس کے رسولوں اور اس کے فضیل و فرزانہ بندوں نے بھی بنی نوع انسان کی بہتری و بہبود کے لئے نصائح سے دفتر سیاہ کر ڈالے۔

لیکن ظاہر ہے کہ خدائی تعلیم ہی انسان کے لئے بہترین تعلیم ہو سکتی ہے اور اس تعلیم کی مکمل صورت اسلام اور تعلیمات اسلام ہیں دیکھنا یہ ہے کہ اسلام نے ان دونوں کی زندگی کی رہنمائی کے لئے کیا تدابیر عمل واضح کیں اور کونسی ہدایات اس نے بندوں کو دیں خدائے برتر و توانا نے عقد و نکاح کا مقصد ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ و رحمۃ اس نے تمہارے لئے تمہارے ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں اس لئے کہ تمہیں ان سے پورا سکون اور راحت نصیب ہو ساتھ ہی تم دونوں کے خمیر میں اخلاص اور پیار بھی پیدا کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے من استطاع الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج کے الفاظ میں اس کی تشریح کی یعنی تم میں جو شخص نکاح کی استطاعت رکھتا ہو وہ نکاح کرے اس لئے کہ نکاح کرنے سے شرمگاہ کی حفاظت بھی رہتی ہے اور نگاہیں بھی منتشر نہیں ہوتیں بلکہ نیچی رہتی ہیں۔

اس سے چند امور مستنبط ہوتے ہیں کہ مرد و عورت دونوں کا ضمیر ایک ہی ہے اور متاہلانہ زندگی کا مقصد اولین سکون و راحت کی زندگی بسر کرنا ہے اس سے انسان خواہش سے بھی بچا رہتا ہے اور وفور جذبات سے اس کی نگاہیں بھی ادھر ادھر نہیں بھٹکتیں بلکہ وہ جھکی ہوئی رہتی ہیں اور فتنے اٹھنے کا امکان معدوم ہو جاتا ہے آگے چل کر ہمیں عورت و مرد کا درجہ بھی بتا دیا گیا ہے اور صاف فرمایا ہے کہ ھن لباس لکم وانتم لباس لھن عورت و مرد دونوں ایک دوسرے کے لئے لباس کا درجہ رکھتے ہیں مرد عورت کا لباس ہے اور عورت مرد کا۔ یعنی ایک کے لئے دوسرے کی وہی اہمیت ہے جو جسم کے لئے لباس کی ہے لباس کی عدم موجودگی سے یہی نہیں کہ انسان بالکل برہنہ اور وحشی معلوم ہوتا ہے بلکہ اسی سے اس کی زینت و آرائش اور آرام و آسائش بھی عبارت ہے لباس نہ ہو تو انسان سردی اور گرمی دونوں کی تکلیف بھی اٹھائے گا۔ وحشی بھی کہلائے گا اور عیش بھی کھو بیٹھیگا۔

آپ خود سوچئے کہ اس نص قرآنی میں عورت و مرد کی کوئی ذرہ برابر بھی تخصیص نظر آتی ہے نہیں اور ہرگز نہیں دونوں کو ایک دوسرے کے مساوی قرار دیا ہے اور صاف طور پر واضح کر دیا ہے کہ دونوں کی راحت دونوں پر منحصر ہے اور ایک دوسرے کے بغیر کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ انسان کی تحقیر کا باعث اس کی مالی کمزوری اور دوسروں کی دست نگری ہی ہے اس لئے اسلام نے عورت کی اقتصادی پوزیشن کو اس طرح مضبوط کیا کہ ایک طرف تو شادی کے وقت بطور مہر ایک معقول رقم دلوائی اور دوسری طرف ہر مرد رشتہ دار کے ترکہ میں اس کا حصہ مقرر کیا اگر

عورتوں کو الرجال قوامون علی النساء (مرد عورتوں کے نگراں اور سردار ہیں) کا حکم سنایا جاتا ہے تو دوسری طرف مردوں کو و عاشروھن بالمعروف اپنی بیبیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا کرو حکم دیا جاتا ہے گویا دونوں پر دونوں کے حقوق قائم کر دیئے اور کسی کو اس شکوہ کا موقعہ نہ دیا کہ ہمیں ہی دبا دیا گیا ہے۔

رومیوں، یونانیوں ہندیوں اور ایرانیوں میں تو عورت کا کوئی حق ہی نہ تھا نہ مہر نہ ورثہ اور نہ حسن سلوک کا حکم یہ اسلام ہی ہے جس نے قدم قدم پر عورت کے حقوق کا ہی خیال کیا اور مردوں کے بھی اظہار ہے کہ جس کے حقوق ہی کچھ نہیں اس کی عزت ہی کیا ہو سکتی ہے جب مرد سمجھے گا کہ عورت گو کمزور ہے لیکن وہ ہندو دستور کے خلاف سخت ظلم کی صورت میں علیحدگی بھی اختیار کر سکتی ہے اور مغربی آئین کے خلاف وہ وراثت میں بھی شریک ہو سکتی اور ایرانی طریقہ کے خلاف مہر کی بھی حقدار ہے تو یقیناً وہ اس کے جذبات کا احترام کرے گا وہ اسے کنیز نہ سمجھیگا جس کے کوئی حقوق ہی نہوں بلکہ وہ اسے انسانیت کا ایک ایسا عنصر خیال کرے گا جو اسی جیسے حقوق کی سرمایہ دار ہے۔

جہاں عورتوں پر واضح کیا گیا ہے کہ فالصالحات قانتات حافظات للغیب بما حفظ اللہ نیک بیویاں مردوں کا کہنا مانتی ہیں اور ان کے پس غیبت میں ان کے مال و اسباب کی حفاظت کرتی ہیں وہاں مردوں کے لئے بھی یہ سخت تاکیدی حکم نافذ ہوا کہ واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین تم پر جو عورتیں حرام کر دیگئی ہیں ان کے سوا اور تمام عورتیں تم پر حلال ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ تمہارا مقصد ان سے محض ہوس رانی اور جذبات نفسانی کی غیر ضروری تکمیل نہو بلکہ تم اسلئے انھیں بعوض مہر اپنے عقد میں لاکر جائز طریق پر ان کے ساتھ زندگی بسر کرو لوگوں کا طرز عمل تھا کہ محض ہوسرانی کے لئے شادیاں پر شادیاں کرتے چلے جاتے تھے اور جب چاہتے انھیں چھوڑ دیتے تھے اور یہ اُف نہ کر سکتیں تھیں اس سے انھیں، شباہ کے ساتھ رد کر دیا گیا اور کہہ دیا گیا کہ مہر دو اور نکاح کرو مگر ہوسرانی کیلئے نہیں بلکہ رفاقت اور ضرورت کے لئے

ضرور عورتوں کے متعلق رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا حکم ہے کہ خدا کسی اور کے لئے سجدے کا حکم دیتا تو وہ حکم عورتوں کو ہوتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدے کیا کریں لیکن دوسری طرف مردوں کو بھی یہ کہکر اس کی اہمیت جتا دی کہ نماز اور خوشبو کی طرح مجھے عورت بھی محبوب ہے جو چیز کائنات انسانی کی اس سب سے بزرگ ہستی کو محبوب ہو کون مسلمان ہو جو اس سے بیزاری اور اس کی تحقیر کا ارتکاب کر سکے ابھی کیا ہے سنتے جایئے یہ عیسائیت ہندویت اور یہودیت کے احکام نہیں جو بہت بڑی حد تک یکطرفہ ہیں ایک طرف منزلت نسائی کے علو و ارتقا کے لئے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے ہیں کہ جس شخص نے تین بیٹیوں یا تین بہنوں یا دو بیٹیوں اور دو بہنوں کی پرورش کی اور انھیں پڑھا لکھا کر سلیقہ سکھایا اور ان کے ساتھ سلوک بھی اچھا کرتا رہا اور خود ہی ان کی شادی کر دی تو وہ جنتی ہو گیا دوسری طرف مرد کو عورت کے نزدیک اہم موقع بنانے کے لئے حکم دیا گیا کہ جو عورت اس حالت میں مر گئی کہ اس کا شوہر اس سے ناخوش تھا تو وہ لیقیناً دوزخ میں جائے گی اور اگر خاوند کو خوش چھوڑا تو اسے جنت ملنی یقینی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ بیشک تمہارا حق عورتوں پر ہے اور تمہاری عورتوں کا بھی تم پر حق ہے عورتوں پر تو تمہارا حق یہ ہے کہ نہ ان لوگوں اور عورتوں کو گھروں میں نہ آنے دیں اور نہ فرش پر بیٹھنے دیں جن کا آنا اور عورتوں سے باتیں کرنا تمہیں ناگوار گذرتا ہے اور عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ انھیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ۔ نسائی کی ایک حدیث ہے کہ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای النساء خیر قال التی تسرہ اذا نظر و تطیعہ اذا امر ولا تخالفہ فی نفسہا ولا فی مالہا بما یکرہ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ سب سے اچھی عورت کونسی ہے فرمایا وہ کہ جب مرد اس کی طرف دیکھے تو وہ اسے خوش اور مسرور کرے اور مرد کوئی حکم دے تو وہ اسے بجا لائے اور اپنی جان اور مال میں کسی ایسی بات کے متعلق اس کی مخالفت نہ کیا کرے جو اسے ناگوار ہو۔

غور کیجئے کہ یہ حدیث اور یہ ارشاد کتنا بلیغ ہے ذرا تصور کی آنکھیں بند کر دو اور سوچو کہ وہ واقعی ایک خوش مزاج خوش خلق اور فرمانبردار عورت سے بہتر بھی کوئی عورت ہو سکتی ہے۔ اگر خوش قسمتی سے ایسی بیوی نصیب ہو جائے جس کی سلیقہ مندی اور بشاش چہرہ دیکھتے ہی تم مسرور ہو جاؤ اور وہ کسی امر میں تمہاری مخالفت بھی نہ کرے اور تمہارا پوری طرح حکم مانے اور جو کہو وہی کرے تو تمہیں کس درجہ خوشی نصیب ہوگی اور تم اسے اپنی سب سے بہتر اور برترین دولت نہ سمجھوگے یہ ایک حقیقت ہے کہ گھر میں سکون اسی حالت میں قائم رہ سکتا ہے جبکہ بیوی خوش مزاج اور فرمانبردار ہو مرد سنڑاد بد مزاج ہو جب کسی بات میں اسکی مخالفت ہی دکھائیگی اور وہ جو کہے گا وہ کیا جاتا رہے گا تو پھر جنگ وجدال اور لڑائی کی وجہ کیا پیدا ہوگی گھر کے فسادات کی وجہ ہی یہ ہے کہ مرد جو کچھ چاہتا ہے وہ نہیں ہوتا یا اس کی مخالفت ہوتی ہے یا اس کا مقابلہ کیا جاتا ہے مرد کی فطرت یہ ہے کہ وہ ہر حالت میں اپنا حکم چلانا اور منوانا چاہتا ہے نہ صرف عورت سے بلکہ اپنے ماتحت مردوں سے بھی عقلمند عورت اس کی فطرت کے اس مخفی اور پوشیدہ رجحان کو سمجھتی ہے اس لئے وہ اسے خوش بھی رکھتی ہے اور اس کا کہنا بھی مانتی ہے رفتہ رفتہ مرد کے جذبات سکون پذیر ہو جاتے ہیں اور یہ حالت ہو جاتی ہے کہ اُسے پھر اپنا حکم منوانے میں کوئی لذت باقی نہیں رہتی اس پر اتنا اعتماد ہو جاتا ہے کہ وہ سب کچھ اسی پر چھوڑ دیتا ہے اور ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ مرد خود اس کا حکم ماننے اور اس کے اشاروں پر چلنے لگتا ہے چونکہ اسلام ایک فطری مذہب ہے اس لئے ایسی عقیل اور مرد کی فطرت کے راز کو پہنچ جانے والی عورت کے لئے یہ کہہ دیا گیا کہ یہ عورت بہترین عورت ہے۔

یہ تو رہی گھر کے سکون کی کیفیت رہا دنیا کا سکون اس کا بھی یہی حالت رہی ہے کہ عورت ہی کی خاطر قبائل کے قبائل قومیں کی قومیں اور سلطنتیں کی سلطنتیں لڑتی اور آگ اور خون کی کھیل کھیلتی رہتی ہیں اور خاندانوں میں تو جنگ و جدال کا سبب اولین عورت ہی ہوتی ہے۔

زن، زر، زمین باعث فساد عالم مشہور ہیں اس آگ کی پہلی چنگاری ایک گھر اور ایک کمرے ہی میں روشن ہوتی ہے یا عورت مرد کا کہنا نہیں مانتی یا از خود یا مرد کی سختی پر وہ مقابلہ پر آ جاتی ہے۔ بیوقوف اور عیر مآل اندیش اعزا و اقارب اس کی حمایت کرتے ہیں نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ تعلقات ناخوشگوار ہو جاتے ہیں عورت میکے میں آ جاتی ہے اور دلوں کے تکدر بڑھتے اور پھیلتے چلے جاتے ہیں یہی صورت رجواڑوں اور نوابوں میں پیش آتی ہے۔ کبھی عورت پر جبراً قبضہ کی خواہش بھی باعث شر و فساد اور وجہ جنگ و جدل بنجاتی ہے۔

اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ عورت ماہ پیکر اور برق جمال ہو، اس پر کسی خاندان والے یا غیر خاندان والے کی نگاہ پڑ گئی اس کے حصول کی ہر جائز و ناجائز سعی شروع ہو گئی اور اس نے خطرناک نہیں بلکہ ہولناک صورت اختیار کر لی اور شعلے بھڑک اٹھے ازمنہ قدیم میں تو حکومتیں بھی الجھ پڑتی تھیں اور حسن و جمال کی محض شہرت ملک کے خرمن امن و امان کو خاکستر بنا کر رکھ دیتی تھیں وہ سلسلہ تو بڑی حد تک ختم ہو چکا لیکن قبیلوں اور خاندانوں کے جھگڑوں اور تنازعوں کا سلسلہ ہنوز جاری ہے اور ہر ملک میں آئے دن ایسے المناک واقعات برابر ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔

اسلام اگر اس بنائے فساد کو نہ روکتا اور اس جھگڑے اور فساد کے سرچشمہ پر بند نہ باندھتا تو واقعی تمدنی حیثیت سے ایک بڑی خامی باقی رہ جاتی لیکن اسلام چونکہ اسلام ہے اس نے انسانی فطرت کے اس رجحان کو بھانپ لیا گھر کے اسباب فساد پر تو دونوں کو دونوں کے حقوق کا احساس کرا کر اور دونوں کے جداگانہ حقوق قائم کر کے اس نقص اور اس سبب کا خاتمہ کیا اور باہر کے فسادات کے لئے یہ کیا کہ عورت کو پردہ میں رکھنے اور مرد کی سوسائٹی سے بالکل علیحدہ رہنے کا حکم دیا اور صاف حکم دیدیا کہ دونوں کا خلا ملا تو ایک طرف ایک کا دوسرے کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی گناہ اور معصیت قرار دیا کیونکہ انسان کی نہ نگاہ پڑے گی اور نہ دل میں کوئی تحریک پیدا ہوگی عورتوں کو یہ حکم دیا گیا کہ راستے میں ادھر ادھر نگاہیں ڈالتی نہ چلا کریں نہ اپنی زینت کسی کو دکھائیں اور مردوں کو یہ حکم دیا کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور تنہائی میں کسی عورت کے ساتھ ہرگز بات نہ کرو۔

مرد و عورت ایک دوسرے کی طرف قدرۃً کھنچتے ہیں اور اس لئے کھنچتے ہیں کہ دونوں کا خمیر مایہ ایک ہے اور دونوں ایک ہی جسم کے دو ٹکڑے ہیں ایسی صورت میں دو ہی صورتیں ہیں یا تو عورت باعث جنگ و نزاع بنے گی یا اسکی حیا و عصمت کا چمن نذر خزاں ہو کر رہ جائے گا کہنے کو تو دنیا کہہ دیتی ہے کہ عورت کو پردہ میں رکھنا ظلم ہے لیکن ذرا حقیقت پر نظر ڈالئے اور مرد و عورت کے فرائض پر نظر ڈالئے عورت فطرتاً نازک ہے اور نازک کاموں ہی کے لئے مخلوق کی گئی ہے اس کا ہرگز یہ کام نہیں کہ وہ دفتروں میں نوکری کرتی پھرے اور ہوائی جہازوں میں اڑتی سینماؤں میں تفریح کرتی اور شاہراہوں پر ٹہلتی پھرے اگر وہ ایسا کرے تو حمل کے ایام میں اسکی تکالیف بڑھ جائیں گی بچوں کی نگہداشت نہ کر سکے گی اگر امیر ہے تو گھر کا کاروبار محض نوکروں پر چھوڑنا پڑے گا اور اگر وہ غریب ہے تو گھر کا کام کرنے کے لئے ملازم کہاں سے آئیگا۔

مرد و عورت دونوں لازم و ملزوم چیز ہیں اور ان دونوں ہی سے گھر بنا ہے باہر کے کام مرد کے سپرد ہیں اور گھر کے عورت کے جس طرح مرد دفتر دکان یا کارخانے سے علیحدہ رہکر فائدہ نہیں اٹھا سکتا اسی طرح عورت گھر سے جدا رہکر کوئی نفع خیز کام نہیں کر سکتی مرد باہر رہے اور کما کر لائے عورت گھر میں خرچ کا انتظام کرے گھر کے کام انجام دے اور بچوں کی نگہداشت کرتی رہے اس کے یہ وظائف حیات اور قدرتی مدارج اسے اجازت ہی کب دیتے ہیں کہ وہ باہر نکلے۔ نکلے گی تو اولاد بگڑے گی خانہ داری کے کام میں فرق پڑے گا اور اس کی صحت خراب ہو کر رہ جائیگی یورپ نے پردہ کا مذاق اڑایا اور اسے ٹھکرایا نتیجہ یہ ہے کہ وہ خانگی مسرتوں سے محروم ہو گئی ہوٹلوں کی افسردہ زندگی بسر کرنی شروع کی اور تاہل کی زندگی خطرہ میں پڑ گئی اس کے علاوہ حیا و عصمت میں بھی کسی نہ کسی طرح سے رخنے پڑ گئے وہ مرد بننے کی سعی میں نسائیت کو بھی کھو بیٹھی ضبط تولید کی مساعی شروع ہوئی مقابلہ کا حوصلہ پیدا ہوا اور بات بات پر طلاق دی جانے لگی اگر وہ فطرت کے راز کو سمجھتا تو اس کی زندگی کہیں زیادہ مسرت بخش اور عیش کدہ ہوتی جو شخص دونوں کی فطرت پر غور کرے گا وہ ہرگز عورت کی بے پردگی اور علانیہ باہر گھومنے کو استحسان کی نظر سے نہ دیکھیگا اسلام نے جو پردہ جائز رکھا ہے وہ صرف اتنا ہی ہے کہ مردوں اور عورتوں کی سوسائٹی علیحدہ رہے اور ایک دوسرے کی کشش اور جذب حسن کسی کو متاثر نہ کرنے پائے دوسرے عورت سکون کے ساتھ گھر میں بیٹھی انتظام خانہ داری میں مصروف رہے۔

تیرہ صدیوں سے اسلام پر شد و مد کے ساتھ یہ اعتراض کیا جاتا رہا ہے کہ اس نے طلاق و تعدد ازدواج کی اجازت دیکر عورتوں پر ظلم کیا ہے لیکن اب یورپ کے بعد ہندو ریاستیں بھی طلاق کا قانون منظور کرتی جا رہی ہیں اور عورتوں کے خلع کے متعلق بھی تحریکات شروع ہو گئی ہیں انسان بہر انسان ہے اگر نباہ کی کوئی صورت ہی باقی نہ رہے یا مرد حد سے زیادہ ظلم پر آمادہ ہو تو دونوں ایک دوسرے سے قطع تعلق کر سکتے ہیں ہندوؤں اور یہودیوں میں مرد عورت پر کتنا ہی ظلم کرے لیکن عورت کے لئے کوئی صورت مفر اور راہ نجات نہیں سوائے اس کے کہ وہ عمر بھر اپنی قسمت کو روتی رہے کثرت کو روکنے کے لئے ان دونوں چیزوں کو عام حالت میں بیحد مبغوض بھی قرار دیا ہے لیکن نباہ کی کوئی صورت ہی نہ ہو تو فضول مبتلائے مصائب رہنا کسی طرح درست نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اسی طرح اگر جنگ و جدال میں مرد کٹ جائیں یا عورت دائم المرض ہو یا فطرت و حرارت نے اس کی خواہشات کو بڑھا دیا ہو یا مخصوص ذو نقص نسوانی کے زمانہ میں صبر غیر ممکن نظر آتا ہو تو ایسی صورت میں بجائے اس کے کہ مرد تسکین جذبات کے ناجائز طریقے اختیار کرے اسے اجازت دیدی گئی ہے کہ وہ چار تک شادیاں کر کے اپنی خواہشات کی تکمیل کا سامان فراہم کر سکتا ہے اگر اسلام ایسی مخصوص صورتوں میں یہ رعایت روا نہ رکھتا تو دنیا میں فواحش کی گرم بازاری ہو جاتی پھر بھی مرد کے ساتھ یہ رعایت ملحوظ رکھتے ہوئے عورت کے حقوق کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا اور حکم دیدیا گیا کہ اگر بیویوں کے درمیان جملہ امور میں پورا عدل کر سکو تو مزید شادیاں کرو ورنہ ہرگز نہیں، سرے ہی کیا ہے محض اتنی سی رعایت سے مرد کو ناجائز استفادہ اور صریحاً قانون شکنی کی بلا سے روک لیا۔

اس سے واضح ہو گیا کہ اسلام نے زندگی کے اس سب سے بڑے اور اہم رشتہ میں انسانی فطرت کو آخری حد تک محفوظ رکھا ہے اور کوئی موقعہ ہی ایسا نہیں دیا کہ انسان معاصی و مناہی یا قانون شکنی پر آمادہ ہو سکے اور معاشری اور تمدنی حد بندیوں سے تجاوز کر سکے یورپ میں مرد و عورت کی جو جنگ وقوع پذیر ہے وہ فطرت کے اصول سے انحراف ہی کا نتیجہ ہے وہاں عورت کے حقوق پر بھی دست درازیاں ہوئیں اور اسے انتہا سے زیادہ آزاد اور بے لگام بھی بنا دیا گیا نتیجہ جو ہونا چاہیئے وہی ہو رہا ہے اور وہاں کی گھریلو زندگی اور خانگی مسرت برباد ہو کر رہ گئی ہے اسلام کا مقصد یہ ہے کہ عورت مرد کو خوش رکھنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرے اور مرد عورت کو زیادہ سے زیادہ محبوب رکھے دونوں کے حقوق اور دونوں کے مفاد اور دونوں کی راہیں معین بھی ہیں اور مشترک بھی ان کی رہنمائی کے لئے خدائی قانون موجود ہے جہاں اور جس منزل پر کوئی مانع کار رونما ہو اور کوئی پتھر سامنے آجائے اس کی تدبیر واضح صورت میں مل جائیگی ہمارا دعوی ہے کہ اگر آج دنیا اسلام کے قانون کو اپنا رفیق عمل بنا لے تو اس کی زندگی کے گلشن میں بہار آجائے اور یورپ کی طرح کسی کو پریشان ہونے اور کسی ایک فریق کو بھی غیر ضروری تکلیف اٹھانے کی ذرہ برابر امکان نہ رہے۔

# تاریخ اسلام

(خاص مولوی کے لئے بسلسلہ گذشتہ)

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب پھلوری)

## قومی ہمدردی

عرب قبائل کی اصلاح و ترقی کا خیال آپکو بچپن ہی سے تھا اور آپ عرب کو اوج کمال پر دیکھنے کے خواہشمند رہتے تھے مگر جب ان کی بری عادتوں اور خصلتوں کو دیکھتے تو آپ کو بہت زیادہ صدمہ ہوتا علاوہ دیگر حرکتوں کے جب وہ حج کے لئے جمع ہوتے تو بالکل ننگے ہوجاتے تھے دیوانوں کی طرح اچھلتے سیٹیاں بجاتے بتوں کے سامنے باجہ بجاتے اور عورتیں بتوں کے سامنے ناچتیں آپ یہ اخلاق سوز رسمیں، بیہودہ حرکتیں اور حیوانی افعال دیکھکر اندر ہی اندر کڑھتے اور ان کے افعال شنیعہ سے سخت نفرت پیدا ہوتی ایکدن آپکو اتنا صدمہ پیدا ہوا کہ غلاف کعبہ پکڑ کر یہ دعا مانگی کہ اے اللہ میری قوم کو عقل و سمجھ دے کہ وہ یہ سب بری عادتیں چھوڑ دیں اور مجکو ہمت و توفیق دے کہ میں ان کی اصلاح کر سکوں

بعض اوقات آپ کو ان کی حیوانی حرکتیں دیکھکر اتنا صدمہ ہوتا کہ اپنی بے بسی دیکھکر رونا آجاتا تھا۔ ایکدن آپ بازار سے گھر آئے تو رونے لگے حضرت خدیجہؓ نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ عرب کی افسوسناک حالت دیکھکر مجھے رونا آتا ہے اور اس پر قیصر و کسریٰ کی حرص حکومت ان کو غلام بنانے کی رغبت اور غیروں کی نفرت و ملامت اور بھی میرا دل پاش پاش کئے دیتی ہے

عرب کے سوداگر تجارتی اغراض کے لئے روم و ایران میں جاتے تھے قیصر و کسریٰ کے رعب و داب اور ان کے طرز تمدن کو دیکھ دیکھ کر اثر پذیر ہوتے رہتے تھے وہ جب آپس میں جمع ہوتے تو ان کی ترقی کی داستانوں سے دل بہلاتے اور ان کے حالات مزے لے لیکر دوسروں کو سنایا کرتے تھے جیسا کہ آجکل یورپ کی ترقی یافتہ قوموں کی ترقیات کو دیکھکر مسلمانوں کے منہ میں پانی بھر آتا ہے اور ان کی ترقی کی داستانوں کو سنایا جاتا ہے ایکمرتبہ چند سوداگروں میں اسی قسم کی گفتگو ہو رہی تھی حضور بھی تشریف لے آئے یہ ذلت آمیز اور غلامانہ گفتگو سنکر آپ نے فرمایا "دور کی چیز جو ہمارے سامنے نہو ہمیں خوش نہیں کر سکتی تم اپنی قوم کا حال دیکھو"

سبحان اللہ کیسی اعلے تعلیم اور کیا شاندار تخیل ہے ان مختصر جملوں میں حضور نے جہد الحیات اور ترقی و اصلاح کی وہ روح بھردی ہے جس کو کوئی مقرر لمبی چوڑی تقریر سے نہیں سمجھا سکتا۔

کاش مسلمان حضور کے ان ارشادات عالیہ سے سبق حاصل کریں دوسروں کی ترقیات سے خوش ہونا یا حسد کرنا چھوڑ دیں بلکہ اپنی قوم کی ترقی و اصلاح کی طرف تمام توجہ مبذول کر دیں۔

اسی طرح ایک روز کچھ لوگ روم و ایران کے خزانوں اور سونے چاندی و جواہرات کا ذکر کر رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "دوسروں کے روپے کا ذکر فضول ہے تم اپنی قوم کی مفلسی کا حال بیان کرو تاکہ قوم کی مفلسی اور تکلیف دور ہو۔ کیونکہ اپنی اصلاح بڑا خزانہ ہے" حضور کا یہ آخری جملہ اس لائق ہے کہ ہر مسلمان اس کو آویزہ گوش بنالے۔

یا اللہ کیا تیرے پیارے حبیب کی امت جسکو تونے خیر الامم قرار دیا ہے وہ اپنے نبی کی ایسی اعلیٰ تعلیم کی موجودگی میں اور اپنی اصلاح و ترقی کا ایسا عمدہ ذریعہ اور محرک رکھتے ہوئے بھی یونہی ذلیل اور خوار اور غیروں کی ٹھوکروں سے پامال رہیں گے ان کو آنکھ کان دل اور عقل دے کہ وہ تیرے حبیب پاک کی حیات طیبہ کو دیکھیں، سنیں، دل میں جگہ دیں اور عقل و سمجھ سے کام لیکر اس پر عمل پیرا ہوں اور کماحقہ استفادہ حاصل کریں۔

## حضور کا رحم و شفقت

حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بھتیجے حکیم بن حزام کہیں سے ایک غلام خرید کر لائے تھے جس کا نام زید بن حارثہ تھا یہ ایک عیسائی خاندان کا لڑکا تھا اس غلام کو انہوں نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی نذر کر دیا تھا اور انھوں نے سردار دوجہان صلعم کو دیدیا اور آپکی خدمت کرنے لگے اور بڑا مرتبہ پایا جب زید کے والد حارثہ اور چچا کعب کو معلوم ہوا کہ زید مکہ میں بطور غلام کے زندگی بسر کرتے ہیں تو وہ دونوں مکہ میں آئے اور آنحضرت صلعم کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ زید کو آزاد کر کے ہمارے ساتھ کر دیجئے حضورؐ نے اس درخواست کو منظور فرمالیا اور زید سے کہا کہ تمہارے والد ماجد اور چچا تمہیں لیجانا چاہتے ہیں میری طرف سے تمہیں اجازت ہے کہ ان کے ہمراہ چلے جاؤ مگر چونکہ زید آپ کے غلام ہی نہیں بلکہ عاشق بن چکے تھے اور آپکے قدموں سے جدا ہونا نہیں چاہتے تھے اس لئے انہوں نے یہ بات منظور نہ کی کہ اپنے والد کے ہمراہ چلے جائیں اور کہا کہ میں آپ کی غلامی کو بادشاہی پر ترجیح دیتا ہوں اور نہیں چاہتا کہ آپ سے جدا ہوں غرض اس طرح اپنے والد اور کنبہ کی مفارقت و جدائی منظور کر لی مگر آپ کی مفارقت گوارا نہ کی۔

آنحضرت صلعم نے جب زیدؓ کا یہ جاں نثارانہ اور وفادارانہ جواب سنا تو زید کو ہمراہ لیکر خانہ کعبہ میں پہنچے اور باواز بلند فرمایا کہ لوگو گواہ رہو کہ آج سے میں زید کو آزاد کرتا اور اپنا بیٹا بناتا ہوں یہ میرا وارث ہوگا اور میں اس کا وارث بنوں گا۔ خلق و مروت کا یہ سحور کن منظر دیکھکر زید کے والد اور چچا نہایت خوش ہوئے اور بخوشی زید کو آپ کے پاس چھوڑ گئے اسی روز سے بجائے زید بن حارث کے زید بن محمد پکارے جانے لگے مگر قرآن کریم میں جب یہ حکم نازل ہوا کہ منہ بولا بیٹا بنانا جائز نہیں تو پھر زید بن حارث کے نام سے پکارے جانے لگے۔

آپ ایک دفعہ بازار میں سے گذر رہے تھے اتفاقاً ایک اندھی عورت ٹھوکر کھا کر گر پڑی اور بازار کے لوگ ہنسنے لگے مگر آپ اس کی یہ قابل رحم حالت دیکھکر دوڑ پڑے اس کو اٹھایا اور ہاتھ پکڑ کر اس کے گھر تک پہنچا آئے پھر روز اس کو کھانا پہنچایا کرتے تھے ایک روز آپ نے دیکھا کہ ایک مزدور عورت لکڑیاں سر پر رکھے ہوئے بازار میں جارہی ہے اور بازار کے لوگ اسے چھیڑ رہے ہیں آپ نے ان کو ڈانٹا اور فرمایا کہ تمکو شرم نہیں آتی کہ بجائے اس کی مدد کرنے کے اسے ستا رہے ہو۔ لونڈی غلاموں سے آپ کو بہت ہمدردی تھی ان کے ساتھ حقیقی اولاد کا سا برتاؤ کرتے اور دوسروں کو بھی یہی نصیحت اور تاکید کرتے تھے اگر کسی لونڈی غلام پر کوئی ظلم ہوتے ہوئے دیکھتے تو اس کے آقا کو نہایت نرمی سے دلنشیں پیرایہ میں روکدیتے

اور حتی الامکان لونڈی غلاموں کی مدد کرتے۔

ایک غلام کو آپ نے دیکھا چکی پیس رہا ہے اور روتا جاتا ہے یہ دیکھکر آپکا دل بیچین ہو گیا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے مگر ظالم آقا کا حکم اُسے مجبور کر رہا ہے کہ وہ بہرحال اس کے حکم کی تعمیل کرے یہ سنکر اور بھی زیادہ رقت طاری ہو گئی اور آپ اس کو اٹھا کر خود اسکی جگہ چکی پیسنے لگے اور سارا آٹا پیس دیا صرف یہی فوری امداد نہیں کی بلکہ فرمایا کہ جب کبھی ضرورت ہوا کرے مجھے بلا لیا کر دمیں آٹا پیس دیا کروں گا۔

ابو سفیان کا غلام بیمار تھا جب آپ کو معلوم ہوا کہ اس کا تیماردار اور خبر گیراں کوئی نہیں تو آپ اُس کے پاس پہنچے تمام رات اس کی خدمت کرتے رہے اور فرماتے رہے گھبرا مت محمدؐ تیرے پاس ہے۔

بنی امیہ کا ایک امیر اپنی لونڈی کو مار رہا تھا آپ نے اس امیر کو اس ظلم سے منع کیا تو وہ کہنے لگا کہ آپ کو میری لونڈی کے معاملہ میں دخل دینے کا کیا حق ہے آپ نے فرمایا کیوں نہیں ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ مظلوموں اور بیکسوں کی دست گیری اور امداد کرے

اس قسم کے بیشمار واقعات ہیں صرف مندرجہ بالا واقعات پر اکتفا کیا جاتا ہے غرض نبوت ملنے سے پہلے کی زندگی جو اخلاقی عظمت و فضیلت پیش کرتی ہے اور انسانی ہمدردی کے جو اعلےٰ نمونے آپ کی زندگی میں ملتے ہیں ان کی مثال تاریخ عالم میں ڈھونڈنا ایک خیال خام ہے۔ مختصر یہ کہ آپ کسی یتیم بچہ کو دیکھتے تو گود میں اٹھا لیتے اور پیار کرتے کسی مزدور کو سر پر بوجھ اٹھائے ہوئے دیکھتے تو خود اس کا بوجھ منزل مقصود پر پہنچا آتے بیماروں کی عیادت میں رات رات بھر جاگتے اور ہر طرح کی خدمت کرتے کسی عورت۔ بچے۔ لونڈی اور غلام پر کوئی ظلم ہوتے ہوئے دیکھتے تو لوگوں کو حسن سلوک اور ہمدردی کی تعلیم دیتے غرض آپ کی ذات اقدس غریبوں بیکسوں مظلوموں یتیموں اور بیواؤں کے لئے ایک رحمت عام تھی علامہ حالی مرحوم فرماتے ہیں ؎

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

یہ تھی فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے کی زندگی جو اتنی پاکیزہ بلند مرتبہ اور عالی منزلت تھی کہ جس پر نہ کبھی کسی قسم کی نکتہ چینی ہوئی اور نہ آئندہ قیامت تک ہو سکتی ہے آپکی زندگی کا آئینہ اس قدر مجلی اور مصفٰی ہے کہ مخالف کو تاب نظارہ نہیں ہو سکتی نقش حیرت بنا دیتا ہے یوں اعتراض اور نکتہ چینی کرنے کو تو خدا کی ذات بھی نہیں بچی کفار کہ جنھوں نے آئندہ چل کر بانئے اسلام کی مخالفت میں ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا دیا شدید سے شدید نکتہ چینیاں کیں مگر آپ کی نبوت سے پہلے کی زندگی پر کسی قسم کا اعتراض اور نکتہ چینی نہ کر سکے اور پاکیزگی و پارسائی کے آفتاب پر خاک نہ ڈال سکے اگر آپ کی زندگی میں کوئی اخلاقی نقص ہوتا تو مخالفین جو دن رات آپکی تاک میں رہتے تھے ضرور ظاہر کرتے مگر اسلام کی آئیتوں اور غیروں کی لکھی ہوئی تاریخیں دیکھ جاؤ مگر مخالفین کو آپ کی زندگی پر کوئی اخلاقی اعتراض نظر نہیں آتا۔ اب اگر کوئی بصارت و بصیرت سے بے بہرہ انسان آپ کی ذات کو مورد الزام ٹھیرائے تو وہ جھک مارتا ہے اپنے دماغی گند کو باہر پھینکتا ہے حقیقت کا منہ چڑاتا ہے اور اپنے تعصب و عناد کو ظاہر کرتا ہے۔

## توجہ الی اللہ اور خلوت گزینی

جس وقت آپ کی عمر مبارک ۳۸ سال کی ہوئی اور زمانہ نبوت قریب آنے لگا تو عبادت و ریاضت اور خلوت گزینی شروع کر دی مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک غار تھا جس کو حرا کہتے ہیں مہینوں آپ اسی میں قیام فرماتے اور مراقبہ فرماتے کھانے پینے کا سامان ساتھ لیجاتے جب وہ ختم ہو جاتا تو گھر سے اور لیجاتے۔ تنہائی میں قدرت الٰہیہ پر غور و فکر کیا کرتے تھے ان سوالوں پر غور فرمایا کرتے کہ میں کیا ہوں یہ غیر متناہی عالم کیا ہے اور میں کن کن چیزوں کا اعتقاد کروں اکثر وقت تحمید و تقدیس خداوندی میں بسر کرتے اسی دوران میں آپکو ایک روشنی اور چمک سی نظر آیا کرتی تھی جسکو دیکھکر آپ نہایت مسرور اور خوش ہوتے۔

نبوت کا دیباچہ اور وحی الٰہی کی ابتدا یہ تھی کہ آپ جو خواب دیکھتے وہ سچا ثابت ہوتا سچے خواب کثرت سے آپ کو آتے اور طرح طرح کے اسرار منکشف ہوتے۔

## آفتاب نبوت کا طلوع

ایک دن آپ غار حرا میں مراقبہ میں مصروف تھے کہ ناگاہ فرشتہ غیب نظر آیا اور آپ سے کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ یعنی پڑھ اس خدا کے نام سے جس نے کائنات کو پیدا کیا جس نے آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا پڑھ تیرا خدا کریم ہے وہ جس نے انسان کو قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا وہ جس نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو اُسے معلوم نہ تھیں۔

یہ کہکر فرشتہ تو غائب ہو گیا آپ پر خوف طاری ہو گیا اور آپ گھبرائے ہوئے گھر تشریف لائے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے کہا کہ مجھے کمبل اڑھا دو مجھے کمبل اڑھا دو حضرت خدیجہ یہ خوف و ہراس کی حالت دیکھکر گھبرا گئیں جب آپ کو کچھ سکون ہوا تو حضرت خدیجہ سے غار حرا کی تمام کیفیت بیان کی اور فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجہ نے فرمایا کہ نہیں نہیں آپ کو خوش ہونا چاہئیے۔ واللہ خدا آپ کو کبھی ضائع اور رسوا نہ کرے گا کیونکہ آپ ہمیشہ صلہ رحمی کرتے ہیں ہمیشہ سچ بولتے ہیں اوروں کے اخراجات برداشت کرتے ہیں آپ میں وہ تمام اخلاقی خوبیاں موجود ہیں جو دوسرے لوگوں میں نہیں آپ مہمان نواز ہیں اور حق باتوں و نیک کاموں کے سبب اگر کسی پر کوئی مصیبت آئے تو آپ اس کے مددگار بنجاتے ہیں۔

اس تسلی و تشفی کے بعد حضرت خدیجہ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لیگئیں جو عبرانی زبان جانتے تھے توراۃ و انجیل کے ماہر تھے اور کتب الہامیہ میں آپ کی پیشنگوئیاں بغور پڑھ چکے تھے ورقہ نے آپ کو دیکھتے ہی نبوت کی تصدیق کی اور واقعہ حرا کی کیفیت سنکر کہا کہ یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ پر اترا تھا۔

## آپ کا تردد

واقعہ حرا سے آپ پر جو خوف و ہراس طاری ہوا تھا اور فرمایا تھا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے اس کی وجہ آپ کی فطری کمزوری اور اوہام پرستی نہ تھی بلکہ یہ اس جلال الٰہی اور انوار نبوت کا تاثر تھا جسکو دیکھکر حضرت موسیٰ کلیم اللہ بے ہوش ہو گئے تھے اور نبوت کی بارگراں کی عظمت و جبروت کا تخیل تھا!

# شعبان المعظم کی فضیلت

(از حضرت مولانا سید نذیر الحق صاحب فائل پوری)

## مسلمانوں کا جماعتی حافظہ

شریعت اسلامیہ کا کون حکم اور کون واقعہ ہے جو ہماری یادداشت سے دور اور ہمارے دل کی عبرت اندوزیوں اور اثر پذیریوں سے مہجور نہیں ہو گیا اور ہمارے قوائے عملیہ بھی اور بیکار ہو کر نہیں رہ گئے حالانکہ کبھی مسلمان سراپا عمل اور مجسمہ ایثار و فداکاری تھے انہوں نے اسلام کی پہلی آواز پر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا تھا خدا اور اس کے رسول کے احکام پر ہنس ہنس کر جانیں فدا کرنا ان کا وہ طرۂ امتیاز تھا جس نے انھیں دین و دنیا میں سربلند و سرفراز اور فائز المرام کیا وہ کلی طور پر خدا کے ہو گئے تھے ان کے وجود کی علمی و عملی طاقتیں صرف خدا کے لئے تھیں اور خدا کے احکام کی تعمیل سے جان چرانے اور حیل و حجت کرنے کو وہ منافی اسلام سمجھتے تھے یہی تو جان سپارانہ جوش عمل اور جذبۂ صداقت تھا جس نے قیصر و کسریٰ کے تختے الٹ دیئے تھے اور وہ ہماری طرح احکام اسلام کی پابندی سے گریز کرتے اور ان کے اعمال و افعال اسوۂ حسنہ کے مطابق نہ ہوتے شاید اسلام عرب سے ایک انچ بھی آگے نہ بڑھتا ایک تو وہ تھے اور ایک ہم ہیں کہ صدائے حق پر جانیں تو کیا خاک فدا کریں گے ارکان خمسہ اسلامی اور دیگر فرائض و واجبات کی بھی پوری طرح پابندی اور تعمیل نہیں کر سکتے جن کی پابندی اور تعمیل سے کوئی بالغ عاقل اور سمجھدار مسلمان کسی حالت میں بھی مستثنیٰ اور معذور نہیں قرار دیا جا سکتا۔

جب ہم نے بڑے بڑے اسلامی احکام کو فراموش کر رکھا ہے اور ان کو پس پشت ڈال رکھا ہے تو ہم شعبان المعظم کے مسنون اعمال و عبادت کو کیسے یاد رکھتے اور کیسے امید کی جا سکتی ہے کہ احکام الٰہی سے نفور اور شریعت حقہ سے مہجور مسلمان اس ماہ مبارک کی فضیلتوں سے بہرہ ور اور اثر پذیر ہوں گے۔

کتنے مسلمان ہیں جو پنجوقتہ نماز با جماعت التزام کے ساتھ ادا کرتے ہیں کتنے مومن ہیں جو پورے ماہ رمضان المبارک کو صائم و ذاکر رہ کر گذارتے ہیں اور کتنے خدا کے بندے ہیں جو اس کے دیئے ہوئے مال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور حج کے فرض سے سبکدوش ہوتے ہیں حقیقی ایمان اور سچی عبدیت کا تقاضا تو یہ تھا کہ عالم اسلام میں ایک بھی بے نمازی مسلمان نہ ہوتا۔ رمضان کے مہینہ میں ایک بے روزہ دار مسلمان نظر نہ آتا اور ایک مالدار مسلمان بھی تارک حج و زکوٰۃ نہ ہوتا ہماری مسجدیں ویران ہیں نمازی نہ رہے۔ ماہ رمضان ہر سال مسلمانوں کی بے عملی بے بصیرتی اور غفلت و تساہل پر ماتم کرتے ہوئے گذر جاتا ہے کہ اس کا ادب و احترام کرنے والے مسلمان دنیا میں تھوڑے رہ گئے باقی سب پیٹ کے کتے اور ایسے نافرمان و ناہنجار مسلمان رہ گئے جو ایک چار کی پیالی پر رمضان المبارک کی حرمت کو قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے اور جو احکم الحاکمین خدا نے منعم کو ناراض کر کے مجازی آقاؤں کی رضامندی کا پروانہ حاصل کر لیتے ہیں۔

قومی تنظیم و اتحاد کے بجائے تشتت و افتراق نے ہماری اساسی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا اور ہم مالی کمزوری کی وجہ سے دین حقہ کی حفاظت کا بھی کما حقہ حق نہیں ادا کر سکتے۔ اس لئے کہ زکوٰۃ دینے والے اور حج کرنے والے تھوڑے رہ گئے

غرض مسلمانوں کی اکثریت نے احکام اسلامی کو اٹھا کر طاق نسیاں پر دھر دیا ہے صرف لفظ اسلام کی ہیئتی اور رسمی پرچھائی رہ گئی ہے۔

اگر مسلمان شریعت حقہ اور اسوۂ حسنہ سے روگردانی نہ کرتے اور ہر مسلمان جملہ احکام اسلامی پر عامل ہوتا تو ان کی پستی اور ذلت و خواری کی یہ حالت نہ ہوتی جو اب ہے اگر ہم صحیح معنوں میں خدا کے عبادت گذار اور فرمان بردار بندے ہوتے ہماری گردنوں میں صرف خدا کی غلامی کا طوق "عبودیت" ہوتا تو ہم انگریزوں اور ہندوؤں کے غلام نہ بنتے اور ان کی نظروں میں ذلیل و خوار نہ ہوتے اور اگر ہم عبدیت کے دائرہ سے نہ نکلتے تو کونین کی دولتیں اور سرفرازیاں ہمارے ہی حصہ میں آتیں کیونکہ اللہ پاک نے آج سے تیرہ سو سال پہلے اپنے پیارے حبیب کی معرفت ہمیں کہدیا تھا کہ ؎

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں ۔۔۔ یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اس بے عملی اور شریعت اسلامیہ سے دوری کی حالت میں کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ شعبان المعظم کی خیر و برکت اور سعادت و فضیلت سے بہرہ ور ہوں گے اس مبارک و مسعود موقعہ پر اپنے اس عمل کو عبادت و استغفار سے بھر لیں گے اور ہلال شعبان سے اکتساب نور کریں گے۔

ماہ شعبان میں علمائے کرام اور ہمدردان ملت بذریعہ تجاویز و تقاریر مسلمانوں کے سامنے اسوۂ حسنہ نبوی رکھتے ہیں اور ان کو ہر طرح اعمال صالحہ کی بجا آوری کی ترغیب و تحریص دلاتے ہیں مگر یہ ایسے نیکیوں پر حریص اور سعادت مند مسلمان کہاں ہیں جو ان کی آوازوں پر کان دھریں نتیجہ وہی "وہ ڈھاک کے تین پات" ہوتا ہے ان کی عملی حالت اور اثر پذیری میں کوئی نمایاں فرق محسوس نہیں ہوتا اگر چہ اثر ہوتا ہے تو یہ کہ ماہ شعبان اسی طرح بدمستیوں اور سیاہ کاریوں میں گذر جاتا ہے اور اس کی پندرھویں رات کو جو ہزار مہینوں کی راتوں سے بہتر اور افضل ہے ناعاقبت اندیشی لہو و لعب اور گھر پھونک تماشے میں کھو دیتے ہیں۔

اس غفلت اور جمود اور بے اثری کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا حافظہ اور دماغ ہی بگڑ گیا ہے ان کے حافظہ میں کسی کارآمد مفید اور نیک بات یاد رکھنے کی جگہ ہی باقی نہیں رہی اور وہ کسی نیک صلاح اور آواز کو پکڑتا ہی نہیں اور ان کے دماغ میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں رہی کیونکہ ان کے اندر حصول سعادت کا جذبہ اور عمل کی آمادگی ہی سرے سے نہیں جو موثرات کی تلاش ہو کسی نیک مشورہ پر دھیان دیں اور کام کی بات پر کان لگائیں یہ قوم کے ادبار و تنزل اور جمود آرائیوں کی سب سے بڑی اور ہلاکت انگیز نشانی ہے۔

جب کسی قوم کے ذلیل ہونے اور مٹنے کا وقت آتا ہے تو یہی خرابی پیدا ہو جاتی ہے اس کا دماغ بیکار ہو جاتا ہے اور حافظہ کا مزاج الٹ جاتا ہے جو باتیں یاد رکھنی چاہئیں وہ بھلا دی جاتی ہیں کہ بار بار یاد دلانے پر یاد نہیں آتیں اور جو باتیں بھلا دینی چاہئیں وہ یاد رکھی جاتی ہیں بلکہ ان کی یاد آوریوں کا اہتمام کیا جاتا ہے نیز جو باتیں سمجھ میں آنی چاہئیں وہ دماغ میں نہیں گھستیں مگر لغو ہی

اور بیکار باتیں بحث سمجھ میں آجاتی ہیں

کس قدر ماتم کرنے اور سر پھوڑنے کا مقام ہے کہ جو چیزیں قومی زندگی کے لئے اور اصلاح و بقا کے واسطے عبرت و موعظت کی ہیں وہ وہم و گمان میں بھی کبھی نہیں گذرتیں اور ان سے سراسر غفلت و اعراض ہے اور جو تسخیر آمیز اعمال اور سراکن بد افعالیاں ہیں اخلاقی و روحانی حیثیت سے معیار اسلامیت سے گراتی ہیں اسلامی شان کو بٹہ لگاتی ہیں اور قوم کو ہلاکت و تباہی کی طرف لیجاتی ہیں ان کے لئے ہر طرح کی آمادگی اور مستعدی ہے اسلامی تہواروں تقریبوں یادگاروں اور اجتماعوں کے محاسن و فضائل اور اعمال حسنہ پر مطلق نظر اور عمل نہیں اپنی کج اندیشی اسلامی تعلیم سے دوری اور گمراہی سے ان کے حسنات پر پردہ ڈال کر اور الٹا ان کو فواحشات و منہیات کا منظر بنا لیا ہے اور اس طرح صد ہا دل کا دل و دماغ اور روح عمل کھو کر اپنے انسانیت نواز پاکیزہ اور فطری مذہب کو مجموعۂ خرافات و اوہام بنا لیا۔

اس مایوس کن جمود و تعطل کو دیکھتے ہوئے اور ایک حقیقت ثابتہ کی مرثیہ خوانی کے بعد بجھے دل سے ہوئے اور پنبہ درگوش مسلمانوں کے سامنے کوئی علمی اور خیر و برکت والی چیز پیش کرنے کو جی تو نہیں چاہتا کہ جہاں اصلاحی آوازیں صدا بصحرا ثابت ہوتی ہیں وہاں یہ سمع خراشی بھی نذر تغافل ہو گی مگر فرض منصبی مجبور ہی کرتا ہے کہ خواہ کچھ بھی ہو "مولوی" حسب معمول اتمام حجت کر ہی دے اور بار بار انھیں احکام شرعیہ سے روشناس کراتا رہے۔ وما علینا الا البلاغ

## ہلال شعبان کا پیغام

بادۂ غفلت کے متوالو اور روح عمل کھوئے ہوئے مسلمانو! جانتے بھی ہو یہ کونسا مہر منیر تم پر ضیا ریز ہوا ہے اس کی روشنی کون کونسی لعانیوں کو اپنے جلو میں لئے ہوئے ہے تمہیں اس سے کس طرح اکتساب نور کرنا ہے تمہیں اس میں کیا کیا کرنا ہے اور اس کا خیر مقدم کس طرح ادا کرنا ہے؟ وہ دیکھو ہلال شعبان تمہارے لئے پیغام مغفرت اور تحفہ نجات لایا ہے اور ساتھ ہی کچھ کہہ بھی رہا ہے لو سنو اور بغور سنو وہ کہتا ہے۔

گناہگارانہ زندگی سے انسان ننگا ہو جاتا ہے اس کی روح غلاظت سے لتھڑ جاتی ہے اور بدکاری کی خاک دھول سے وہ آئینہ قلب مکدر ہو جاتا ہے جس میں کون و مکان کے جلوے نظر آتے ہیں پس اے معصیت شعارو اور گناہوں میں لتھڑے ہوئے انسانو تیار ہو جاؤ کہ مجھ میں ایک ایسی انوار و تجلیات اور خیر و برکت سے بھری ہوئی رات ہے جس میں حسن کائنات بے نقاب ہو گا جس کا فرشتہ تمام مخلوقات پر نورانی بارش کرے گا اور رضائے رحمان و رحیم کی رمضی ستار العیوب غفار الذنوب اور شفقت و مہربانی گنہگاروں کو اپنی چادر مغفرت میں ڈھانپیگی لہذا نیکی اور سعادت کی طرف دوڑو خبر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی۔ ہمہ تن معصیت میں غرق گناہوں کی تاریکیوں میں بھٹکنے والو اور اپنی عمر عزیز کو بدمستیوں و سیاہ کاریوں میں کھو دینے والو اگر تمہارے سینہ میں دل اور دل میں نور ایمان ہے تو اٹھو اور اس ماہ مبارک کا کما حقہ ادب و احترام بجالاؤ اگر تم نے اس سنہرے موقعہ کو بھی ناعاقبت اندیشیوں اور بد اعمالیوں میں کھو دیا اس کی ہزار مہینوں کی راتوں سے بہتر و افضل پسندیدہ رات کو بھی جنون انگیز کیفیتوں اور خمار آلود انگڑائیوں میں ضائع کر دیا اور اس ماہ میں بدستور دن کی نورانی رونقوں کو اپنی سیاہ مستیوں سے سنسان کرتے اور راتوں کی روح پرور دعبدیت نواز سکون اور خاموشیوں کو سیال آتش کی جلوہ ریزیوں اور غفلت کے خنا انگیز سیلابوں میں بہاتے رہے تو شیطان تمہاری آنکھوں کا نور اچک لیجائیگا تمہاری دل کی بصیرت چھین لیگا تمہارے قوائے عملیہ پر بدی کا شیطانی قبضہ کر لیگا اور پھر تم اس طرح قیامت کی نیند سوتے رہو گے کہ صور اسرافیل کی جگر شگاف اور ہولناک آواز ہی تمہیں بیدار کرے گی۔

## فضائل شعبان

تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شعبان شہری و رمضان شہر اللہ یعنی شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا جس کے معنے یہ ہوئے کہ رمضان کے بعد سب سے زیادہ بابرکت اور فضیلت والا مہینہ شعبان المعظم ہے مومنین قانتین کے لئے تو بس یہ فضیلت بہت بڑی اور جذبات عملیہ برانگیختہ کرنے کے لئے کافی سے زیادہ ہے کیونکہ جب حضور نے اس مہینہ کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے تو اب جس مسلمان کے دل میں محبت رسول کا ادنیٰ سا بھی جذبہ ہوگا وہ اسکی عزت و تکریم اور اسوہ نبوی کی تعمیل کو اپنا دین و ایمان سمجھے گا۔ محبوب کا تو کتا بھی پیارا ہوتا ہے پھر محبان رسول کو یہ مہینہ کیوں نہ پیارا ہو۔

رسول خدا صلعم کا ارشاد ہے کہ شعبان رجب اور رمضان کے مابین ایک مبارک مہینہ ہے جس کی فضیلت اور عظمت سے لوگ غافل اور بیخبر ہیں اور یہ خاص بندگی و عظمت اس مہینہ کو یہ ہے کہ اس ماہ میں بندوں کے اعمال حضرت حق جل علی شانہ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں سو میں اس امر کو دوست رکھتا ہوں کہ میرے اعمال بارگاہ رب العزت میں ایسی حالت میں پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں۔

## شعبان المعظم اور حضور کا اسوۂ حسنہ

اس مہینہ کی فضیلت و بزرگی: مذکورہ بالا دو حدیثوں سے بخوبی ثابت ہو گئی اب یہ امر باقی رہا کہ ہمیں اس مہینہ کے متعلق کیا روش اختیار کرنی چاہیئے اور حضور کا اسوۂ حسنہ کیا تھا سو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ کو روزوں کے لئے مخصوص فرمایا تھا اور اس لئے کہ اس میں بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں آپ قریب قریب تمام شعبان روزوں میں گذارتے تھے اور لوگوں سے ارشاد فرمایا کرتے تھے خذوا من العمل ما یطیقون فان اللہ لا یمل حتی تملوا یعنی اس مہینہ میں حسب استطاعت عمل کرو اور اپنی طاقت سے زیادہ عمل نہ کرو کہ نباہ نہ سکو اور تھک جاؤ مگر اللہ پاک تو ثواب دینے سے نہیں تھکتا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور کی عادت یہ تھی کہ آپ بکثرت نفلی روزے رکھا کرتے تھے جب آپ روزے رکھنے شروع کر دیتے تھے تو گمان ہوتا تھا کہ اب آپ زندگی بھر روزے رکھیں گے اور جب آپ چھوڑ دیتے تھے تو گمان ہوتا تھا کہ اب شاید بالکل ہی ترک کر دیئے گئے غرض رمضان میں پورے مہینہ کے روزے اور شعبان میں بکثرت رکھا کرتے تھے۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے لابی داؤد قالت کان احب الشہور الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یصومہ شعبان ثم یصلہ برمضان سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک روزے رکھنے کے لئے محبوب تر مہینہ شعبان کا تھا یہاں تک کہ آپ شعبان کے روزوں کو رمضان سے ملا دیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب رجب کا مہینہ آتا تو سرکار فرماتے اللھم بارک لنا فی رجب و شعبان و بلغنا رمضان یا اللہ رجب اور شعبان میں برکت

عطا فرما اور ہم کو عافیت کے ساتھ رمضان تک پہنچا دے نیز حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ حضور کو سوائے شعبان اور رمضان کے کسی اور مہینے میں متواتر اور پے در پے روزے رکھتے نہیں دیکھا ابی داؤد کی روایت میں ہے کہ تمام سال کے صرف دو مہینہ شعبان اور رمضان ایسے تھے جس میں حضور پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے۔

## شعبان میں روزے رکھنے کی وجہ

حضرت اسامہ نے حضور سے شعبان میں بکثرت روزے رکھنے کی وجہ دریافت فرمائی تو حضور نے ارشاد فرمایا ذالک شھر یغفل الناس عنه بین رجب و رمضان وھو شھر یرفع فیه الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم اے اسامہ یہ مہینہ رجب اور رمضان کے درمیان ہے لوگ اس سے غافل ہیں حالانکہ اس مہینہ میں بندوں کے اعمال درگاہ خداوندی میں پیش کئے جاتے ہیں سو میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال ایسی حالت میں پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں بکثرت اس وجہ سے روزے رکھا کرتے تھے کہ اس میں سال کے اندر مرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں سو حضور اس امر کو پسند فرماتے تھے کہ آپ کی موت روزہ داروں میں شمار ہو اب ہم مسلمانوں کا بھی یہی فرض ہونا چاہیئے کہ جو بات حضور پسند فرماتے تھے وہی ہم بھی پسند کریں جب حضور باوجود باعث ایجاد عالم محبوب رب العالمین گناہوں سے معصوم ہونے کے اعمال پر اس درجہ حریص تھے تو کیا ہم گناہگاروں کا فرض نہیں کہ اس مہینہ میں نیک اعمال بجا لائیں۔

## شعبان کی پندرہویں شب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ینزل اللہ تعالیٰ الی سماء الدنیا لیلة النصف من شعبان فیغفر لکل مسلم الا رجل مشرک او فی قلبه شحناء یعنی شعبان کی پندرہویں شب کو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر اپنی توجہ خاص مبذول فرماتے ہیں اور مشرک و کینہ ور کے علاوہ سب گنہگاروں کی مغفرت فرماتے ہیں حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ شب قدر کے بعد اس رات کا مرتبہ تمام راتوں سے افضل ہے۔

اس رات میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر توجہ خاص مبذول فرماتے ہیں اور تمام گناہگاروں کی مغفرت فرماتے ہیں سوائے مشرک کینہ ور کے اور قاطع رحم کے۔ حضرت علی کی مرفوع روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شعبان کی پندرہویں شب میں عبادت کرو اور صبح کو روزہ رکھو اللہ تعالیٰ اس رات میں سورج ڈوبتے ہی آسمان دنیا پر نزول کرتا ہے اور اپنے بندوں کو اس طرح خطاب کرتا ہے الا من مستغفر فاغفر له الا من مسترزق فارزقه الا من مبتلی فاعافیه الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر ہے کوئی استغفار مانگنے والا بندہ کہ میں اس کے گناہ بخش دوں ہے کوئی رزق طلب کرنے والا بندہ کہ میں اس کو رزق عطا کروں اور ہے کوئی مصیبت زدہ بندہ کہ میں اس کو صحت و عافیت مرحمت کروں اللہ پاک صبح صادق تک اپنے بندوں کو یوں ہی خطاب فرماتے رہتے ہیں۔

## اس رات کے متعلق حضور کا اسوہ

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ شعبان کی پندرہویں شب کو رسول اللہ صلعم میرے پاس تھے قریباً نصف شب کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ آپ کہیں تشریف لے گئے آپ کو حجرہ میں موجود نہ پاکر میرا خیال ہوا کہ شاید آپ کسی دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں سو میں تمام بیویوں کے حجروں میں آپ کو تلاش کرتی رہی مگر کہیں نہ پایا جب سب جگہ سے پھر پھرا کر واپس آئی تو حضور کو سجدہ کی حالت میں موجود پایا اور آپ یہ کلمات عرض کر رہے تھے سَجَدَ لَکَ خَیَالِیْ وَسَوَادِیْ وَاٰمَنَ بِکَ فُؤَادِیْ ھٰذِہٖ یَدِیْ وَمَا جَنَیْتُ بِھَا عَلٰی نَفْسِیْ یَا عَظِیْمُ یُرْجٰی لِکُلِّ عَظِیْمٍ اِغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ سَجَدَ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ یہ فرمانے کے بعد آپ نے سر مبارک اٹھایا اور دوسرے سجدے میں حسب ذیل کلمات پڑھے اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ وَاَقُوْلُ کَمَا قَالَ اَخِیْ دَاوٗدُ اَعْفِرُ وَجْھِیْ فِی التُّرَابِ لِسَیِّدِیْ وَحَقٌّ لَهٗ اَنْ یُّسْجَدَ پھر آپ نے سجدے سے سر اٹھا کر یہ دعا مانگی اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ قَلْبًا نَقِیًّا مِنَ الشِّرْکِ نَقِیًّا لَا فَاجِرًا وَّلَا شَقِیًّا ان دعاؤں سے فارغ ہو کر حضور میرے پاس تشریف لائے تو دیکھا میرا سانس پھولا ہوا تھا آپ آہستہ آہستہ میرے گھٹنے دبانے لگے اور فرمایا اے عائشہ یہ کیا حال ہے میں نے تمام واقعہ سنایا اور کہا حضور آپ خدا کے کام میں مشغول تھے اور میں اپنے نفس کے قصہ میں مبتلا تھی آپ نے فرمایا ہائے یہ دونوں گھٹنے کس کام میں تھک گئے اے عائشہ یہ رات شعبان کی پندرہویں شب ہے اس رات اللہ پاک آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور تمام گنہگاروں کو سوائے مشرک اور کینہ ور کے بخش دیتا ہے۔

## اس رات کے محرومین مغفرت

محرومین مغفرت کی تعداد میں اختلاف ہے لیکن صحیح تعداد ۱۴ ہے جو اس رات میں خدا کی رحمت و مغفرت سے محروم رہتے ہیں:-

(۱) مشرک (۲) کینہ ور جس نے بغض و عناد کی وجہ سے کسی مسلمان سے ملاقات اور سلام علیک بند کر دی ہو (۳) جادوگر (۴) منجم (۵) بخیل (۶) ماں باپ کو تکلیف دینے والا (۷) شرابی (۸) قاطع رحم متعلقین اور قریبی رشتہ داروں کے حقوق نہ ادا کرنے والا (۹) فاعل و مفعول فعل لوطی کرنے والا (۱۰) عشار، عشر وصول کرنے میں سختی کرنے والا (۱۱) جلاد (۱۲) بادشاہوں کا نقیب یعنی چپراسی جو لوگوں پر ظلم کرتا ہو اور ان سے رشوت لیتا ہو (۱۳) شطرنج اور تاش وغیرہ کھیل کھیلنے والے (۱۴) ڈھولک اور طبلہ بجانے والے۔

ہمیں ان محرومین مغفرت کے افعال شنیعہ پر غور کرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے ... ... کہ کہیں ہمارے اندر تو وہ خرابی پیدا نہیں ہو گئی جو ہمیں خدا کی رحمت و مغفرت سے محروم رکھے اگر خدانخواستہ اپنے اندر ان خرابیوں اور گناہوں میں سے کوئی گناہ پائیں تو فوراً تائب ہو جائیں اور اس مبارک رات میں استغفار کریں۔

## ماہ مبارک میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے

مذکورہ بالا تمام احادیث کے مطالعہ اور ملاحظہ سے یہ ہوا کہ ہمیں اس مہینہ میں حسب ذیل پروگرام پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔

(۱) جہاں تک ہو سکے روزے رکھنا چاہیں مگر کم از کم پندرہویں تاریخ کو تو ضرور ہی

روزہ رکھنا چاہیئے۔ (۲) اپنی اپنی زندگیوں کا احتساب کرنا چاہیئے اور نیک اعمال عبادات وطاعات میں مشغول رہنا چاہیئے (۳) اپنے گناہوں سے توبہ اور استغفار کرنا چاہیئے (۴) پندرھویں شب کو عبادت میں گذاریں اور خدا سے دعا اور مغفرت مانگیں اور دن کو روزہ رکھیں۔ یہی باتیں مسنون اور مشروع ہیں ان کے علاوہ جو امور کئے جاتے ہیں وہ سب لغو اور شیطانی افعال ہیں کتنے مسلمان ہیں جو اس ماہ مبارک میں اس پروگرام پر عمل کرتے ہیں۔

## شعبان میں ہم کیا کرتے ہیں

مسلمانوں کی خدا اور اس کے رسول کے ساتھ غداری، ضد، ہٹ دھرمی اور شوخ چشمی ملاحظہ ہو کہ ماہ شعبان میں جو باتیں کرنی ہیں ان کا وہم و گمان تک نہیں اور جو باتیں جہنم میں لیجانیوالی اور ان کو رسوا کرنے والی ہیں ان میں منہمک ہے اگر مسلمان تاجدار مدینہ کے سچے امتی ہوتے اور ان کے دل میں محبت واطاعت رسول کا ایک ذرہ بھی ہوتا تو وہ وہی کرتے جو اس مہینہ کے متعلق حضور کا طرز عمل تھا مگر یہ کیا غضب اور شریعت اسلامیہ کے ساتھ تمسخر ہے کہ اس مہینہ کو خواب غفلت اور بدعت وخرافات میں کھو دیتے ہیں اور اس کی مسعود ومبارک رات کو لہو ولعب اور حلوا خوری میں گذار دیتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آتشبازی اور حلوا خوری کو شب برات سے کیا تعلق ہے اور کس بدنام کنندہ اسلام نے ان لغویات ولغویات کو مسلمانوں میں رائج کرکے شب برات کے حسنات کو سیئات میں تبدیل کر دیا اور اتنا نہ سمجھا کہ کسی مہینہ کا ادب واحترام عبادت وذکر الٰہی اور عبدیت و عجز سے ہوتا ہے نہ کہ خواہشات وشہوات کی ترجیح سے مسلمانوں کا دین کے پردہ میں لہو ولعب اس قدر ترقی کر گیا ہے اور وہ بدعت نوازی اور خرافات پسندی سے اس درجہ مدہوش وغافل ہو گئے ہیں کہ ان سے مقبولیت حق اور راہ خدا پرستی کا مادہ ہی جاتا رہا ان کو اگر کسی بات سے روکا جائے اور احکام شریعت پر پابند رہنے کی تاکید کی جائے تو جھٹ اس کو لامذہب اور خدا جانے کیا کیا کہہ ڈالتے ہیں مسلمانوں کو صرف خدا کی مرضی کا تابع اور مطیع ہونا چاہیئے اور اس کے حکم کے سامنے اپنی مرضی اور خواہش کو بھاڑ میں جھونک دینا چاہیئے مگر یہ چودھویں صدی کے مسلمان ہیں کہ اپنے نفس کے بندے بن گئے جو جی میں آیا بیدھڑک کر ڈالا اور جس اسلامی حکم کی چاہی بیدھڑک گمراہ کن تاویل کر ڈالی اگر عقدہ سب ان پر شاق گذرتی ہے اگر وہ عبدیت الٰہی کے دائرے میں نہیں رہ سکتے اور اگر وہ صحیح معنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اور تابعدار نہیں بن سکتے تو کیا ضرور ہے کہ وہ خواہ مخواہ رسمی مسلمان بنے رہیں اور ایک پاکیزہ فطری مذہب کی رسوائی کا باعث بنے رہیں وہ شوق سے آریہ یا عیسائی ہو جائیں خدا کو اس کی مطلق پرواہ نہیں ان یشأ یذہبکم ویأت بخلق جدید اگر وہ چاہے تم کو فنا کرکے دوسری مخلوق لے آئے جو اس کے احکام کی تعمیل بسر وچشم کرے۔

## شب برات کا جہنمی فعل آتشبازی

سوچنے کی بات ہے کہ آتشبازی کے خطرناک اور ہلاکت آفریں فعل میں کون دینی یا دنیوی فائدہ ہے اگر مسلمان بلا سوچے سمجھے ہر سال اپنی دولت کو آگ لگا کر گھر پھونک تماشہ دیکھتے ہیں تو ان کو اپنی عقل ودانش پر ماتم کرنا چاہیئے کیونکہ اگر انسان سے افعال فہم ودانش کے ماتحت سرزد نہ ہوں تو سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ بے عقل انسان انسانیت کے درجے سے گر کر حیوانیت میں آگیا ہے۔ کیا مسلمانوں میں اتنی بھی سمجھ نہیں رہی کہ وہ تھوڑی دیر کے خطرناک آتشی کھیل کے لئے اپنی دولت برباد کریں مسلمان ہو کر آگ سے دل بہلانا اور انار پٹاخوں کی شوں شاں پر آنا، گویا دوزخ کے انگاروں اور سانپوں سے کھیلنا ہے شعبان کے مہینہ میں آگ اچھال کر آتش پرستوں کو گمراہ بتاتے ہوئے تمہیں شرم محسوس نہیں ہوتی کہ تم خود آتش پرست نہیں تبھی تو خدا اور اس کے رسول کے احکامات کو پس پشت ڈال کر اسلام دشمنی کا ہر سال مظاہرہ کرتے ہو۔

تمہیں آتشبازی پر اصرار کیوں ہے؟ اگر تمہارے پاس اس کے جواز کی کوئی عقلی یا شرعی دلیل ہے تو پیش کرو ورنہ اپنے اس جہنمی فعل سے باز آجاؤ خدارا ہوش کرو تم میں اتنی سکت ہی کہاں ہے کہ ہر سال ہزاروں لاکھوں روپے انار پٹاخوں کی نذر کردو تم سود در سود کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہو سودی قرض نے تمہارا کچومر نکال دیا ہے اور تمہیں ہندو ساہوکاروں کے رحم پر چھوڑ دیا ہے یہ روپیہ جو تم آتشبازی میں خرچ کرتے ہو اگر یہ کسی قومی کام میں صرف ہو تو کتنا فائدہ ہو مگر تم تو عقل کے ایسے دشمن ہو کہ اپنا فائدہ اور نقصان سوچتے ہی نہیں۔ اگر تبلیغ اسلام قومی مدارس اور انجمنوں کے لئے تم سے چندہ مانگا جاتا ہے تو جھٹ ناداری اور مفلسی کا عذر کر دیتے ہو مگر دوزخ کا گھر بنانے اور دولت پھونکنے کے لئے روپیہ کہاں سے نکل آتا ہے یاد رکھو آتشبازی فضول خرچی ہے اور فضول خرچی کی ممانعت اس طرح کی گئی ہے ولا تبذر تبذیرا (فضول خرچی) نہ کرو اس لئے کہ فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں پس شب برات میں آتشبازی کا کھیل کھیل کر شیطان کے بھائی نہ بنو اور یا عبادت و ذکر الٰہی کرکے رحمان کے بندے بنو۔

## شب برات کی بدعات کا باعث پیشہ ور جاہل واعظ اور ملا ہیں۔

آج مسلمانوں میں جس قدر بھی بدعات ورسومات ہیں اور جاہل مسلمانوں نے ان کو مذہب کا جزو سمجھ رکھا ہے وہ سب پیشہ ور جاہل واعظوں اور مسجدوں کے کٹھ ملاؤں کا طفیل ہے کیونکہ بدعات ورسومات سے ان کے پیٹ کا دھندا چل رہا ہے ورنہ اگر مسلمان صراط مستقیم پر آجائیں تو پھر ان کی دکانیں بند اگر وہ جہلا کی ہمت افزائی اور تبلیغ اسلام میں سکوت اختیار نہ کریں تو آج مسلمانوں کی اصلاح ہو سکتی ہے ضرورت ہے کہ پہلے ملاؤں اور واعظوں کی اصلاح کی جائے اور ان کو کسی کتابی پالا املی پنجرے میں بند کیا جائے اگر ان کی اصلاح ہو گئی تو پس مسلمانوں کی اصلاح بھی ہو جائیگی ورنہ جب تک یہ آزاد اور شتر بے مہار رہیں گے احکام شرع میں یونہی گمراہ کن تاویلات وتحریفات کرتے رہیں گے تو مسلمان قیامت تک بھی نہیں سدھر سکتے۔ انہوں نے مسلمانوں کو اس طرح بیباک جری کر دیا ہے کہ علمائے راسخین کی آوازوں سے تو کیا خدائی آواز سے بھی مرعوب نہیں ہوتے

## علمائے راسخین کا فرض

اگر علمائے کرام کا مقدس گروہ دین حقہ کے سرچشمہ کو بدعات ورسومات کے خس وخاشاک سے پاک کرنیکا تہیہ کرلے اور ان کو مٹانے کے درپے ہو جائے تو خدا کے فضل وکرم سے بہت جلد ماہ شعبان کو اسلامی دنیا اپنے اصلی رنگ میں دیکھ لے اور عوام الناس کا پیشہ ور جاہل واعظوں سے پیچھا چھوٹ جائے۔ اگر حضرات علمائے کرام نے اپنے فرض منصبی کو سمجھا ہوتا اور اس کی بجا آوری کی کما حقہ تعمیل کرتے تو آج مسلمانوں کی گمراہی وجہالت کا یہ عالم ہرگز نہ ہوتا اور نہ کم برت علماء ریاکار مشائخ ان پر بری طرح مسلط ہو کر ان کی اصلاح وترقی میں روڑے اٹکاتے۔ خدائے قدوس بیکار ساز علمائے کرام کو ہمت وتوفیق عطا فرمائے کہ وہ دین حقہ کی حمایت وحفاظت میں کمربستہ ہو جائیں تاکہ شریعت اسلامیہ سے وہ غبار دور ہو اور مسلمانوں کے سامنے حقیقت اسلام آجائے اور وہ صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں۔ آمین ثم آمین۔

# شهر رمضان الذی أنزل فیه القرآن

(از حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قبلہ ناظم جمعیۃ علمائے دہلی و صدر جمعیت ابرار صوبہ دہلی مولف کتاب الاسلام)

مومنو ماہ مبارک عنقریب آنے کو ہے — درد عصیاں کیلئے اپنے طبیب آنے کو ہے
اے گناہگاران امت شکر حق لاؤ بجا — اب تمہاری تربیت کا اک ادیب آنیکو ہے

---

سعادت کے جلو میں رحمت پروردگار آئی — مسلمانوں کے گھر چل کر خدا کا لطف عام آیا
فرشتوں نے جگایا فطرت آدم کو سونے سے — حیات جاوداں کا ابن آدم کو پیام آیا
مبارک ہیں وہ انساں جنکی خاطر اس مہینہ میں — کلام اللہ لیکر دولت صلح و سلام آیا
مسلمانو یہ موتی رول رحمن کے لٹانے کو
عرب کا اور عجم کا خسرو عالی مقام آیا

الحمد للہ رب العلمین احمدہ و استعینہ و نسئالہ الکرامۃ فیما بعد الموت فانہ قد دنا اجلی و اجلکم و اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ ط ارسلہ بالحق بشیرا و نذیرا ۔ قال اللہ تبارک و تعالی یایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۞ ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر ط و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین ط فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ ط و ان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون ۞

اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو تم پر رمضان کے روزے فرض کر دیئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کئے جا چکے ہیں تاکہ تم پرہیزگار بنجاؤ اور وہ بھی بس صرف چند روز یعنی سال میں ایک مہینہ پھر اس میں بھی یہ رعایت ہے کہ جو کوئی تم میں سے مریض یا مسافر ہو تو روزے معاف بعد میں جب چاہے رکھ لے اور جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو فدیہ دیدے اگر روزہ رکھ لے تو اچھا ہے اگر تم جانتے ہو۔

برادران اسلام! ان آیات بینات میں اللہ پاک نے روزے کی فرضیت کا بیان فرمایا ہے کہ اے ایمان والو تم پر رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض لکھے گئے تھے یہ اسلئے فرمایا کہ چونکہ روزے رکھنا بظاہر ایک سخت عبادت ہے جو نفس پرست پر بہت شاق گذرتی ہے کیونکہ اس کو خواہشات سے رکنا پڑتا ہے اس لئے عابدوں کی تسلی و تشفی کے لئے فرمایا کہ یہ محنت شاقہ صرف تم پر ہی عائد نہیں کی گئی بلکہ کوئی امت بھی اس عبادت سے آزاد نہیں تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اور انبیاء کی امتیں تو اس نعمت عظمیٰ اور روحانی تربیت سے بہرہ ور ہوں اور تم خیر الامم ہو کر بھی اس سے محروم رہو یعنی جبکہ آدم علیہ السلام سے لیکر نبی آخر الزماں تک کوئی امت ایسی نہیں گذری جو اس عبادت سے مستثنیٰ رکھی گئی ہو تو تم پر تو خیر الامم ہونے کے لحاظ سے رمضان کے روزے بدرجہ اولیٰ فرض ہونے چاہئیں تمہیں اس حکم کی تکمیل کا خاص اہتمام کرنا چاہیئے اور اس فرض کو بذوق و شوق سے بجالانا چاہیئے اور غفلت و اعراض سے ہرگز ہرگز کام نہیں لینا چاہیئے۔

مزید تسلی و تشفی اور حرص و رغبت دلانے کے لئے فرمایا کہ روزے رکھنے کا حکم ہم نے بلا وجہ اور زبردستی نہیں دیا ہے اور نہ ہی اس سے ہمارا کوئی ذاتی نفع ہے بلکہ اس کی اصلی اور حقیقی وجہ یہ ہے کہ تم متقی بنجاؤ یہ صرف تمہارے متقی بنانے اور جنت میں داخل کرنے کی ایک تجویز ہے پس اس سے گریز کرنا ایسا ہے جیسے متقی بننے اور جنت میں داخل ہونے سے انکار کرنا کیا تم مومن ہو کر یہ گوارا کرو گے ہرگز نہیں بلکہ تمہیں تو چاہیئے کہ جنت کے حصول کی بیش از بیش جد و جہد اور کوشش کرو۔

نیز فرمایا روزوں کی عبادت سے جہاں سراسر تمہارا ہی فائدہ ہے وہاں تمہاری استعداد و استطاعت کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے تمہاری طاقت سے زیادہ تمہیں کوئی حکم نہیں دیا گیا جس کو تم نباہ نہ سکو یہ تو گنتی کے چند ایام ہیں یعنی سال بھر میں ایک مہینہ گیارہ مہینہ تک ہماری دی ہوئی نعمتیں کھاتے رہنا اور صرف ایک مہینہ ذرا نفس کو روک کر اور اس کے منہ میں لگام دیکر اس کو شکر گذار بنانا کچھ بھی بڑی بات نہیں اور پھر یہ بھی تو دیکھو کہ ہم نے تمہاری مجبوری و معذوری کا کتنا لحاظ رکھا ہے کہ مریض اور مسافر کو رخصت دیدی کہ وہ روزہ نہ رکھے بلکہ عذر اور مجبوری زائل ہونے کے بعد پھر رکھ لے کیا باوجود اتنی سہولتوں اور آسانیوں کے اب بھی روزے رکھنے سے جی چراؤ گے اور خدا کے نافرمان بنو گے اگر تم علم و عقل رکھتے ہو شکم پرست اور حیوان نہیں ہو تو ہرگز ایسا نہ کرو گے۔

ان آیات میں دو باتیں بیان ہوئی ہیں جو قدرے تفصیل طلب ہیں اول یہ کہ رمضان کے روزے صرف تم پر ہی فرض نہیں کئے گئے بلکہ تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض تھے دوسرے یہ کہ روزوں کا منشاء تمہیں متقی بنانا ہے ان دونوں امور کو میں ذرا تصریح سے بیان کرتا ہوں۔

## روزوں کی ابتداء

حضرت آدمؑ سے لیکر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی امت روزوں کی فرضیت سے مستثنیٰ نہیں رہی چنانچہ حضرت آدمؑ ایام بیض یعنی ہر ماہ کی تیرہویں چودہویں اور پندرہویں تاریخ کو روزہ رکھا کرتے تھے یہودیوں کے لئے یوم عاشورا ہفتہ کا دن اور بعض دوسرے ایام مخصوص تھے اور نصاریٰ یعنی عیسائیوں پر ہماری ہی طرح رمضان کے روزے فرض تھے لیکن نصاریٰ کے علماء نے جہاں دین الٰہی کے احکام میں حسب منشا تغیر و تبدل کیا وہاں روزوں کو بھی چھوڑا و قال جماعۃ من اھل العلم ان صیام رمضان کان واجبا علی النصاریٰ کما فرض علینا فربما کان یقع فی الحر الشدید فیشق علیھم لاجل العطش او فی البرد الشدید فیشق علیھم لاجل الجوع فاجتمع علماؤھم فجعلوہ فی الربیع و زادوا فیہ عشرۃ ایام کفارۃ لما صنعوا فصار اربعین ثم اشتکی ملکھم فجعل اللہ علیہ ان برئ من مرضہ ان یزید فی صومھم اسبوعا فبرئ فزاد فیہ اسبوعا الخ (تفسیر مظہری)

یعنی نصاریٰ پر ہماری طرح رمضان کے روزے فرض تھے مگر کبھی تو روزے سخت گرمی میں پڑتے اور پیاس کی وجہ سے ان پر سخت الشاق گذرتے اور کبھی سخت جاڑے میں آتے تو بھوک کی وجہ سے دوبھر ہو جاتے تو ان کے علماء جمع ہوئے اور انہوں نے

اپنی سہولت اور آسانی کے لئے روزوں کو معتدل اور بہار کے دنوں میں تبدیل کر لیا اور اس نافرمانی پر کفارہ کے طور پر دس روزے اپنی طرف سے بڑھائے تو پورے چالیس ہوگئے کچھ مدت کے بعد ان کا بادشاہ بیمار ہوا تو انھوں نے منت مانی کہ اگر یہ اچھا ہوگیا تو ایک ہفتہ کے روزے اور بڑھا دیئے جائینگے وہ تندرست ہوگیا اور ایک ہفتہ اور زائد کر لیا۔

ہندو بھی برت رکھتے ہیں آتش پرستوں کے یہاں بھی روزہ تھا قریب قریب تمام قوموں میں روزے کی عبادت پائی جاتی ہے اور اس کی ہمہ گیری سے کوئی قوم و ملت محروم نہیں البتہ یہ دوسری بات ہے کہ وہ روزے کی تعریف و حقیقت سے دور اور اس کے فائدہ سے محروم اور ناواقف ہوں۔

## تقوی نیکی اور دارین کی بھلائیوں کا خزانہ ہے

مہتم باشان تقوی ایک ایسی اور جامع خصلت ہے جس نے اس کو حاصل کر لیا گویا دنیا جہان کی خوبیاں اور بھلائیاں جمع کر لیں۔ تقوی اعمال صالحہ کا خزانہ اور روحانی تربیت کا اعلیٰ ذریعہ ہے اور اس کی تعریف و توصیف سے قرآن و حدیث مملو ہیں صرف وہ بارہ باتیں جو تقوی سے حاصل ہوتی ہیں اور جو حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سراج السالکین میں بیان کی ہیں وہ بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ط یعنی اگر تم صبر کرو اور تقوی اختیار کرو تو یقیناً وہ بڑے کاموں میں سے ہے یعنی تقوی ایسے کاموں سے ہے جس کا ارادہ کرنا تمہارے لئے ضروری ہے۔ اس آیت میں صبر اور تقوی دونوں کی مدح کی گئی ہے اور اس کے حصول کی طرف رغبت دلائی گئی ہے۔

(۲) وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا یَضُرُّكُمْ كَیْدُهُمْ شَیْئًا ط اگر تم صبر اور تقوی حاصل کرو تو دشمنان اسلام کا مکر تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ یعنی اگر مسلمانو تمہیں دشمنان اسلام پر فتح پانی ہے ان کی ایذا رسانی اور مکر و فریب سے محفوظ رہنا ہے اور ان کے ارادوں کو ملیامیٹ کرنا ہے تو صبر و تقوی اختیار کرو یہ باتیں حاصل ہوجائینگی اور تم دشمنوں سے ہر طرح مامون و مصئون ہوجاؤ گے کاش اگر مسلمان اس فرمودہ خداوندی پر عمل کریں تو ان کے مصائب و آلام آج ختم ہوجائیں معلوم ہوا کہ تقوی دشمنوں سے حفاظت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے

(۳) خدا تعالیٰ کی طرف سے متقی کو مدد ملتی ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ط اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہے جو تقوی اور نیک کام کریں۔ اس آیت میں ساتھ ہونا بمعنی امداد و اعانت کے ہے۔

(۴) سختیوں سے نجات ملتی ہے اور رزق حلال ہوتا ہے قولہ تعالیٰ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ جو تقوی کرے خدا تعالیٰ اس کو سب سختیوں سے نجات دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے کہ جہاں گمان بھی نہ ہو۔

(۵) پانچویں عمل کی درستی حاصل ہوتی ہے قولہ تعالیٰ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ اے ایمان والو تقوی اختیار کرو اور سچی بات کہو تاکہ خدا تعالیٰ تمہارے عملوں کو درست کر دے۔ اسی آیت میں آگے فرمایا کہ اصلاح عمل کے علاوہ تقوی کا یہ بھی فائدہ ہے کہ تمہارے گناہ بخش دیئے جائینگے۔

(۶) خدائے قدوس کی محبت حاصل ہوتی ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ اللہ پاک متقیوں کو دوست رکھتا ہے۔

(۷) ساتویں عبادت قبول ہوتی ہے قولہ تعالیٰ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ اللہ تعالیٰ متقیوں کے علاوہ کسی کی عبادت قبول نہیں کرتا یعنی اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں ظاہری بڑائیوں، نمائشی بزرگیوں اور مال و نسب وغیرہ کی لن ترانیوں کی مطلق قدر اور پوچھ نہیں بلکہ وہ تو صرف تقوی قبول کرتا ہے اسی کی پوچھ ہوگی اور متقی ہی کو خدا کے ہاں بزرگی اور بڑائی حاصل ہے۔

(۸) خدا کے نزدیک بزرگی حاصل ہوتی ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ خدا کے نزدیک تم میں سے بزرگ وہ ہے جو متقی ہو۔

(۹) دونوں جہان کی خوشخبری ملتی ہے قولہ تعالیٰ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ط جو لوگ ایمان لائے اور تقوی اختیار کیا ان کو دنیا اور آخرت دونوں میں خوشخبری ملتی ہے دنیا کی خوشخبری سے مراد آرام و آسائش عزت و حشمت اور دولت و حکومت ہے آج مسلمان دنیا میں اسی وجہ سے ذلیل و رسوا ہیں کہ انھوں نے شعار تقوی کو خیرباد کہہ دیا ہے۔

(۱۰) دوزخ کی آگ سے نجات ملتی ہے قولہ تعالیٰ ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا دوزخ پر جب سب لوگ گذریں گے ہم متقیوں کو بچا لیویں گے۔

(۱۱) ہمیشہ بہشت میں رہیں گے قولہ تعالیٰ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ اور بہشت صرف متقیوں کے لئے بنائی گئی ہے۔

(۱۲) خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تقوی کی وصیت کی ہے قولہ تعالیٰ وَلَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِیَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ہم نے ان لوگوں کو بھی وصیت کی تھی جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور تم کو بھی وصیت کی جاتی ہے کہ تقوی اختیار کرو۔

ظاہر ہے کہ خدائے قدوس سب سے زیادہ اپنے بندوں کی بہتری جانتے ہیں اور سب سے زیادہ خیر خواہ اور مہربان ہیں تو اگر تقوی سے زیادہ کوئی عمل محبوب عند اللہ جامع جمیع کمالات اور خیر و برکت والا ہوتا تو ضرور اس کی وصیت فرماتے پس اپنے بندوں کو تقوی کی وصیت فرمانا ثابت کرتا ہے کہ یہ صفت دنیا اور آخرت کی تمام خوبیوں کو جامع اور عبادت کے بلند مرتبوں پر پہنچانے والی ہے اور مدار کار عبادت کی قبولیت کا تقوی پر ہے اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی کوئی چیز خوش نہ آتی تھی جب تک متقی آدمی خوش معلوم ہوتا تھا۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ توریت میں لکھا ہے کہ اے فرزند آدم تقوی کر اور جس جگہ چاہے سو رہ۔ یعنی تقوی ایسی چیز ہے جس نے اس کو حاصل کر لیا گویا اس نے تمام خوبیاں جمع کر لیں سب تردد رفع ہوگیا اور فلاح و نجاح حاصل کر لی اب وہ جہاں چاہے آرام سے سو رہے

حضرت عامر بن قیس رات دن میں ہزار رکعتیں نماز کی ادا فرمایا کرتے تھے جس وقت بستر پر آتے تو اپنے نفس سے کہتے کہ اے سب برائیوں کے گھر خدا کی قسم

میں ایک پل میں بھی تجھ سے راضی نہیں ہوتا جب تک تو تقویٰ نہ کرے جب ان کا وقت اخیر ہوا تو رونے لگے لوگوں نے پوچھا آپ کیوں روتے ہیں فرمایا خدا تعالیٰ کا یہ فرمان مجھے رلاتا ہے إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ یعنے متقیوں کے سوا کسی کا عمل قبول نہ ہوگا۔

## تقوے کے معنے

قرآن شریف میں تقوی کے تین معنے آئے ہیں خدا تعالیٰ کا خوف اور ہیبت جیسا کہ ارشاد ہے قولہ تعالیٰ وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ یعنی مجھ ہی سے ڈرو (۲) اطاعت اور عبادت کے معنوں میں قولہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ یعنی اے ایمان والو خدا کی اطاعت کرو جیسا کہ اس کا حق ہے (۳) دل کا گناہوں سے پاک کرنا یہی تقوی کے حقیقی اور اصلی معنے ہیں قولہ تعالیٰ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ جس نے خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کی خدا تعالیٰ سے ڈرا کیا وہی چھٹکارا پانے والا ہے۔

## تقوی کے درجے

تقوی کے تین درجے ہیں شرک سے بچنا یعنی خدا کی ذات و صفات مخصوصہ میں کسی کو شریک کرنا۔ دوسرے بدعت سے بچنا یعنی ایسی بات جو رسول اللہ صحابہ تابعین کے زمانہ میں نہ ہو بعد میں دین میں اپنی طرف سے کوئی بات بڑھائی گئی ہو۔ اور صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے بچنا۔ ان تینوں درجوں کو بقول حضرت علامہ غزالی اللہ پاک نے اس آیت میں بیان کر دیا ہے قولہ تعالیٰ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوا وَّآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوا وَّآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوا وَّأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ یعنی ان لوگوں کو کوئی ڈر نہیں جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ان چیزوں میں کہ کھاتے ہیں جبکہ تقوی کریں اور ایمان لائے ہیں اور نیک کام کئے ہیں تقوی کیا اور ایمان لائے تقوی کیا اور نیکی کی اور خدا تعالیٰ نیک کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں پہلی جگہ تقوی شرک سے ہے اور ایمان کو جو اس کے ساتھ ذکر کیا ہے اس سے مراد سنت اور جماعت کے اقرار سے ہے۔ تیسری جگہ تقوی فرعی گناہوں سے ہے چونکہ اس پر اقامت دشوار تھی اس لئے اس کو احسان کے مقابل کیا اور احسان کے معنے طاعت کرنا اور تقوی پر ٹھہرنا ہیں یعنی اس آیت میں تین مرتبہ بیان ہوئے ہیں مرتبہ ایمان۔ مرتبہ سنت اور مرتبہ استقامت۔

خلاصہ کلام یہ کہ روزہ انسان کو متقی بناتا ہے اور تقوی دنیا اور عقبیٰ کی سعادتوں کا ذریعہ ہے پس نتیجہ نکل آیا کہ روزہ ایک نہایت ہی بہتر بالشان عبادت ہے اور اس سے جی چرانا ایسا ہے کہ جیسا اپنے آپ کو جہنم کو کندہ بنانا۔

## فلسفہ صیام

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور اس کی رفعت وعظمت کے سامنے جن وملک سرنگوں اور خس بدنداں ہیں لیکن یہ بات بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں کہ انسان کے اس شرف و اعزاز کا معیار کیا ہے اسی معیار کی تعیین اور سمجھ انسان کا مقدم فرض ہے جس سے کمال انسانیت کا ظہور ہوتا ہے جب انسان نے اس معیار کو نہیں جانا اور اس پر پورا اتر کی کوشش نہیں کی تو اس میں اور حیوان مطلق میں کوئی فرق وامتیاز نہیں بلکہ ایسی حالت میں تو وحوش وطیور بھی بعض باتوں میں حضرت انسان سے بڑھ چڑھ کر نکلیں گے موقعیت یہ ہے کہ صرف اسلام نے دنیا میں انسانیت اور اس کے شرف و اعزاز کا معیار قائم کیا اور بنی نوع انسان کو اخلاق و روحانیت کے اعلیٰ سبق پڑھائے ورنہ اسلام سے پہلے "انسانیت" حیوانوں اور عنصروں کے سامنے ذلیل وخوار ہو رہی تھی اسلام نے بتلایا قولہ تعالیٰ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ہم نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے نیز معیار کمال "حسن عمل" کو قرار دیا فرمایا قولہ تعالیٰ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا یعنی اے انسانو ہم نے تمہیں اس دنیا یا دارالعمل میں اس لئے بھیجا ہے تاکہ ہم تمہیں آزمائش میں ڈالیں اور دیکھیں کہ تم میں کون نیک عمل کرتا ہے۔

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ حقیقی اور مرتبہ والا انسان وہ ہے جو فرض عبادت بجا لائے اور اپنا منشائے تخلیق پورا کرے۔ عبد و معبود کے درمیان امتیاز حاصل کرکے تقرب الٰہی و رضائے خداوندی کی تلاش و جستجو کرے مزرعۂ آخرت کو سرسبز و شاداب کرے آخرت میں معبود حقیقی کے سامنے سرخرو ہونے کا کام کرے اور احکام الٰہی کی تعمیل و تکمیل میں اپنے آپکو خدا کے حوالہ کردے بس انسانیت کا یہی معیار کمال ہے جو انسان کو جمیع مخلوقات پر فضیلت و بزرگی دیتا ہے۔

## اسلام اور معرفت وتقرب الٰہی کے وسائل

اسلامی عبادات نماز روزہ اور حج وزکوٰۃ وغیرہ احکام کی تعمیل مسلمانوں پر فرض قرار دی ہے اور عقلی زیادہ زور دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب تحصیل معرفت الٰہی اور رضائے خداوندی حاصل کرنے کے وسائل و ذرائع اور مختلف اقسام ہیں کوئی بدنی عبادت ہے کوئی روحانی اور کوئی مالی عبادت ہے تو کوئی جانی اسلام نے جو عبادت و عبودیت کے اعلیٰ طریقے اور نرالے ڈھنگ بتلائے ہیں وہ اپنے مختلف مظاہر کے لحاظ سے ایک عجیب و دلکش منظر پیش کرتے ہیں کبھی تو ایک مسلمان نماز کی حالت میں فرش زمین پر گر کر انتہائی تذلل وانکسار کا اظہار کرتا ہے اور اپنی پیشانی پر تُرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا کا آفتاب و ماہتاب کو شرمندہ و خجل کرنے والا روشن داغ چمکتا ہے اور کبھی فقیرانہ لباس میں مستانہ وار مکہ کی وادیوں میں لبیک اللھم لبیک کے نعرے بلند کرکے محبوب حقیقی سے اظہار تعشق کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

سرمایہ داری کی حالت میں جب دیکھتا ہے کہ دولت کی اندھی محبت اور اس کو زیادہ نیک کرنے کی حرص مجھے معرفت و عبادت الٰہی کے راستوں سے روکتی ہے اور محبوب حقیقی کی محبت و اطاعت میں خلل ہوتی ہے تو اس ناپاک مال کی محبت کم کرنے اور اس کا اثر زائل کرنے کے لئے اس کا جا لیسواں حصہ دیکر تزکیہ نفس کرتا ہے غرض اسی طرح تمام احکام اسلام اظہار عبودیت کی مختلف دلکش اور روح پرور صورتیں ہیں اسلام جہاں اپنی نوعیت اور بیشمار خوبیوں کے لحاظ سے جملہ مذاہب عالم سے فائق تر ہے وہاں اس کے احکام و فرائض اور طریقہ عبادت در حقیقت بھی تمام ادیان و ملل کی پوجا اور پرستش سے فائق و اعلیٰ ہے مذہب اسلامی عبادت ہی دنیا میں سلامتی کا باعث اور آخرت میں نجات کا واحد ذریعہ ہے پس سہ

سرمایۂ سعادت دنیا عبادت است ۔۔۔ پیرایۂ کرامت عقبیٰ عبادت است

مذکورہ بالا تفصیل سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ انسان کا اعلیٰ کمال خدا تعالیٰ کا وصال ہے اور اس کی زندگی کا اصلی مدعا یہی ہو کہ اس کے دل میں صرف خدا ہی کی محبت رہے اب وہ یہی سن لیجئے جو جذبۂ معرفت و محبت الٰہی

میں رکاوٹ بنتی ہے اور جو اس راہ کا قوی تر دشمن اور رہزن ہے۔

## راہِ عبادت و معرفت کا رہزن

انسان کی تکوین میں قدرت کاملہ نے دو متناقض اور متضاد قوتیں رکھی ہیں قوت خیر اور قوت شر یعنی نیکی اور بدی کا مادہ جن کو اصطلاح شرع میں داعی الی الخیر (نیکی کی طرف بلجانے والا جذبہ) اور داعی الی الشر (بدی کی طرف لیجانے والی قوت) کہتے ہیں یہ دو متناقض قوتیں انسانی تخمیر میں اسلئے رکھی گئی ہیں کہ ان دونوں کے تصادم و تقابل سے کمال انسانیت کا ظہور ہو کیونکہ کل شئی یعرف باضدادھا ہر ایک چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے جس طرح دن کی قدر رات سے ہے ظلمت کی روشنی سے صحت کی مرض سے سفیدی کی سیاہ سے اور میٹھی کی کہلے اور ترش و تلخ سے اسی طرح نیکی کی قدر بدی سے ہے اگر نیکی کے مقابلہ میں بدی کی قوت نہ رکھی جاتی تو فرشتوں کی موجودگی میں بنی آدم کو پیدا کرنا ہی فضول اور بیکار رہتا پھر اگر انسان اپنے خدا کی عبادت بلا روک ٹوک کے اپنے محبوب حقیقی تک بلا رکاوٹ ہی پہنچ جائے تو کونسا بڑا کمال ہے کمال اور خوبی تو یہی ہے کہ انسان باوجود خیالات کے تزاحم و تصادم مخالف جذبات و خواہشات اور نفس کی کشمکش کے جذبات و خواہشات کو پامال اور نفس سرکش کو رام کر کے پھر خدا کی طرف جھکے یہ بات فرشتوں میں نہیں وہ خیر محض ہیں اور نفس و عقل کی کشمکش ان میں نہیں اس لئے انسان کو ان پر بھی فضیلت دی گئی ورنہ کجا وہ نوری مخلوق جس کی شان لا یعصون ما امر اللہ ہے اور کجا یہ خاکی انسان جس کی کلاہ افتخار کا ایک پر اگر "احسن تقویم" ہے تو دوسرا "اسفل سافلین" ہی ہے پھر بھلا یہ شیطان کا بھی استاد نجانے والا انسان اُن کے مقابلہ میں کیونکر بازی لیجا سکتا۔

علاوہ ازیں اگر انسان کو یہ دو مختلف قوتیں نہ دیجاتیں تو قدرت قاہرہ جلیلہ کی شان تخلیق کی ایک شق ہی ناتمام رہی جاتی تہی یعنی خیر محض کے مظاہر فرشتے موجود تھے اور شر محض کے مظاہر جن تھے اب خیر محض اور شر محض کی موجودگی میں اگر ضرورت تہی تو خیر و شر کے مجموعہ کی ہر چیز کے جوہر افراط و تفریط کی حد سے نکل کر حد اعتدال میں آنے سے کہلتے ہیں سو یہ شق حضرت انسان کی پیدائش سے پوری ہوگئی اور ساتھ ہی اس کے اعتدال میں آنے کے جوہر بھی کہل گئے اس تفصیل سے شیطان کی پیدائش کا اعتراض سراسر باطل ہوگیا۔

اب ہم آزادی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ تقرب الٰہی اور عبادت خداوندی سے روکنے والا رہزن اور ڈاکو شیطان ہے جو کسی صورت میں یہ نہیں چاہتا کہ کوئی خدا کا بندہ خدا کو پہچانے اور اس کا بنے وہ نیکی کے راستے سے الگ ہٹا کر بدی کی راہیں سجھاتا ہے عبادت و ریاضت سے دور رکہتا ہے اور انسان کو دوزخ کی طرف لیجاتا ہے مگر شیطان یہ کام بذات خود نہیں کرتا اور نہ ہی اُسے گمراہی کا کوئی اختیار حاصل ہے بلکہ وہ نفس کے ذریعہ قوائے علیہ پر اپنا اثر ڈالتا ہے یعنے شیطان الشیم ہے اور نفس لعین تو شیطان انسان کو شہوانیت و حیوانیت کا مظہر اتم بناتا ہے اور عبد کو معبود سے جدا کرتا ہے۔

## نفس سرکش سے بچنا لازم ہے

انسان کی گمراہی کا باعث اول تو شیطان ہے اور دوسرے نمبر پر نفس سرکش پس طالب عبادت کو نفس سے بھی بچنا لازم ہے جو ہر وقت انسان کو گمراہی اور خرابی کی طرف بلاتا ہے اس کی شرارت اور دشمنی شیطان سے بھی زیادہ سخت اور گہری ہے کیونکہ یہ دشمن اپنے اندر کا ہے اور گھر کے چور سے ہوشیار رہنا اور بچنا ذرا دشوار ہے دوسرے یہ کہ یہ دشمن انسان کا محبوب ہے اور محبوب کا عیب معلوم نہیں ہوا کرتا اپنے نفس کی سب خرابیاں اور گمراہیاں سب بہتر اور اچھی معلوم ہوتی ہیں تیسرے یہ کہ نفس آدمی سے بہت نزدیک ہے اس سبب سے اس کا عیب معلوم نہیں ہوتا اپنی آنکھ کی چیز نظر نہیں آتی غرض اگر غور کیا جائے تو یہی نفس اور سب فتنوں کی اصل ہے اگر نفس قابو میں ہو تو شیطان کا اثر بھی کالعدم ہے چوری کامیاب اور کامل وہی ہوتی ہے جو جس میں گھر کا بھیدی بھی شریک ہو سو شیطان ایمان و عرفان کا چور ہے اور نفس گھر کا بھیدی پس انسان کی بہتری اور دارین کی سعادت اسی میں ہے کہ نفس کو تقوی کی لگام لگا دے۔

نفس نافرمان کو تابع اور رام کرنے کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے اول یہ کہ نفس کو تمام شہوتوں اور لذتوں سے روک رکہے کیونکہ جب سرکش نفس کو دانہ گہاس نہ ملے تو وہ تابع ہوجاتا ہے دوسرے یہ کہ اس پر عبادت کا بہت سا بوجھ لاد دے جس جانور کو دانہ گھاس کم ملے اور اس پر بوجھ بھی ہو تو وہ نرم ہو جاتا ہے تیسرے یہ کہ ہر وقت خدا تعالیٰ سے مدد چاہے اور یہی تین باتیں روزے میں متحقق ہیں لہذا نفس کی قوت توڑنے کیلئے روزہ رکہنے کا حکم ہوا تو چونکہ روزہ مکسر شہوات و مقلل لغویات ہے پس روزہ دار صاحب تقویٰ ہوجاتا ہے۔

انسان صبح کو جب سوکر اٹھتا ہے تو وہ تر و تازہ ہوتا ہے اور اس کے حواس و خواہشات پہلے سے تیز ہوتے ہیں اور پھر مجالس میں اختلاط اور دنیاوی کاروبار سے دل لہو و لعب کی طرف فوراً راغب ہوجاتا ہے اس وجہ سے دن کو روزہ رکہنے کا حکم ہوا اور کھانے پینے اور جماع سے ممانعت کی گئی کیونکہ یہ چیزیں نفس کو بہت مرغوب ہیں غرض دن کو تو اس ممانعت سے نفس کی قوت توڑنیکا حکم دیا گیا اور رات کو لغویات سے محفوظ رکہنے کے لئے تراویح کا حکم دیا گیا علاوہ ازیں اس مبارک مہینہ میں یہ فرما کر اس میں نفل کا ثواب فرض کی برابر ہے مسلمانوں کو عبادت کی ترغیب و تحریص دلا کر نفس پر عبادت کا بوجھ بھی لاد دیا گیا مذکورہ بالا تفصیلات سے بدلائل ثابت ہوگیا کہ روزہ سے شیطان کی تعدی، طغیان نفس کی شرارت و سرکشی فرو ہو جاتی ہے اور انسان رفتہ رفتہ معاصی و گناہوں سے پاک و صاف ہوکر فرشتہ خصلت بنجاتا ہے غرض اکتساب فضائل کا بہترین مہینہ رمضان اور نفس و شیطان کو قابو کرنیکا روزہ بہترین ذریعہ ہے۔ باقی

# عالم اسلام کی دو متضاد ذہنیتیں

(نوشتہ علامہ شیخ عزیز الحق قادری)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَرْسَلَ الْاَنْبِیَاءَ وَالْمُرْسَلِیْنَ مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ ہ واوضح لنا سبیل المومنین المخلصین وطرق الضالین الضالین، والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد النبی الامی الذی ارسله الله رحمة للعالمین وجعله خاتم النبیین وسید المرسلین وعلی اله واصحابه اجمعین

اما بعد۔ موجودہ دور ترقی سے زیادہ انسانی نشو ونما وارتقا میں کوئی ایسا دور نہیں گذرا جس میں ہمارے دور سے زیادہ تغیرات و انقلابات واقع ہوئے ہوں موجودہ زمانہ کے علمی وصنعتی اکتشافات نے نئے حالات پیدا کر دیئے ہیں جن سے تمام دینی، سیاسی اور اجتماعی معتقدات بدل گئے ہیں۔ قومی خیالات افکار اور اعتقادات میں ایک عظیم الشان تغیر اور اضطراب برپا ہے تمام پوسیدہ خیالات اور آبائی اثرات رفتہ رفتہ زائل ہو رہے ہیں اور اقوام عالم میں ایک عام ہیجان واضطراب رونما ہے۔

ایسے اضطراب افزا زمانہ میں ناممکن تھا کہ مسلمان تغیرات و انقلابات سے محفوظ رہتے بالآخر حیرت انگیز علمی اکتشافات اور مادی علوم کے تصادم واحتکاک نے ان کو چونکا دیا اور جدید افکار و آرا کا بازار ان میں بھی گرم ہوگیا دنیائے اسلام کا کوئی خطہ اور گوشہ ایسا نہیں جہاں عقل و نقل کی باہمی کشمکش نزاع و پیکار اور جنگ وجدل جاری نہ ہو "تجدد و تقدم" کا خوفناک نزاع ہر طرف برپا ہے جہاں دیکھو اہل شرع اور اہل عقل کا جھگڑا اور رد و قدح در پیش ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں گروہ افراط و تفریط میں پڑکر حقیقت حال اور اپنی اپنی حد سے دور جا پڑے ہیں اعتدال و توازن مفقود ہو گیا ہے اور اس طرح یہ "تجدد و تقدم" کی ترقی خیز تعمیری و تخریبی قوتیں بجائے اصلاح و ترقی کے مزید سامان تباہی پیدا کر رہی ہیں۔

سلطنت عثمانیہ کیوں ایک عرصہ تک خانہ جنگیوں اور بغاوتوں کا جولانگاہ بنی رہی اور ترک موجودہ دور تمدن میں جدید علمیات اور اصلاح و انقلاب کی شاد کامیوں و فائز المرامیوں سے محروم رہے صرف اسلئے کہ مدعیان علم و عقل اور معتقدایان مذہب کی باہمی کشمکش اور تصادم نے عوام الناس کے دماغوں میں خانہ جنگی اور بغاوت کا مواد بھر دیا تھا جس نے مشتعل ہوکر عرصہ تک ترکوں کی توجہ کو اپنی طرف منعطف رکھا اور وہ اپنے مستقبل کو شاندار بنانے کے فکر واہتمام سے مجبور رہے ایران میں بھی یہی خوفناک نزاع عرصہ تک قائم رہی اور آج بھی قائم ہے مصر کے تعلیم یافتہ طبقہ اور قدامت پسندوں میں بھی یہی کشمکش جاری ہے اور سلطنت افغانستان کی تباہی و بربادی کا باعث بھی یہی "تجدد و تقدم" کی جنگ ہی ہوئی اور قدامت پسند دین کے اندھے مقلدوں کے ہاتھوں ایک نئی بنائی سلطنت جہل و اوہام کی نظر ہوگئی۔

عقل و نقل کا یہ جھگڑا آج سے نہیں بلکہ قدیم سے چلا آرہا ہے کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا جس میں یہ دونوں طرح کے خیالات والے لوگ نہ پائے جاتے ہوں بعض لوگ اپنی عقل کے ایسے پابند اور خیالات کے ایسے محکوم ہوئے ہیں اور ہیں کہ جو چیز ان کی عقل وادراک سے خارج نظر آئی اس کا سرے سے انکار ہی کر دیا اپنی عقل نارسا پر اتنا اعتماد اور بھروسہ کیا کہ دین و مذہب کے معاملہ میں خود ہی قانون ساز بن گئے اور انبیائے کرام کی تعلیمات کا مضحکہ اڑاتے رہے یہ گستاخ اور بے ادب اور عقل کے پرستار اتنا نہ سمجھے کہ دین کا معاملہ تمام تر عقل پر ہی ہوتا تو الہامی کتب اور پیغمبروں کے سلسلہ کی ضرورت ہی کیا تھی یہ لوگ ہمیشہ اہل نقل کو سادہ لوح، کم عقل اور بے وقوف سمجھتے رہے برخلاف اس کے بعضوں کی یہ عادت رہی ہے اور ہے کہ جب وہ اپنے کسی بزرگ اور مذہبی مقتدا سے کوئی بات سن لیں خواہ وہ کتنی ہی بے سروپا اور خلاف عقل ہو گمان کے حکم بے چون وچرا مان کر فہم وشعور کو جواب دیدیتے ہیں یہ لوگ مدعیان عقل کو بے ادب، مغرور، نافرمان، ملحد اور بے دین قرار دیتے رہے اور اس طرح دونوں فریق میں قدیم سے ہی یہ نزاع اور اختلاف چلا آرہا ہے۔

اگر مدعیان عقل کو اقتدار حاصل ہوا تو مقتدایان مذہب کا تمسخر اڑایا۔ دار پر کھچوایا اور ہر طرح استیصال کیا اور اگر اہل نقل کا بس چلا تو اہل عقل پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے اور ان کے خون سے ہولی کھیلی۔

عہد عباسیہ میں عقل پرستوں کا بول بالا ہوا اور پھر آہستہ آہستہ متشرعین نے ان پر غلبہ پالیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بغداد کی تباہی پر یہ باہمی چپقلش منتج ہوئی اور بغداد کی تباہی کے ساتھ بتدریج اسلام کا سیاسی نظام بھی درہم برہم ہوتا گیا۔

صرف اہل اسلام کو ہی اس کشمکش اور باہمی جنگ وجدل کا سامنا نہیں ہوا اور یہ نقصان وفتنہ صرف مسلمانوں کی تاریخ سے ہی مخصوص نہیں بلکہ قدیم سے قدیم روایات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نزاع اور خانہ جنگی کسی ایک قوم ایک ملک اور ایک ملت کے ساتھ مخصوص نہیں رہی۔ انسانی آبادی کے ہر حصہ اور ہر طبقہ میں دونوں قسم کی طبیعتیں مصروف پیکار اور سرگرم عمل رہیں کیونکہ عالم و خاص عالم و جاہل اور ذکی و غبی ہر ملک و قوم اور ہر زمانہ میں رہے ہیں اور رہیں گے۔

## کیا فی الحقیقت علم اور دین کی طبائع باہم متضاد ہیں

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ جو علمی دنیا اور قدامت پسندوں کے حلقے میں شور ہو رہا ہے کہ دین اور علم میں نزاع قائم ہے دونوں ایکدوسرے کی ضد ہیں اور دونوں میں عداوت و تنافر کی بنیادیں مخفی ہیں کیا واقعی ایسا ہی ہے سو اس سوال کے حل کرنے کیلئے ہمیں دور جانے کی ضرورت نہیں صرف اتنی ہی بات ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ اگر علم و دین میں کوئی نزاع اور مخالفت ہوتی تو چاہیئے تھا کہ اب تک دونوں فریق میں سے کسی فریق کے حق میں فیصلہ ہوجاتا اور ایک دنیا کسی ایک نتیجہ پر پہنچ جاتی مگر ایسا نہیں ہوا اور نہ آیندہ ہوگا صدیوں سے یہ دونوں نام نہاد حریف پہلو بہ پہلو چلے آرہے ہیں اور انسانیت کی پوری تاریخ اس کا کوئی فیصلہ نہیں کرسکی۔

جہاں مادی علوم کا دھارا نہایت سرعت وقوت کے ساتھ بہ رہا ہے اور انسانی فکر وعمل کا ہاتھ آسمان تک پہنچ رہا ہے وہاں ساتھ ہی دینی روح بھی پوری مضبوطی

کے ساتھ قائم ہے اور مذہب کا آفتاب پوری درخشانی کے ساتھ ضوفشاں ہے بلکہ جوں جوں "مادیت" کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں یقین و ایمان کا غیر متزلزل جذبہ قلوب میں زیادہ راسخ اور استوار ہو رہا ہے خارج میں دین کی آواز خواہ کتنی ہی پست کیوں نہ سمجھی جائے اور مادیت کے شور و غوغے میں "نقار خانے میں طوطی کی صدا" کا مصداق ہو لیکن یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ روح انسانی کے اندر اسکی بنیادیں استوار اور جاگزیں ہیں اور جب مادیت کا دباؤ اٹھ جاتا ہے تو فوراً دینی روح پوری قوت اور روشنی کے ساتھ چمک اٹھتی ہے لطف یہ ہے کہ خود مادیت کے حلقہ سے بھی "روحانیت" کی صدائیں وقتاً فوقتاً بلند ہو کر اس دعوے کی تائید و توثیق کرتی رہتی ہیں پس علم و دین کا صدیوں سے پہلو بہ پہلو چلتے رہنا کوئی فیصلہ نہ ہونا اور دونوں متضاد قوتوں کا قائم و برقرار رہنا اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ علم و دین میں شروع سے کوئی جنگ ہی نہیں حقیقت یہ ہے کہ انسانی ذہن و عمل میں دونوں اپنے اپنے لئے علیحدہ علیحدہ جگہ الگ الگ میدان رکھتے ہیں اور فکر انسانی کے دو جدا جدا مظہر ہیں اس لئے عقل سلیم اور مذہب حقہ میں نہ کبھی تصادم ہوا اور نہ اب ہے اور نہ آئندہ ہوگا بلکہ ایکدوسرے کے لئے باہم ممد و معاون ہیں جیسا کہ میں آگے چل کر بیان کروں گا۔

جب یہ بات ہے تو پھر علم و دین کی جنگ کا شور و غوغا کیسا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو تصادم و احتکاک ہوا پہلے اور اب ہے وہ اس دین و علم میں ہے جو نام نہاد خودغرض اور کورچشم دینی پیشواؤں کا نمیع ہے اور مدعیان عقل کا کم اندیش اور غلط بیں علم ہے جنکے تصادم کے ہولناک اور تباہ کن واقعات و مشاہدات آئے دن ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔

## کیا مسلمانوں کو مکمل خدائی دستور العمل چھوڑ کر کسی اور چیز کی ضرورت ہے

چونکہ مقدس مذہب اسلام کے تمام احکام "فطرت سلیم اور عقل کامل کے مطابق ہیں اور اسلام علم و تمدن کی ترقیات کے ساتھ ساتھ چلتا ہے اس لئے مسلمانوں میں تو عقل و نقل کا تصادم کبھی ہو ہی نہیں سکتا اور نہ ان کو ضرورت ہے کہ وہ قرآن مجید کی رہنمائی اور پیروی کو چھوڑ کر عقل انسانی اور کسی اور تمدنی و معاشرت کی تقلید اور پیروی کریں جبکہ موجودہ علمی و تمدنی ترقی الٰہی کے مذہب کی روشنی میں ہو رہی ہے اور اگر وہ اپنے علم و تمدن کو پس پشت ڈال کر زمانہ کا ساتھ دینا اور ترقی کرنا چاہیں گے تو قیامت تک ترقی نہیں کر سکتے اور اسی طرح ذلیل و خوار اور تباہ و برباد ہوتے رہیں گے کیونکہ ان کا قانون حیات اور ضابطۂ نشو و ارتقاء وہ نہیں جو دنیا کی دیگر اقوام متمدنہ کا ہے بلکہ ان کی جد و جہد اور زندگی و ترقی کا معیار ہی اور ہے جیسے اب میں یہ دکھاتا ہوں کہ اسلام کیا کچھ نہیں جو یورپ کی تقلید کی ضرورت پیش آئے اور عقل و نقل کی جنگ کا میدان کارزار گرم کر دیا جائے۔

## اسلام دین و دنیا دونوں کی ترقی چاہتا ہے

موجودہ دور ترقی میں دولت و حکومت اور علوم و فنون کو معیار ترقی سمجھا جاتا ہے یعنی جو حکمران قوم سب سے زیادہ دولت و سرمایہ رکھتی ہے جس کے افراد میں علمی شغف اور تحقیق و تدقیق کا مادہ ہے اور اس کا فکر و عمل راز کائنات دریافت کر لینے میں سب سے زیادہ بڑھا ہوا ہے وہی قوم آج تہذیب اور ترقی یافتہ خیال کی جاتی ہے بدقسمتی سے مسلمان اس معیار پر پورے نہیں اترتے اس لئے حقیقت اسلام سے بے بہرہ لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ نقص مذہب کا ہے اور اسلامی تعلیمات میں یہ صلاحیت ہی نہیں کہ وہ زمانہ کی ترقیات کے ساتھ ساتھ چل سکیں ان کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ مذہب اور پیروان مذہب دو مختلف چیزیں ہیں اور اسلام کی تعلیمی حقیقت کی علمی جستجو اور تلاش ہے تو وہ صرف اپنے حقیقی سرچشمہ اور تعلیمی مصادر قرآن و احادیث میں ہی ظاہر ہو نظر ہی جا سکتی ہے نہ کہ پیروان مذہب کے فہم و عمل میں یعنی اسلام کی تعلیم کے متعلق کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے اسلام کے تعلیمی مصادر کا کما حقہ علم لازمی ہے بس یہی بنیادی اور اصولی غلطی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں بھی عقل و نقل کی جنگ کی نوبت آئی ورنہ اسلام نے ہرگز ہرگز کسی ایسی چیز سے نہیں روکا کہ اس پر قیام دولت و حکومت ہو اور شریعت اسلام اسکو ناجائز و ممنوع قرار دیتی ہو پس ضروری ہے کہ عروج و ارتقاء کے متعلق اسلام کی تعلیم پیش کر دی جائے تاکہ ہر شخص اندازہ لگا لے کہ واقعی اسلام ترقیات زمانہ کے ساتھ ساتھ چلتا ہے یا نہیں۔

## اسلام اور مال وزر

واضح ہو کہ دنیا تہذیب و تمدن کے مختلف ادوار سے گذرتی رہی اور اقوام عالم ہر دور میں ایک مخصوص معیار قابلیت مانتی رہیں جو رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ بدلتا رہا بالآخر اب سرمایہ داری کا دور دورہ ہوا تو مستقل طور پر دولت کو معیار ترقی مان لیا گیا اور اب اسی معیار کے ماتحت تمام ترقیات کا سلسلہ جاری ہے جو قوم اس معیار سے گر جائے وہ دن بدن قعر مذلت میں گرتی ہی جائے گی اور جو قوم اس معیار پر پوری اترے گی وہی عزت کی زندگی بسر کر سکے گی قرآن کریم نے تو مال و زر کو اس سے بھی زیادہ اہمیت دی ہے اور اپنے متبعین کو حصول دولت کی طرف خاص توجہ دلائی ہے مگر کچھ عرصہ سے مسلمانوں کا فہم و عمل قرآنی معیار سے گر گیا ہے ان کے فہم و استعداد پر تغیرات و حوادث کی صدیاں گذر چکی ہیں اور تعلیمی حقائق پر غلط استدلال اوہام و خیالات اور غلط بینی و کج اندیشی کے موٹے موٹے پردے ڈالدیئے گئے ہیں اس لئے ترقی کی دوسری چیزوں کی طرح مال و زر کو بھی برا کہا جانے لگا ورنہ حقیقتاً اس کے برخلاف ہے۔

قرآن کریم کی بیشمار آیات ہیں جن میں اللہ پاک نے اپنے مومن بندوں سے جہاد بالمال اور جہاد بالنفس کا مطالبہ کیا ہے اور اس کو حصول سعادت اور دینی و دنیوی ترقی کا باعث بتلایا ہے سب جانتے ہیں کہ جہاد اسلام کی روح افضل العبادت ہے اب اگر اللہ پاک ہم کو حصول دولت سے روکتے ہیں تو پھر ہم سے جہاد بالمال کا مطالبہ ہی کیوں کرتے ہیں۔

اسلام کے پانچ ارکان میں سے دو رکن حج اور زکوٰۃ ایسے رکن ہیں جن کی ادائیگی صرف مالدار ہی کر سکتے ہیں ورنہ اگر مال و دولت بری چیز ہے تو پھر زکوٰۃ کس کی ہو گی اور حج کیسے کیا جائے۔

علاوہ ازیں اسلامی عبادات و طاعات کا بیشتر حصہ مثلاً صدقات و خیرات ہدی و قربانی یتیموں بیواؤں مسکینوں مسافروں عام غریب انسانوں اور درویشوں کی امداد و دستگیری جو اخلاق اسلامی اور اخوت انسانی کا منتہائے کمال ہے اور اعمال صالح ہیں یہ فضائل اور مکارم اخلاق صرف مالدار ہی حاصل کر سکتے ہیں جن کی صفت و ثنا میں قرآن کریم میں اُولٰئِکَ لَھُمْ رِزْقٌ

معلوم فرمایا ہے اور جن کی شان میں حضور علیہ التحیۃ والتسلیم فرماتے ہیں الید العلیا خیر من ید السفلیٰ یعنی صاحب سخاوت و عطا کا ہاتھ دست فقیر سوال کنندہ سے بہتر اور افضل ہے غرض خویش و اقارب اور عام پڑوسیوں اور درماندہ انسانوں کی امداد و اعانت اور حق اسی کا تقاضا ہے کہ اسلامی زندگی کے لئے مال و زر لازمی چیز ہے اور یہ سب فضائل سرمایہ داری سے متعلق ہیں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

توانگراں را وقف است و نذر و مہمانی ۔۔۔ زکوٰۃ و فطرہ و اعتاق و ہدی و قربانی
تو کے بدولت ایشاں رسی کہ نتوانی ۔۔۔ جز ایں دو رکعت و آنہم بصد پریشانی

نیز انسان کا مقصد پیدائش ازروئے قرآن عبادت ہے اور قوت سجود و عبادت و طاعت تونگروں ہی کو میسر آسکتی ہے کیونکہ مال مزکی و جامۂ پاک، متاع مصئون اور دل فارغ مالدار ہی رکھتے ہیں جو عبادت کے اہم رکن و شرائط ہیں پس قوت سجود و عبادت تونگروں کے ساتھ ہی مخصوص ہے نہ کہ غریبوں اور مفلسوں کے ساتھ کیونکہ خالی معدہ عبادت تو کیا زندگی ہی قائم نہیں رہ سکتی بہترین اور خالص ترین عبادت وہی ہے جو لقمۂ حلال اور جامۂ پاک کی حالت میں ہو ظاہر ہے کہ یہ چیزیں بغیر مال کے فقیروں کو میسر نہیں آسکتیں کیونکہ سہ

خداوند روزی بحق مشتغل ۔۔۔ پراگندہ روزی پراگندہ دل

یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے الفقر سواد الوجہ فی الدارین یعنی فقیری اور مفلسی دونوں جہان کی روسیاہی ہے یہ اس لئے کہ بغیر مال و زر کے دین و دنیا کا کوئی کام سرانجام نہیں پا سکتا مفلسی کی حالت میں حضور رضا ربی اور ہجوموں میں سوائے شرمندگی اور ندامت کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔

## جملہ معائب کی جڑ افلاس ہے

مالی اور اقتصادی تنزل اور افلاس جس میں آج مسلمان مبتلا ہیں پناہ بخدا ایک ایسی بلائے عظیم ہے جو جملہ مصائب و معائب کی جڑ ہے اس کا بڑا اثر ہر شعبۂ زندگی پر پڑتا ہے روحانیت جاتی رہتی ہے اخلاق فنا ہو جاتے ہیں تمدن و معاشرت کی جڑیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں دماغی اور جسمانی نشوونما میں خلل پڑ جاتا ہے ہمتیں ٹوٹ جاتی ہیں حوصلے پست ہو جاتے ہیں غیرت و حمیت اور امانت و دیانت میں فرق آجاتا ہے اور قوم کی اساسی بنیادوں کو اندر ہی اندر کھوکھلا کر دیتا ہے۔

سورہ نساء کی ایک آیت مال و زر کی حقیقت اور مذکورہ بالا اہمیت کو خوب واضح کرتی ہے ولا تؤتوا السفهاء اموالكم التي جعل الله لكم قياما بیوقوفوں کے مال ان کے قبضہ میں نہ دیا کرو مال ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے کھڑے ہونے کا ذریعہ بنایا ہے یعنی مال ہی سے تم کھڑی رہ سکتی ہیں چونکہ مال و زر قوم کی زندگی ہے اس لئے اس کی حفاظت کا بھی ساتھ ہی اہتمام فرمایا ان المبذرین كانوا اخوان الشیطین فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

## ترقی دولت کے ذرائع اور قرآن

وسائل معاش اور ترقی دولت کے ذرائع عموماً تین ہیں تجارت زراعت اور صنعت و حرفت سرمایہ دار قومیں انہی ذرائع پر عمل کرنے کی بدولت دنیا میں پھل پھول رہی ہیں خصوصاً تجارت کو اس وقت اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ یورپ کی بڑی بڑی سلطنتیں امریکہ جرمنی اور برطانیہ تجارت کے بل بوتے پر قائم ہیں خود ہندوستان میں برادران وطن تجارت کی وجہ سے سونے چاندی میں کھیل رہے ہیں۔ اگر مسلمان قرآن پاک پر غور کریں تو انہیں معلوم ہو کہ اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے فضل اور خیر کے لفظ سے یاد فرمایا ہے اور خصوصیت کے ساتھ اس طرف توجہ دلائی ہے فرمایا جب جمعہ کی نماز کا وقت ہو جائے تو اپنے اپنے کاروبار چھوڑ کر مسجدوں کی طرف آجاؤ اور جب نماز پڑھ چکو تو فانتشروا في الارض وابتغوا من فضل الله پھر منتشر ہو جاؤ اور اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہو کر مال و زر کماؤ بحری تجارت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا قولہ تعالیٰ وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○

(ترجمہ) اللہ وہ بڑی ذات ہے جس نے تمہارے لئے بحر کو تابعدار کر دیا ہے کہ تم اس سے تر و تازہ گوشت کھاؤ اس سے زینت کی چیزیں مثلاً موتی وغیرہ نکالو اور ان کو پہنو اور تم دیکھتے ہو کشتیاں کس طرح دریا کو پھاڑتی چلی جاتی ہیں گویا مست ہاتھی اپنے جوش میں دوڑا جاتا ہے اور یہ اس لئے کہ تم تجارت کے ذریعہ سے رزق طلب کرو۔ اللہ کا احسان جانو اور شکر کرو۔

ایک دوسری جگہ فرمایا۔ قولہ تعالیٰ

اَللّٰهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○

(ترجمہ) اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے دریا کو تابع کر دیا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں جاری ہوں اور تاکہ تم ان کی بدولت رزق اور مال و زر کماؤ اور اللہ کا شکر کرو۔

مذکورہ بالا آیات بینات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس طرح اللہ پاک نے ہمیں بری اور بحری تجارت کی طرف رغبت دلائی ہے اگر مسلمان پھر بھی تجارت کے ذریعہ مال و زر حاصل نہ کریں اور محض گدایانہ حیثیت سے ملازمت ہی کو اپنی ترقی کا ذریعہ سمجھتے رہیں تو پتھر سے اپنی تقدیر کو پھوڑیں حیرانی ہے کہ ایسی صاف و صریح تعلیم کے ہوتے ہوئے انہوں نے کیوں تجارت کو ذریعہ معاش نہیں بنایا اگر قرآن سے نہ واقف تھے اور اس کے معانی و مطالب پر غور کرنے کو گناہ سمجھتے تھے تو کم از کم یہ تو ہر مسلمان کو معلوم تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے تجارت ہی کو اپنی معاش کا ذریعہ بنایا تھا اسی سے سبق حاصل کرتے اور اپنے نبی کی سنت پر عمل پیرا ہوتے مگر یہ تو جب ہوتا کہ ان کے "مولود سے" مولویوں نے انہیں میلاد کی مٹھائیوں فضول خرچیوں اور قیام میلاد پر لڑنے جھگڑنے سے فرصت دی ہوتی آہ ان کمبختوں نے تو اپنے نبی کے ذکر کو بھی ایک رسمی چیز بنا لیا اور یوں اپنی دین اور دنیا دونوں تباہ کر لیں جہاں دین کی اور چیزوں کو فراموش کیا وہاں محبوب و مرغوب عند اللہ شغل تجارت کو بھی بھلا دیا اس پر اندھیر اور ظلم یہ ہے کہ اگر کوئی خیر خواہ ہمدرد ملت مسلمانوں کو یہ مشورہ دے کہ تجارت اپنے ہاتھ میں لو تو کہا جاتا ہے "لو جی ہم یہ بنیوں والا کام اختیار کریں" سبحان اللہ کیا ذہنیت ہے۔ خدا ہی حافظ ہے اس قوم کا جس کی سمجھ اور ذہنیت کا یہ عالم ہو جو اپنے عروج کے وسائل کو اختیار کرنے میں اپنی ذلت و رسوائی سمجھتی ہو۔ اور چند ٹکوں کی ملازمت اور غلامی کو باعث عزت سمجھتی ہو۔ مسلمانو! سوچو اور غور کرو کہ جو کام تمہارے رسول نے کیا ہو وہ تمہارے لئے کس طرح باعث ذلت ہو سکتا ہے بلکہ اس کی پیروی تو تمہارے لئے دارین کی فلاح و بہبودی کی کھلی ضمانت ہے۔ (باقی)

# فلسفۂ صلوٰۃ

(از جناب خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام)

کوئی قوم جب انحطاط کی طرف جاتی ہے تو وہ حقائق سے منہ موڑ کر لفظ پرست ہو جاتی ہے پھر آہستہ آہستہ لفظ پرستی بھی چھٹ جاتی ہے اور اس طرح نہ اصل حقیقت بالکل خاک میں مل کر رہ جاتی ہے یہی حالت درود شریف پڑھنے کی ہے اصول کے لحاظ سے تو یہ مقدس شغل میرے نزدیک نماز سے کچھ ہی کم درجے پر ہے لیکن لوگوں نے جو درت سے صرف تکرار لفظی پر اکتفا کر رکھی تھی اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج بہت سے لوگ نہ صرف ان الفاظ ہی کو چھوڑنے پر آمادہ ہوگئے ہیں بلکہ ان پر معترض بھی ہیں کہا جاتا ہے کہ جب درود شریف ایک دعا ہے جس میں ہم خدا تعالیٰ سے آنحضرت صلعم کی ازدیاد ترقی چاہتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے درجات کی ابھی تکمیل نہیں ہوئی؛ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مرتبہ ضرور آنحضرت سے زیادہ ہوگا کیونکہ جس ترقی کی درخواست سرور کائنات کے لئے متعلق کی جاتی ہے وہ ترقی بطور مثال حضرت ابراہیمؑ کی طرف منسوب کی گئی ہو۔

اس اعتراض کا کسی آریہ کی زبان سے سن لینا تو ایک معمولی بات تھی لیکن آج اچھے طبقہ کے مسلم بھی درود شریف کے متعلق اگر معترض نہیں تو متامل ضرور ہیں یہ ساری مصیبتیں لفظ پرستی کا نتیجہ ہیں کوئی بھی تھوڑی دیر کے لئے تکلیف تحقیق کو گوارا نہیں کرتا۔

## صلوٰۃ کے معنی

یوں تو ہر زبان میں لفظوں کے معنے کئی کئی ہوتے ہیں لیکن عربی الفاظ حقائق و معارف کا خزانہ ہیں اس کا ایک ایک لفظ مختلف معانی کا حامل ہوتا ہے۔ لفظ کا محل و موقع ہی بتلا سکتا ہے کہ کسی خاص مقام پر کسی لفظ کے کیا معنے ہونے چاہئیں یہ حقیقت مسلم ہے۔

لفظ صلوٰۃ کا ماخذ "صلی" ہے اس کے ایک معنے ہیں خدا تعالیٰ سے رحمت و ترقی کی دعا مانگنا' اور دوسرے معنے ہیں بذات خود ترقی کامیابی' رفعت اور مقصد کا پورا ہونا" اور تیسرے معنے ہیں ایسے افعال و اسباب کا جمع کرنا جن کے ذریعہ سے ہم سرسبز اور کامیاب ہوتے ہیں' یہ تینوں معانی مختلف کتب لغت میں موجود ہیں صاحب تاج العروس نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب یہ لفظ آنحضرت صلعم کے متعلق استعمال ہو تو اس کے مخصوص معنے آپکے فرض زندگی یعنی اشاعت و تبلیغ اسلام کی کامیابی کے ہوتے ہیں۔

## صلوٰۃ الٰہی کی تفسیر

یہ چاروں معانی مسلم ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ اس لفظ کے معنے کسی خاص مقام پر کیا ہوتے ہیں؛ یہ امر ظاہر ہے کہ درود شریف پڑھنے کی بنیاد قرآن کریم کی یہ آیت ہے ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اے مومنین تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو آپ فرض کیجئے کہ "صلی" کے معنے دعا کے ہیں اس صورت میں یہ صحیح ہوگا کہ انسان اور فرشتے دعا مانگ سکتے ہیں لیکن آیت تو کہتی ہے کہ خدا تعالیٰ بھی صلوٰۃ بھیجتا ہے اب اگر صلوٰۃ کے معنے صرف دعا کے ہیں تو سوال پیدا ہوگا کہ خدا جو قادر مطلق ہے کس طرح دعا مانگتا ہے لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس لفظ کے معنے اس موقع پر دعا کے نہیں ہیں اب اگر دوسرے معنوں کی طرف توجہ کی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ بالکل صاف ہیں آیت شریف کے معنے یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہمیشہ اس قسم کے اسباب مہیا کرتے رہتے ہیں جس سے آنحضرت صلعم کا مقصد زندگی تکمیل کو پہنچے اور آپ کا نام بلند اور آپکے مشن کی ترقی ہو اور اس موقع پر یہ بھی ہدایت کی گئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے یہ عمل کر رہے ہیں تو اے مسلمانو تم بھی یہی عمل کرو تم بھی ان کاموں میں مصروف ہو جاؤ جن سے حسب تشریح صاحب تاج العروس اشاعت اسلام کی ترقی و تکمیل ہو۔

## صلوٰۃ الٰہی کا عملی نتیجہ

تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ اول تو اسلام روز افزوں ترقی کرتا رہا لیکن وہ باتیں جنھیں ہم خدا اور اس کے فرشتوں کی طرف منسوب کر سکتے ہیں وہ خود بخود لوگوں کا ان اصولوں کی طرف رجوع کرنا ہے جو نہ صرف اسلام ہی کی روح رواں ہیں بلکہ وہ معرکۃ الآرا باتیں ہیں جنہوں نے مذاہب دیگرہ کو اسلام سے جدا کیا اس امر کے ثبوت میں تاریخ کی ورق گردانی کرنا نہیں چاہتا جو آج ہمارے سامنے ہو رہا ہے وہ اس آیت شریف کی ایک کامل تشریح ہے یوں تو آج دنیا نہ صرف بظاہر اسلام سے منہ موڑ رہی ہے بلکہ مذہب کو بھی جواب دے رہی ہے لوگ نہ صرف علی الاعلان اپنے مذہب سے علیحدہ ہو رہے ہیں بلکہ ضرورت مذہب ہی کے منکر ہیں ہاں تعلیم مذہب کی جگہ انہوں نے چند اصول زندگی اختیار کر رکھے ہیں جن پر وہ بطور مذہب چلنا چاہتے ہیں اب اگر ان اصولوں کو غور سے دیکھا جائے تو وہ سب کے سب اسلام کے بنیادی اصول ہیں ہمارا زمانہ کچھ اس قسم کا مبارک زمانہ واقع ہوا ہے کہ ہمیں تبلیغ و اشاعت میں صرف اسی قدر کہدینا ہے کہ جن جن امور کی خاطر دوسرے مذہب والوں نے اپنے مذہب کو چھوڑ رکھا ہے وہ خالصۃً اسلامی نہیں اور ہمیں ان دوستوں کو صرف اسی قدر بتلانا ہے کہ جن اصولوں کے تم اس قدر دلدادہ ہو رہے ہو قرآن نے ان کا نام اسلام رکھا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ قلبی کیفیت اور مذہبی ذہنیت کس نے پیدا کی ہماری حالت جمود تو ظاہر ہے اور جس طرح ہم اس فریضہ حقہ سے الگ ہو چکے ہیں وہ بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے پھر کس نے امور سلطنت میں دنیا کو جمہوریت کا دلدادہ کر دیا ہے؟ کس نے مساوات انسانی کی روح پھونک دی ہے؟ کس نے ذات پات اور رسمی تعزز کو ملیا میٹ کر دیا ہے؟ وہ کون سے اسباب ہیں جنہوں نے ہندوستان جیسی قدامت پسند اور چار دیواری میں رہنے والی قوم کو شدھی سنگٹھن جیسے مفید اصول پر عامل کرا دیا ہے؟ کیوں ہندو احباب آج دوشیزہ بیواؤں پر زور دے رہے ہیں اور دیا قبیل از دواج بیوگان۔ طلاق وغیرہ کے مسائل بھی ہیں دوسری طرف فلسفہ حیات کے لئے اگر کل دنیا مغرب کو دیکھتی ہے تو مغرب میں ذیل کے مضبوط اصول کس مسلمان نے جا کر شائع کئے ہیں؟ توحید مساوات انسانی عالمگیر اخوت انسان کی سرشت کا مکمل اور بے عیب ہونا دنیا میں ادراک کا مادہ پر غالب رہنا وغیرہ وغیرہ یہ اصول اور بیسیوں اور مسائل کل کے کل اسلامی ہیں لیکن اگر آج یورپ ان پر

فریضہ ہے تو یہ انقلاب ہماری کوششوں کا تو نتیجہ نہیں ہے یہ تو آیت زیر بحث کی ایک لفظاً اور عملاً تفسیر ہے اللہ تعالیٰ ہمیں فرماتے ہیں کہ میں اور میرے فرشتے تو مسلمانوں کے قلوب میں اصول اسلام کی طرف رغبت پیدا کر رہے ہیں ہم (خدا) تو ان اصول کی طرف ان کو لا رہے ہیں (یصلون علی النبی) کر رہے ہیں لیکن مسلمانو تم بھی کچھ کام کرو۔ ہم تو دنیا کے لوگوں کو قرآنی اصول کی طرف لا چکے ہیں لیکن تم جاکر انھیں اطلاع دو کہ ان اصولوں کا نام اسلام ہے

## محض لفظی درود ناکافی ہے

معترض اب غور کرے کہ آیت کے یہ معنے کسی تکلف کے محتاج نہیں ایک طرف ان معانی کی موید لغت عرب ہے اور دوسری طرف واقعات عالم اس کی تصدیق کر رہے ہیں ہاں اگر کوئی جماعت ان امور کی منکر ہے تو وہ بھی ہیں جن کا نام مسلمان ہے جس قدر ہی آنحضرت کے ... زمانہ کی تعریف ہو تھوڑی ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو ہم نے تعمیل ارشاد میں تو حد کردی جونہی کسی کی زبان پر آنحضرت کا مبارک نام آیا چاروں طرف سے اللھم صل علی محمد کا شور پڑ گیا لیکن کسی ایک نے بھی اس پر غور نہیں کیا کہ آنحضرت کا مقصد یہ ضرور نہ تھا غرض تو یہ تھی کہ جس وقت آپ کا نام زبان پر آئے اسی وقت ہمیں آپ کے مشن کی اشاعت کا خیال ہو۔

درود شریف کے اگر معنے دعا کے ہی لئے جائیں تو پھر دعا کی حقیقت تو قرآن نے یہ بیان کی ہے کہ جو بات خدا سے مانگی جائے پہلے خود اس کے پورا کرنے کے اسباب پیدا کئے جائیں یعنی ہم کوشش میں اپنی طرف سے کوئی کمی نہ چھوڑیں اور تکمیل کے لئے خدا کی طرف دیکھیں کس قدر افسوسناک بات ہے کہ درود شریف میں تو ہم خدا سے ملتجی ہوں کہ آنحضرت صلعم کا نام بلند ہو مگر ہمارے روزمرہ کے افعال خدا اور آپ کے لئے باعث ننگ ہوں یہ دعا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے مضحکہ اور مذاق کرنا ہے اشاعت اسلام کے سوال کو چھوڑ دیا جائے درود شریف تو اس لحاظ سے اصلاح اخلاق کا بہترین ذریعہ تھا اگر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور کسی شخص کی تعلیم کی کامیابی کا بڑا بھاری ثبوت یہ ہوتا ہے کہ اس معلم کے پیرو اس تعلیم پر عامل ہوں تو محمد عربی کی رفعت ذکر اور آپ کی کامیابی کا ثبوت اس زمانہ میں ہمارے افعال سے ہونا چاہیئے تو پھر درود شریف پڑھنے سے پہلے ہمیں اصلاح اعمال کی فکر کرنی چاہیئے اور گویا ہم یہ کہنے کے قابل ہو جائیں کہ جہاں تک اصلاح اعمال میں ہم سے جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہم کر گزرے اور آگے خدا کا کام ہے اسی طرح لفظ مصلی کے با معانی پر غور کرنے سے اور تشریحات بھی ہو سکتی ہیں۔

## دوسرے اعتراض کا جواب

خدا تعالیٰ نے درود شریف میں کامیابی کا ایک نمونہ جناب ابراہیم کو پیش کیا ہے اور ہمیں اسے نصب العین بنانے کے لئے متوجہ کیا ہے دراصل اس سے مراد تو وہی ہے جو میں لکھ چکا ہوں جناب ابراہیم سے جو برکت و رحمت کا وعدہ تھا وہ اس کی اولاد کے ذریعہ ہونا تھا اگر جناب اسمٰعیل بھی آپ کی اولاد میں سے ہیں اور آنحضرت صلعم اسی باغ کے ایک گل سرسبز ہیں تو جس قدر اسلام کی اشاعت ہوگی وہ اسی برکت کی افزائش ہے جو جناب ابراہیم کو عطا ہوئی جناب ابراہیم اپنی اولاد کے لیے برکت کی دعا مانگتے ہیں خدا تعالیٰ اس دعا کو منظور فرماتے ہیں اور حضرت نبی کریم اپنے آپ کو ابراہیم کی دعا ظاہر کرتے ہیں ہم درود شریف میں خدا تعالیٰ کو اس وعدہ یاد دلاتے ہیں کہ تو نے جس طرح جناب ابراہیم سے برکت کا وعدہ کیا تھا اسکی اجرا جناب اسمٰعیل کی اولاد سے ہوتی ہے اس برکت کے آج ہم وارث ہیں لہٰذا ہمیں وہ توفیق پیدا کر دے جس کے ذریعہ ہم اس برکت کے وارث ہو جائیں جو تو نے جناب ابراہیم کو عطا فرمائی آپ کی اسرائیلی نسل تو باغ روحانیت سے کٹ چکی ہے ہاں دوسری شاخ کے ذریعہ وہ وعدہ کردہ برکت جاری ہے اس کا ظہور آنحضرت کی ذات پاک سے ہوا جس کے نام لیوا آج ہم ہیں۔

# مکافاتِ عمل

(نوشتہ حضرت مولانا مولوی نذیر الحق صاحب قریشی)

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

مسلمان جب واقعی اور سچے مسلمان تھے تو دنیا کی تمام قوموں سے زندگی کے ہر شعبہ میں اعلیٰ اور ارفع تھے اور عروج و ارتقا کی ایک بلند سطح پر تھے نہ صرف یہ کہ وہ خود سربلند و سرفراز تھے بلکہ دنیا کی دیگر پست اور ذلیل اقوام کے لئے سرچ لائٹ کا کام دیتے تھے۔

وہ دنیا کی قوموں میں ایسے تھے جیسے محفل انجم میں ماہتاب یا جیسے کنکروں میں جواہر ریزے وہ دیگر اقوام میں ایسے ممتاز تھے جیسے عام ہرنوں میں نافۂ مشک رکھنے والا ہرن۔ ان کے علم و اخلاق کی نکہت سے تمام عالم معطر تھا اور وہ دنیا کی آنکھ کا تارا تھے۔

مگر آہ آج وہی مسلمان ہر جگہ ذلیل و خوار اور گری ہوئی حالت میں ہیں اب یقین بھی نہیں کیا جا سکتا کہ یہ وہی مسلمان ہیں جو چند صدیوں پہلے تھے اب تو ہمارے لئے اسلاف کرام کی بزرگی اور عظمت و اقتدار کے گیت گانا اور ان کی عظمت پارینہ سے تھوڑی دیر کے لئے دل بہلا لینا بھی باعث شرم و ندامت ہے۔

مسلمانوں کی گذشتہ اور موجودہ حالت کا موازنہ کرنا میرے نزدیک ایک شاعرانہ طرز بیان ہے مختصراً کہا جا سکتا ہے کہ وہ پہلے جتنے بلند تھے اب اتنے ہی پست ہیں جو حالت سے ظاہر ہے کہنے اور توجہ دلانے کی ضرورت نہیں اب سوال یہ ہے کہ یہ انقلاب اور افسوسناک تغیر کیوں ہوا۔ اس سوال کا جواب اور اس کا صحیح حل آج سے نہیں بلکہ نصف صدی سے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام بلاد اسلام میں یکساں طور پر زیر غور ہے مگر اس کا صحیح حل آج تک لاینحل ہے اور ہنوز دلی دور است والا مضمون ہے۔

ہر مسلمان پر یہ امر اچھی طرح واضح ہے کہ مسلمان ایک عرصہ دراز سے انحطاط پذیر ہیں اور یہ بھی کہ ان کے علاج معالجہ کی کثرت کے ساتھ جدوجہد جاری ہے مگر نتیجہ برعکس برآمد ہو رہا ہے اور کچھ عرصہ اور یہی کشمکش باقی رہی اور یہ سوال یونہی لاینحل رہا تو آئندہ کے لئے بھی بہتری کی کوئی ضمانت نہیں پس جب حال یہ ہے تو اس چیز کی تلاش کرنی چاہئیے جس کی وجہ سے یہ روز بد دیکھا یا ہے۔

اس سوال کے مختلف النوع اور متعدد جواب دیئے جا چکے ہیں لیکن اگر میرا قیاس غلطی پر مبنی نہیں تو کہا جا سکتا ہے کہ اب تک کوئی تسلی بخش اور واقعی جواب نہیں دیا گیا نمونتہً چند جوابات نقل کئے دیتا ہوں ناظرین ان کی واقعیت کی نسبت خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ بعض مدبرین ملت فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی عیش پسندی ان کے زوال کا باعث ہوئی اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات تجربہ اور مشاہدہ کے خلاف نظر آتی ہے اور صداقت کی کسوٹی پر غلط اترتی ہے کیونکہ یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ عیش پسندی جو لازمۂ دولت ہے قومی ترقیات اور جہد للحیات کی ضد تو ہے مگر باعث زوال نہیں اگر یہ بات صحیح ہوتی تو سب سے پہلے یورپ کو تخت رفعت سے خاک مذلت پر گرنا چاہئیے تھا کیونکہ جس قدر عیش پسند یورپ ہے اس کا عشر عشیر نہ مسلمان بادشاہوں اور امرا میں تھا اور نہ اب ہے۔ لندن، فرانس اور پیرس وغیرہ کے ایک انگریز کی موجودہ عیش پسندی اور سامان تعیش و فراغت کو ایک پلڑے میں اور محمد شاہ رنگیلے اور واجد علی شاہ کے سامان عشرت کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو یقیناً یورپ کا پلڑا بھاری ہوگا سو اب اگر عیش پسندی مسلمانوں کے زوال کا باعث مانی جائے تو چاہئیے تھا کہ یورپ بر سر تنزل ہوتا حالانکہ وہ بتدریج بام ترقی پر چڑھا چلا جا رہا ہے۔

البتہ یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ یورپ کی عیش پسندی اور مسلمان بادشاہوں اور امرا کی عیش پسندیوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یورپ باوجود عیش پسندی کے غافل نہیں خود اختیاری اور جہد للحیات میں اقوام عالم سے بڑھا ہوا ہے اور محمد شاہ رنگیلے اور نواب واجد علیشاہ وغیرہ دشمن کے سر پر آ پہنچنے تک بھی مشغول عیش و نشاط رہے مگر یہ دوسری بات ہے اس کو نفس عیش پسندی سے کوئی تعلق نہیں اس میں یورپ اور مسلمان برابر کے شریک ہیں صرف چند خصوصیات کا فرق ہے پس یہ جواب بھی مسلمانوں کی تباہی اور ان کے زوال کا باعث نہیں ہو سکتا۔

## مفلسی اور مسلمان

بعض مبصرین کا خیال ہے کہ مسلمان نادار اور قلاش ہیں اس لئے تباہ حال ہیں مگر یہ بات بھی غلط ہے کیونکہ مفلسی بذات خود کوئی چیز نہیں یورپ کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ ان کے بیشتر افراد مفلس اور نادار تھے مگر دولتمندی میں بادشاہوں سے بازی لے گئے اور مفلسی ان کو ترقی کرنے سے نہیں روک سکی۔

اگر ہندوستان کے مسلمان مفلسی کی وجہ سے تنزل پذیر ہیں تو جو ممالک اسلامیہ آزاد ہیں اور ترقی دولت کے ذرائع رکھتے ہیں وہ کیوں گری ہوئی حالت میں ہیں لہذا یہ چیز بھی قابل اعتماد نہیں۔

## اخلاق حسنہ اور مسلمان

کہا جاتا ہے کہ مسلمان اخلاق حسنہ سے محروم ہیں اور حرکات شنیعہ میں دوسری قوموں سے بازی لے گئے ہیں بجائے حسنات و فضائل کے سیئات و رذائل ان کا ذریعہ امتیاز ہے تو چونکہ وہ اخلاقی قوت اپنے پاس نہیں رکھتے اس لئے اخلاق مذمومہ کی کمزوری انھیں خاک مذلت سے اٹھنے نہیں دیتی مگر یہ جواب بھی صحیح نہیں کیونکہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ یورپ باوجود دعائے تہذیب و تمدن کے حیوانی زندگی بسر کر رہا ہے وہ افعال شیطانی جن کا وجود انسانی تہذیب و شرافت کے لئے زہر ہلاہل ہے ان کو تہذیب نو کے غازہ سے خوب چمکا دیا ہے اور ان کو فرحت و انبساط کا ایک ذریعہ بنا لیا گیا ہے لہذا یہ بات بھی قرین صواب معلوم نہیں ہوتی۔

کہا جاتا ہے کہ مسلمان غفلت شعار اور آرام طلب ہیں اس لئے ذلیل اور پست ہیں یہ بات بھی قابل قبول نہیں کیونکہ آج جس قدر بھی محنت اور جفاکشی کے کام ہیں ان میں مسلمان کاریگروں اور مزدوروں کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے برخلاف دیگر اقوام کے کہ وہ ایسے ذرائع معاش رکھتے ہیں جن سے غفلت شعاری اور آرام طلبی

پیدا ہوتی ہے کہ یہی وجہ ہے کہ مسلمان جسمی طاقت میں دوسری قوموں سے ممتاز ہیں پس معلوم ہوا کہ یہ بات بھی غلط ہے۔

## خانہ جنگی اور قومی زوال

بعض ہمدردان ملت فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو نا اتفاقیوں اور خانہ جنگیوں نے اس حالت تک پہنچایا مسلمان فرقہ بند ہوگئے رشتہ اخوت کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور قومی اتفاق و اتحاد کو نفاق و شقاق سے تار تار کر دیا یہ بات بھی اطمینان بخش اور مبنی بر حقیقت نظر نہیں آتی۔

اس میں کلام نہیں کہ نا اتفاقی اور خانہ جنگی حیات اجتماعیہ کے لئے جو مسلمانوں کا مرمایۂ طرۂ امتیاز ہے ملک الموت اور زہر قاتل ہے اور مسلمانوں کی تباہی میں ایک حد تک نا اتفاقیوں اور خانہ جنگیوں کا ہاتھ نمایاں طور پر نظر آتا ہے مگر صرف نفاق ہی کسی قوم کی تباہی اور زوال کا باعث نہیں ٹھیرایا جا سکتا دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشنگوئی فرمائی تھی کہ حضرت عثمان غنی باغیوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمائینگے ان کا مقدس خون آیت فسیکفیکہم اللہ پر گرے گا اور ان کی شہادت سے باب فتنہ وا ہو جائے گا اس پیشنگوئی کے مطابق ایسا ہی ہوا اور واقعی اس وقت سے فتنہ نفاق کا دروازہ کچھ ایسا کھلا کہ اب تک بند نہ ہوا اور مسلم کی تیغ بیدریغ گلوئے مسلم پر اب تک برابر چل رہی ہے

حضرت عثمان غنی کی شہادت سے نفاق اور خانہ جنگی شروع ہوئی جس سے بیشمار اور بے اندازہ قومی نقصانات پہنچے مگر اسی وقت سے مسلمانوں کا عروج و کمال بھی شروع ہوا ان کا رعب و داب اور تسلط و اقتدار برابر قائم رہا اور ان کا شیرازہ پراگندہ نہ ہونے پایا۔ جنگ جمل اور صفین نے اگرچہ مسلمانوں کو نقصان عظیم پہنچایا مگر ان کی جمعیت اور قومی آن بان میں ذرا فرق نہ آیا ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

## صحابۂ کرام کا اختلاف اور قومی وقار

جس وقت حضرت امیر معاویہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے برسر پیکار تھے اور حضرت امیر معاویہ کی صحبت و تربیت رسول سے دوری رنگ لا رہی تھی تو اس خانہ جنگی سے فائدہ اٹھانے کے لئے قیصر نے ارادہ کیا کہ میں آگے بڑھکر سرحد پر قبضہ کر لوں اس کم تاہ اندیش نے ان کو قومی عزت و وقار سے غافل تصور کر لیا اور سمجھ بیٹھا کہ یہی خدانخواستہ تیرہویں صدی کے مسلمان ہیں کہ قومیت متحدہ کے جہاز کو گرداب فنا میں پھنسا دیں گے مگر ذرا ٹس سے مس نہ ہوں گے۔

جس وقت اس پیش قدمی کا علم حضرت امیر معاویہ کو ہوا تو آپ نے ایک زبردست اور زلزلہ انگیز عتاب نامہ روانہ کیا اور اسے تنبیہ کی کہ اے قیصر ہم نے سنا ہے کہ تو اسلامی سرحد پر پیشقدمی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر یہ ٹھیک ہے تو کان کھول کر سن لے اور یاد رکھ کہ اگر تو نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو سب سے پہلا شخص جو حضرت علی کے دست حق پرست پر بیعت کر کے تیرا سر قلم کرنے کے لئے تیرا مقابل ہوگا وہ امیر معاویہ ہوگا۔ اس جذبہ خودداری اور حفاظت اسلام کے جوش کو دیکھکر اس کے ارادوں پر اوس پڑ گئی اور پیش قدمی کی جرأت نہ کر سکا۔

اس حیرت افزا اور ولولہ انگیز واقعہ سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ باوجود شدید اختلاف اور خانہ جنگی کے ان کا قومی عزت و وقار بحال رہا باوجود اختلاف آرائیوں کے وہ مائل بہ پستی نہ ہوئے اور دشمنوں کو برابر نیچا دکھاتے رہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خاص جذبہ اور اسپرٹ ان میں ایسی تھی جس نے ان کو گرنے سے روکا اور وہ برسر اقتدار رہے جو ہم میں نہیں۔

یہ چند اسباب اور وجوہات بطور نمونہ تحریر کر دیئے گئے ہیں اسی طرح اور بہت سے اسباب قرار دیئے جاتے ہیں مگر سب کے سب واقعیت سے کوسوں دور ہیں اور کوئی بھی اطمینان بخش نہیں ہے۔

خواہ مسلمانوں کے تنزل کا کوئی سبب قرار دیا جائے اس کے متعلق یہی سوال ہو سکتا ہے کہ ایسا کیوں ہے یعنی جب تک ان کے زوال کی کوئی علت العلل نہ معلوم کی جائے اس وقت تک تشفی بخش جواب نہیں ہو سکتا معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایسی جامع اور مانع چیز جاتی رہی جس کی کمی سے تمام خرابیاں اور کمزوریاں ٹوٹ پڑیں ان کے امراض کا کوئی منبع ہے جس سے سینکڑوں امراض پیدا ہوگئے ہیں وہ کسی ایسے رہنما کی تربیت اور رہنمائی سے محروم ہوگئے ہیں جس کی وجہ سے وہ برسر عروج تھے۔

بیشک یہ صحیح ہے کہ مذکورہ بالا کمزوریاں اور خرابیاں مسلمانوں میں حد سے زیادہ ہیں اور ذلت و پستی کی علامتیں ہیں مگر تنہا مسلمان ہی ان خرابیوں میں مبتلا نہیں بلکہ دنیا کی تمام متمدن و غیر متمدن قومیں کم و بیش اپنے اندر یہ خرابیاں رکھتی ہیں۔

تو چونکہ مسلمانوں کے مرض کی ابھی تک صحیح تشخیص نہیں ہوئی اسی وجہ سے علاج معالجہ کا نتیجہ برعکس برآمد ہو رہا ہے بلکہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ تمام دوڑ دھوپ بیکار۔ جد و جہد لاحاصل اور چیخ و پکار بے نتیجہ ہے اور یہ حوصلہ شکن مایوسی کا سامنا اس لئے ہوا کہ ہمدردان قوم اور نبض شناسان ملت نے اپنی اپنی معلومات اور خود ساختہ معیاروں پر ان کی تشخیص و تعیین کی اور قومی تنزل و ترقی کے معیار خود مقرر کر لئے حالانکہ وہ اپنے پاس ایک ایسا قانونی دستور العمل رکھتے تھے جس کی شان "تفصیلا لکل شئی" ہے۔

پس جب مسلمانوں کے زوال کے صحیح حل میں دنیا کے تمام بہترین دماغ مختلف ہیں اور اس گتھی کو سلجھانے سے انسانی عقلیں قاصر ہیں کسی ایک حقیقت پر فضلائے امت اور مدبرین ملت متفق نہیں تو آئیے اب خدا کی مقدس کتاب قرآن مجید کی طرف رجوع کریں اور دیکھیں کہ یہ کتاب مبین ہماری پستی و ذلت کی کیا وجہ قرار دیتی ہے جو یقیناً اطمینان بخش ہوگی اور اس لائق کہ تمام تر توجہ اس کی اصلاح پر مرکوز کر دی جائے۔ (باقی آئندہ)

# یقین

(از جناب مولانا عبدالرحمن صاحب بگرامی)

تاریخ اسلام کے اُس زمانہ پر نگاہ ڈالنے سے جو نہ صرف تاریخ اسلام میں بلکہ تاریخ عالم میں اپنی پاکیزگی کے لئے کوئی نظیر نہیں رکھتا اور جسے ایک تاریخی واقعہ کی حیثیت سے خیر القرون کا لقب دیا گیا ہے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ خدا کے چند بندے جو تعداد میں تھوڑے سر و سامان کے لحاظ سے بالکل بے حیثیت، اٹھتے ہیں اور ایک عالم کی کایا پلٹ دیتے ہیں صرف سلطنتوں ہی کو نہیں بلکہ مخلوق کے دلوں اور روحوں تک میں عظیم الشان تبدیلی پیدا کر دیتے ہیں برائی مٹ کر بھلائی آجاتی ہے اور ظلم کی جگہ انصاف قائم ہوتا ہے اس زمانہ کا کوئی دانشمند اس پاک گروہ کے حالات پر جب غور کرے گا ان کی لڑائیوں کے سر و سامان کی فہرست تاریخ کے ورقوں میں دیکھیگا ان کے جنگ کے اطوار دعوت اور تبلیغ کے طریقے معلوم کرے گا تو یقیناً اسے اچنبا ہوگا کوئی بڑا علم النفس کا ماہر اپنے فن کے اعتبار سے کچھ باتیں نکال کر ان کی کامیابی کے اسباب گنانا شروع کرے گا لیکن حقیقت کچھ اور ہے اور ان کی کامیابی کا راز اور انکی تاثیر کے اس قدر جلد اور مضبوطی کے ساتھ پھیلنے کا بھید نہ تو قوت امادی کی باضابطہ اور باقاعدہ مشق میں اور نہ سر و سامان کی بہتات اور زیادتی میں یہ چیزیں وہاں کہاں اور کب تھیں ایک ہی چیز تھی جس نے ان سب مادی چیزوں کی قائم مقامی کی تھی اور اسی کے جوش کے یہ سب کرشمے تھے وہ خدا اور اس کے پاک رسول کی باتوں کا یقین تھا۔ یقین انسان میں طاقت پیدا کر دیتا ہے اسی سے ہمتیں بندھتی ہیں حوصلے پیدا ہوتے ہیں ارادے پورے ہوتے ہیں کسی کام کو شروع کرنے سے پیشتر اگر اس کے انجام کی کامیابی کا پوری گہرائی کے ساتھ یقین ہو، تو پھر اس کام کے پورا کرنے میں کوئی چیز بیچ میں روک نہیں بن سکتی یقین رکھنے والا آدمی ہر مشکل پر غالب آسکتا ہے اور ہر دشواری کو اپنے راستہ سے ہٹا سکتا ہے۔ یقین ہی کا پھل تھا کہ نبی کے پاک ساتھی اسلام کی راہ میں کانٹوں کو بھول جاتے تھے ثواب آخرت کی امیدان کو ہر قسم کی قربانی کے لئے آگے بڑھاتی تھی اور وہ بے جھجک اپنے جان و مال کو نچھاور کر دیتے تھے عذاب کا خوف حساب کتاب کا کھٹکا انکی زندگی کے ہر ہر لمحہ کو نیکی اور بھلائی میں بھری کراتا تھا۔ مایوسیوں کے بادل اور نا امیدیوں کی گھنگھور گھٹائیں ان کے یقین کی روشنی سے چھٹ جاتی تھیں اور بالآخر کامیابی کی صورت ان کے سامنے ہوتی غربت ان کو روک نہ سکتی بے زری مانع نہ ہوتی، کسی کا ڈر، دبدبہ حائل نہ ہوتا کیوں کہ انھیں اپنے مالک کے وعدوں کا یقین تھا آج بھی خدا کا وعدہ موجود ہے اس کا فرمان ہمارے پاس ہے اور کہنے کو ہم اس کے بندے اور فرمانبردار ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ اس کی باتوں کا یقین نہیں۔ یقین کا نہ ہونا ہی تمام مصیبتوں کی جڑ اور ساری بیماریوں کی بنیاد ہے ہم کو اقرار سب باتوں کا ہے اس کی خدائی کا بھی اسکی یکتائی کا بھی مسبب الاسباب ہونے کا بھی حشر و نشر کا بھی حساب و کتاب کا بھی لیکن کیا یقین، پختگی اور مضبوطی ان باتوں پر ہے؟ اس کا جواب ہم میں سے ہر ایک کو اپنی پوری دلی حالت کے ٹٹولنے کے بعد دینا چاہیئے۔

ہم اس کی راہ میں اپنی پونجی نہیں خرچ کر سکتے کیونکہ مستقبل کا کھٹکا لگا ہوا ہے، جان نہیں دے سکتے اس لئے کہ جان پیاری ہے، عیش و آرام ترک نہیں کر سکتے کہ وہ محبوب ہے ان تمام چیزوں کے بدلہ میں جو کچھ آخرت میں ملنے والا ہے اس کی طرف ایک ہلکا سا خیال تو ضرور جاتا ہے لیکن ان کے ملنے نہ ملنے پر دل کو دُبدھا ضرور ہے اور جب تک یہ دبدھاہٹ کر یقین سے نہ بدلیگا خدا کے وہ وعدے بھی ہم پر پورے نہیں ہو سکتے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ ایک پرانی وضع کا ہندوستانی شریف اپنے پہناوے اپنے اٹھنے بیٹھنے کے ہر لحظہ میں محفل کے آداب اور مجلس کے آئین کا کیا لحاظ رکھتا ہے کیونکہ لوگوں کی انگشت نمائی کا خطرہ ہے اور اسی طرح ایک جنٹلمین کوئی بات اٹیکیٹ کے خلاف نہیں کر سکتا اس لئے کہ اسے ہر دم سوسائٹی کی گرفت کا اندیشہ ہے دونوں اپنی اپنی جگہ محض اندیشہ اور خطرہ کی بنا پر بندھے بندھائے اور پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں لیکن ہم مدعی اسلام و ایمان جنھیں اپنی زندگی کے ہر لمحہ کا حساب دینا ہے اور وہ بھی ایسے مالک کے روبرو جو ہر کھلی چھپی بات سے آگاہ پھر بھی ہم برائیوں کے کرنے میں شیر اور گناہگاریوں میں دلیر ہیں ہم اسلام کی عزت کو ابڑھانے اور کلمۃ اللہ کو اونچا کرنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں مصیبتیں ہمارا آگا روک لیتی ہیں اور مشکلیں ہمیں پیچھے ہٹا دیتی ہیں ہم قرآن کریم میں پڑھتے ہیں ان اللہ لا یخلف المیعاد خدا اپنے وعدہ کو پیچھے نہیں کرتا لیکن دل اس پر یقین نہیں کرتا اس لئے قدم آگے بڑھنے سے رک جاتے ہیں ہندوستان میں آزادی کی تحریک اٹھی ہزاروں آدمی اس جنگ میں آگے بڑھے اور پیچھے ہٹ گئے کیونکہ وہ اپنی کامیابی کے یقین سے خالی تھے یقین رکھنے والی تھوڑی سی فوج ان ہیڑ کے مقابلہ میں کامیاب ہوگی جو خود اپنی طرف سے اپنے اندر شبہ رکھتی ہے یقین کامیابی کا چشمہ ہے اور شک ناکامی و نامرادی کی نشانی کامیابی چاہتے ہو تو یقین پیدا کرو۔ وانتم الاعلون ان کنتم مومنین اگر یقین رکھتے ہو تو تم ہی سرفراز ہو۔

## حیات سلطان صلاح الدین اعظم

جس سے آپکو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کیا ہوا تھا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے مٹھی بھر مجاہدوں کے ساتھ ان دشمنان اسلام عیسائیوں کو نیست و نابود کرکے ان کی آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا کتاب کو پڑھتے پڑھتے مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی سفاکی و نامرادی کی وہ سین آپ کی آنکھوں میں آئینگے کہ جس سے آپ کا مجاہدانہ خون جو مدتوں سے سرد ہو چکا ہے فی الفور گرم ہو جائیگا اور آپ میں حریت و آزادی کا ایک خاص ولولہ پیدا ہو جائیگا کتاب کے شروع میں سلطان کا عکسی فوٹو دیا گیا ہے قیمت صرف دو روپے محصولڈاک ۷ رکل ۲ عہ

(منیجر جمیعۃ پریس دہلی سے منگائیے)

# قلت و کثرت

(از مولانا عبدالرحمٰن صاحب بگرامی)

اس وقت ہندوستان کی آب و ہوا میں جو ناسد جراثیم پیدا ہو گئے ہیں اور اس کی وجہ سے طرح طرح کے جو امراض ہمارے قومی جسم میں سرایت کر گئے ہیں ان میں سے ایک مسلمانوں کی تعداد اور گنتی کی کمی زیادتی کا سوال بھی ہے۔ یہ سوال آجکل ہمارے اچھے اچھے دماغ رکھنے والوں کو پریشان کئے ہوئے ہے اور اسی خطرہ اور ڈر نے ہمارے بڑے بڑے کاموں اور خصوصاً ملکی آزادی کے کام میں رکاوٹ ڈال رکھی ہے بظاہر یہ خطرہ معلوم بھی سخت ہوتا ہے اس لئے کہ سات اور اکیس کے جھگڑے میں کون نہ کہیگا کہ جیت تو اکیس کی ہونی چاہیئے اپنے اپنے جیتے کیڑا ہونے کے دنیا میں سب ہی خواہشمند ہوتے ہیں البتہ اس خواہش کے پیچھے جو ڈر اور خوف چھپا ہوا ہے اس سے تو ہر ایمان رکھنے والا اور قرآن کی تعلیموں کو جاننے والا انکار اور سخت انکار کریگا میدان جیتنے کے لئے گنتی کہاں کام آتی ہے۔ گنتی اس لئے بڑی ہے کہ پروردگار کے حکم ماننے والی جماعت بڑی ہے اس لئے نہیں کہ تم اس سے کوئی لڑائی فتح کر دو گے تاریخ موجود ہے دیکھ لو کہ تھوڑے آدمیوں نے جو کام کئے وہ بہتوں سے نہ بن سکے خدا کے چند بندوں نے جو تبدیلی پیدا کی وہ بعد کو پھر تو ہزاروں سے نہ ہو سکی بلکہ کبھی کبھی تو کثرت نے نقصان ہی پہنچایا ہے کثرت کا خیال غرور اور لاپرواہی پیدا کر دیتا ہے حنین کی لڑائی میں جیسا ہوا قرآن کریم نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اذ اعجبتکم کثرتکم کہ جب تمہاری تعداد کی زیادتی نے تم میں گھمنڈ پیدا کر دیا پھر پروردگار نے پہلے شکست دی کہ اس گھمنڈ کا بدلہ ہو اور تب اسی کی مہربانی نے فتح دلائی حوصلہ اونچا ہو، ہمت بلند، ایمان موجود ہو، اور خدا کی تائید اور امداد کی امید ہو پھر وہ کسی طرح بھی توڑے نہ ٹوٹے تو پھر شمار اور گنتی کی کوئی پوچھ نہیں ہم جب اخباروں میں پڑھتے یا کبھی اپنے کانوں سے سنتے ہیں کہ کثرت تعداد رکھنے والی ہماری ہمسایہ قوم کے بہت سے نامی اور مشہور رہنما کیسے خوف اور ڈر کا اظہار کرتے ہیں اور طرح طرح کی تدبیریں بتا کر اپنی قوم کو بہادری کی دعوت دیتے ہیں تو ایک طرف ہمیں اس پر افسوس آتا ہے کہ یہ لوگ بزدلی کی اصل جڑ غلامی کو کھودتے ہوئے تو بچکچاتے ہیں پھر ان کی یہ پکار کیسے کامیاب ہو سکتی ہے۔ دوسری طرف ان کی حالت دیکھکر قلت کا رونا رونے والوں پر ترس آتا ہے کہ وہ کثرت کے اس چلتے پھرتے سبق کو کیوں نہیں دیکھتے اور یہ دیکھکر کیوں عبرت نہیں حاصل کرتے۔ کیا تماشا ہے کہ قلت کثرت سے خوف کھائے اور کثرت قلت سے سہمی ہوئی ہے دونوں کے دل کمزوری اور بزدلی سے بھرے ہوئے ہیں نہیں تو ہندو اور مسلمان ایک دوسرے سے مطمئن ہو کر تیسری طاقت سے جو صرف ان کے جسموں پر نہیں بلکہ روحوں پر مسلط ہے چھٹکارا حاصل کرتے ہندو بھائی بھی ہماری بات پر کان دھریں اور مسلمانوں کو تو پورے زور سے ہم جتلانا چاہتے ہیں کہ یہ ڈر اور خوف ہمارے ایمان پر ایک دھبہ ہے ہم سب کو کمزوری کی اصل بنیاد تک پہنچنا چاہیئے ایک تو یہی غلامی ہے اور دوسرے اپنے اندر کا اضمحلال اور خود اپنی طاقت پر اعتماد کا نہ ہونا اور مذہبی حیثیت سے دیکھا جائے تو ایمان کا صحیح نہ پایا جانا ہے ہم مسلمانوں کو ان لوگوں کی باتوں پر دھیان نہ دینا چاہیئے جو ان کے خلاف اپنے آدمیوں کو اکساتے رہتے ہیں تم کو اپنا کام اور وقت کا سب سے مقدم کام کرنا چاہیئے اگر کوئی قوم اپنی ترقی کی فکر دل میں لگی ہے اپنے کو بڑھا کر سچائی کے ساتھ نوع انسانی کی خدمت کرنا چاہتی ہے تو ہمارے لئے اس میں کوئی رنج کی بات نہیں اور اگر کچھ لوگ عقلمندی سے اپنی قومی بھلائی ہماری برائی میں جانتے ہیں تو ہم بڑی خوشی سے انھیں ایسا کرنے کی اجازت دیتے ہیں کیونکہ اول تو ہم جانتے ہیں کہ ہندوستان کے دیس میں کوئی قوم ہمارا بُرا چاہکر اپنی بھلائی نہیں پا سکتی دوسری بات یہ ہے کہ ہم اپنی جگہ اگر اچھے اور مضبوط کام کرنے والے ہیں تو ہر شکل سے نہیں کوئی نقصان پہنچا سکے گا ہم یہ بات صاف دیکھ رہے ہیں کہ قلت قلت کی پکار ہمارے دلوں میں کیسا برا اثر کر رہی ہے اور واقعتاً یہ احساس دن پر دن ہمارے دلوں میں اس طرح گھر کرتا جاتا ہے کہ اس سے ہماری قوتوں کو سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہوا ہے ایک بزرگ مولانا مسعود علی ندوی کی یہ بات ہم کو بہت پسند آئی کہ لوگ اس لئے روتے ہیں کہ ہم ہندوستان میں صرف سات کروڑ ہیں اور میں غم کرتا ہوں کہ افسوس مسلمان سات کروڑ ہیں اگر وہ سات لاکھ ہوتے تو اچھے ہوتے کہ وہ منتظم ہوتے ان کا جوش ضایع نہ ہوتا اور ان کی قوت عمل برباد نہ ہوتی یہ ایک بڑی تاریخی حقیقت ہے اور اسلامی شان و حوصلہ کی بات ہے تو پھر کھرا سونا سیروں کھوٹے تانبے سے بہتر ہے عالم کے واقعات نے بارہا اس کا ثبوت دیا ہے مسلمانوں کا ماضی اس پر گواہ ہے اور مستقبل اس کی گواہی کے لئے تیار ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ مستقبل کو بہتر بنانے کے لئے ہمارے حال کی درستی مقدم ہے اور حال کی پستی کا علاج کے بندھنوں کو توڑے بلکہ کیا امکان ہے احکام الٰہی کی نافہمی اور دینی تعلیم کے ماتحت اضافہ کی خواہش بالکل دوسری چیز اور خوف کھا کر اپنے کو دو گنا چوگنا کرنے کی آرزو بالکل الگ ہے۔ افسوس ہے کہ جماعت علما جس کو اس خطرہ سے سب کے مقابلہ میں کم اثر لینا چاہیئے تھا وہی اس سے زیادہ متاثر نظر آتی ہے اور یہ بھی ہماری بدبختیوں میں سے ایک بدبختی ہے۔

---

# زبردست مقابلہ

(از جناب مولانا عبدالماجد صاحب بی۔اے)

کہا جاتا ہے کہ ہندوؤں نے مسلمانوں پر عرصۂ زندگی تنگ کر رکھا ہے ہر طرح وہ انھیں پامال کر رہے ہیں اور مسلمان بالکل مجبور ہو گئے ہیں کہ اپنی حفاظت کے لئے میدان جنگ میں اتریں اور زور شور کے ساتھ اپنی اس ہمسایہ قوم کے ساتھ مصروف پیکار ہو جائیں۔

صورت حال بے شبہ ایسی ہو گئی ہے کہ مقابلہ، پر زور مقابلہ اور پوری ہمت و قوت کے ساتھ مقابلہ ہونا چاہئے مسلمانوں کو اپنی جوانمردی پر ناز ہے وقت آگیا ہے کہ اس کا ثبوت عمل سے دیا جائے طبل جنگ پر چوٹ پڑ چکی مہلت کی آخری گھڑی ختم ہو چکی، فرصت و انتظار کے آخری لمحے گزر چکے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ مقابلہ ہو کس صورت سے؟ کیا ہمیں اس کے لئے فوج کشی کی ضرورت پڑے گی؟ کیا اس کے لئے ہمیں توپوں اور طیاروں کو فراہم کرنا ہوگا؟ کیا اس کے لئے ہمیں سیاسی چالوں کا ماہر ہونا چاہئے؟ ظاہر ہے کہ جنگ میں ہمیں کامیاب ہونے کے لئے ضرورت صرف ان اسلحہ کی ہے جن کی بنا پر حریف کو قوت حاصل ہے اگر ٹھیک اسی قسم کے آلات و اسلحہ جو حریف کو حاصل ہیں ہم اس سے زائد قوت کے تیار کر سکیں، تو ہماری فتح یقینی ہے غنیم کے پاس اگر کوئی توپ دس میل کی مار کی ہے تو ہمارے پاس بیس میل کی مار کی توپ ہونا چاہئیے۔

تجربہ بتاتا ہے کہ حریف کے پاس سب سے بڑی توپ لوہے اور فولاد کی نہیں بلکہ اس کے اندرونی انتظام، اس کی باہمی تنظیم اس کی آپس کی شیرازہ بندی، اس کی جماعتی ڈسپلن کی ہے اور صرف یہی وہ شئے ہے جو ہندو قوم کا اقبال ہے اور جو ہندو قوم کی زندگی ہے ٹھیک اسی کے مقابل اسی شے کے قحط و نایابی نے مسلمانوں کو کمزور و ناتوان بنا دیا ہے مغلوب و ذلیل کر رکھا ہے اور ان کی قومی زندگی پر موت کی غشی طاری کر رکھی ہے۔

ہندو قوم صحیح معنوں میں "قوم" کہی ہی نہیں جا سکتی اصلاً "قوام"، و شیرازہ بندی کی کوئی چیز اس کے پاس نہیں، وید مقدس کا الہامی ماننا ہر ہندو کے لئے لازمی نہیں۔ گیتا پر ایمان رکھنا ہندو ہونے کے لئے ضروری نہیں پرانوں کے انکار کے بعد بھی بآسانی ہندو رہنا ممکن ہے کسی ایک اوتار پر سب ہندوؤں کا اتفاق نہیں کوئی ایک طریقہ عبادت سب ہندوؤں میں مشترک نہیں کوئی ایک عقیدہ سب ہندوؤں کے لئے لازمی نہیں۔

کسی ایک تیرتھ یا زیارتگاہ کا تقدس سب ہندوؤں کے نزدیک مسلم نہیں حد یہ ہے کہ شاید خدا کا قائل ہونا بھی ہندو ہونے کے لئے ضروری نہیں۔

لیکن بلحاظ عمل حالت یہ ہے کہ اپنے فرقہ وارانہ اختلاف کے باوجود اہم قومی و جماعتی مسائل میں تمام ہندو ایک مرکزی نقطہ پر آکر جمع ہو جاتے ہیں کل ہندوؤں کی آواز ایک ہو جاتی ہے اور کثرت وحدت میں تبدیل ہو جاتی ہے آریہ سماجیوں اور سناتن دھرمیوں کے عقائد ایک دوسرے سے زمین و آسمان کا فاصلہ رکھتے ہیں لیکن ہندو قوم کی فلاح و بہبود میں مالوی جی اور سوامی شردھانند ایک ساتھ ہم

پر خلوص یگانگت کے ساتھ مل کر کام کرتے نظر آتے ہیں سیاسی اختلافات ہر بڑی جماعت کے درمیان پیدا ہونے لازمی ہیں ان کے درمیان بھی ہیں با ایں ہمہ ہر پارٹی کے اخبارات و درسگاہیں اور دوسرے نظامات کافی ترقی کے ساتھ اپنی اپنی زندگی کا ثبوت دے رہے ہیں سب سے بڑھکر گائے کی حفاظت کا ایک ایسا مرکزی نقطہ انہوں نے پیدا کر لیا ہے جس پر کم و بیش ہر طبقہ و عقیدہ کے ہندو متحد ہو جاتے ہیں۔

خدا نے اسی نعمت کا سب سے بڑا حصہ مسلمانوں کو بنایا تھا کوئی مسلمان کسی فرقہ اور کسی ملک کا ہو تمام عالم کے مسلمانوں کے ساتھ ایک بڑی حد تک اپنی مشترک زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے تمام عالم کے مسلمانوں کے لئے عقیدۂ توحید لازمی ہے تمام مسلمانوں کے لئے رسول خدا صلعم کے ساتھ نسبت لازمی ہے، تمام مسلمانوں کو قرآن پاک پر ایمان رکھنا لازمی ہے، تمام مسلمانوں پر کعبہ کو اپنا قبلہ عبادت ماننا لازمی ہے تمام مسلمانوں کا طریق عبادت ایک عبادت ہے تمام مسلمان بحکم مذہب ایکدوسرے کو بھائی سمجھنے پر مجبور ہیں غرض اس طرح تمام عالم کے مسلمانوں میں رشتۂ اتحاد واشتراک پیدا کرنے والی ایک نہیں متعدد چیزیں موجود ہیں۔

یہ تعلیم تھی لیکن عمل کیا ہے؟ عمل یہ ہے کہ شیعہ و سنی، صوفی و عالم، مقلد و غیر مقلد، اہل حدیث و اہل قرآن لاہوری و قادیانی، دیوبندی و بدایونی، فرنگی محلی و بریلوی شاید ایک دوسرے سے دست و گریبان رہنا ہی اپنی سب سے بڑی عبادت خیال کرتے ہیں اور اسلامی اخبارات کے نزدیک شاید آجکل کسی مسلمان معاصر کو بدنام و رسوا کر دینا ہی سب سے بڑی قومی خدمت ہے روشن خیال و تعلیم یافتہ گروہ کی ساری کوشش یہ ہے کہ علماء کو ہر میدان میں زبردست شکست دے اور علمائے کرام اس فکر میں لگے ہوئے ہیں کہ انگریزی خوانوں کے وجود سے تمام قومی مجلسوں کو پاک کر کے خود ان پر قبضہ کر لیا جائے ہر بڑی انجمن، ہر مشہور مجلس گویا اس امر کو اپنا ایک مقصد بنائے ہوئے ہے کہ دوسری اسلامی انجمنوں اور مجلسوں کو زیادہ سے زیادہ نقصان کم سے کم مدت میں پہنچا دیا جائے۔

یہ ہے ہندوؤں اور مسلمانوں کے موجودہ حالات کی کیفیت اور اس پر ہماری شکایت فلک کجرفتار سے ہے کہ اس کی گردش ہمیں کیوں پیسے ڈالتی ہے۔ الزام فاتح کین و مکان پر ہے کہ اس نے اپنوں اور بیگانوں کو چھوڑ کر بیگانوں کو سرافراز کرنا شروع کر دیا ہے، فریاد اپنے رسول برحق سے ہے کہ امت کی دستگیری ترک فرما دی گئی ہے کیا ہمارے بزرگوں اور عزیزوں نے کبھی یہ سوچا ہے کہ ہماری اس حرمان و بدنصیبی اس ذلت و خواری میں خود ہمارے قصوروں کا بھی کچھ حصہ شامل ہے؟ غصہ ہم ہندوؤں پر کرتے ہیں کیا ہمارے نفوس خود اس غصہ کے مستحق نہیں؟ بدلہ ہم ہندوؤں سے لینا چاہتے ہیں کیا زیادہ قرین و انصاف نہ ہوگا کہ اس کی ابتدا ہم خود اپنی جانوں سے کریں؟

ہم چند مسلمان جہاں ایک ساتھ ہو کر بیٹھتے ہیں تو قومی و اجتماعی زندگی سے متعلق ہمارا سب سے زیادہ دلچسپ مشغلہ کیا ہوتا ہے؟ یہ کہ فلاں فلاں لیڈر

روپیہ کہا گئے فلاں فلاں اشخاص بے ایمان اور غدار ثابت ہوئے فلاں فلاں اشخاص سے اتنی غلطیاں صادر ہوئیں وغیرہ نہ تھا۔ نتیجہ یہ لازمی طور پر نکلا کہ اس وقت مسلمانوں میں زیادہ سے زیادہ ایثار اور بڑی سے بڑی خدمت کرنے والا کوئی فرد بھی ایسا نہیں جو انتہائی بدگمانیوں کا شکار نہو اور جس کی شہرت و نیک نامی کو صدمہ پہنچانے والے بدتر سے بدتر قصہ و افسانے عام طور پر مشہور نہوں یہ اس قوم کا طرز عمل ہے جس کو بدگمانی سے بچنے غلط افواہوں کے بار بار نہ کرنے اور غیبت و بدگوئی سے الگ رہنے کی خاص طور پر تاکید ہوئی تھی کیا ہندو قوم کا بھی برتاؤ علی العموم اپنے خادموں اور کارکنوں کے ساتھ ایسا ہی دلشکن و دلخراش ہے؟

اخبارات روزانہ و ہفتہ وار، انگریزی و اردو دونوں اس وقت مسلمانوں کے ہاتھ میں اچھے قسم کے موجود ہیں، لیکن ان میں سے کسی ایک کی بھی حالت قابل اطمینان ہے؟ علمی و ادبی رسائل مسلمانوں کے ہاتھ میں متعدد ہیں کتنوں کی اشاعت معقول ہے؟ تصانیف اردو زبان میں (جسے مسلمان اپنی زبان کہتے اور سمجھتے ہیں) ہر سال مفید و بلند پایہ نکلتی رہتی ہیں ان کی طرف مسلمان قوم کو کس حد تک توجہ ہے؟ کیا یہی برتاؤ ہندوؤں کا اپنے اخبارات، اپنے رسائل اور ہندی زبان کی تصانیف کے ساتھ بھی ہے؟

اسلامی انجمنیں، اسلامی درسگاہیں کس کثرت سے اس وقت موجود ہیں اور سب ایک ہی طرز و نمونے کی نہیں بلکہ بالکل مختلف مقاصد کے ساتھ بالکل مختلف کارکنوں کے ہاتھ میں ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسی ہے جو

سرکاری امداد بغیر کسی رئیس کی سرپرستی کے محض قوم کی توجہ و ہمدردی کے سہارے پر چل رہی ہو؟ تعلیم، تبلیغ، خلافت، تنظیم کتنے کاموں کا ہم نے اعلان کیا مگر کسی نمنے کے متعلق بھی ہم اپنی سرگرمی کو قائم رکھ سکے؟ کسی فنڈ کو ہم اندرونی نزاعات سے محفوظ رکھ سکے۔ علیگڈھ، دیوبند، ندوہ، جامعہ، ان میں سے کسی کو خارجی اعانت سے قطع نظر کرکے محض اپنی توجہ و ہمدردی سے زندہ رکھ سکے ہیں؟

پھر کیا ہندوؤں کا بھی یہی برتاؤ اپنی درسگاہوں اپنی انجمنوں، اپنی سبھاؤں اور اپنے گئوشالوں کے ساتھ ہے!

کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ جس قوم کو سب سے پہلا سبق انما المومنون اخوۃ کا ملا تھا جو امت دنیا کو اتفاق و یکجہتی کا درس دینے آئی تھی جس ملت کا طغرائے امتیاز رحماء بینھم تھا وہی آج تفریق و انتشار کی انتہائی گہرائی میں پڑی ہوئی ہے اور اس حد تک مسخ ہو چکی ہے کہ اپنی اس پستی کا بھی احساس نہیں رکھتی اور بجائے اپنے تئیں ملزم قرار دینے کے دوسروں پر الزامات رکھنے میں ذرا نہیں شرماتی ایک شور برپا ہے کہ ہندو مسلمانوں کو مٹائے ڈالتے ہیں کوئی ان غیرتمند بھائیوں کو سمجھائے کہ محض ہندو کیا معنی اگر ساری دنیا بھی متحد ہو کر انھیں مٹانا چاہے تو نہیں مٹا سکتی جو شئے ان کی مٹانے والی ہے وہ خود ان کی نفسانیت و خودغرضی اور باہمی رشک و حسد ہے جس روز اپنے اس بڑے اندرونی دشمن کو انھوں نے زیر کر لیا دنیا کی کوئی قوت ان پر فتح نہیں پا سکتی۔

(*)

# رسالہ تعلیم الاسلام

بعض اہل خیر مدت سے اس خیال میں تھے کہ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہترین رسالہ ایسا جن سے بچوں کی تعلیمی استعداد و ترقی کے ساتھ مسائل دینیہ بھی ذہن نشین ہوتے جائیں تالیف کئے جائیں انہوں نے حضرت فاضل علامہ مولانا مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کی خدمت میں اپنا خیال پیش کیا حضرت ممدوح نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضرورت کا لحاظ فرما کر تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی تعلیم کے لئے ایک بہترین نصاب تیار فرمانا شروع کیا۔ مولانا ممدوح ایک فاضل مفتی اور جمعیۃ علمائے ہند کے صدر ہیں مسائل فقہیہ ہی آپ کی مہارت تمام ہندوستان میں مشہور و معروف ہے بچوں کی حالت اور تعلیمی ضرورت سے بھی آپ پورے طور پر واقف ہیں تعلیم الاسلام میں عبارت کی آسانی اور مضامین کی ترتیب کا خاص طور سے لحاظ رکھا گیا ہے بچوں کے اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالنے والے الفاظ سے احتراز کیا گیا ہے اسی طرح مسائل بھی تدریجی طور پر مختلف نمبروں میں بیان کئے گئے ہیں تاکہ بچوں کے ذہن آسانی کے ساتھ قبول کرتے جائیں طریقہ بیان بطور سوال و جواب کے رکھا گیا ہے تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور اچھی طرح یاد کرلیں۔

ان رسالوں سے پہلے پڑھانے کے لئے ایک قاعدہ بھی مفتی صاحب نے مرتب فرمایا ہے بہرحال مذہبی تعلیم کے لئے یہ سلسلہ بہت مفید اور معتبر ہے جس کی خوبیاں دیکھنے اور تجربہ کرنے سے معلوم ہونگی۔

اب تک اس سلسلہ کے رسالوں کی مجموعی تعداد دو لاکھ انتیس ہزار چھپ چکی ہے اور اب تک مدارس اسلامیہ اور قومی اسکولوں کے درس میں داخل کر لیا گیا ہے۔ برہما بنگال۔ یوپی۔ پنجاب۔ گجرات میں خصوصیت کے ساتھ پسند کیا گیا ہے اور بیرون ہند افریقہ وغیرہ میں برابر جارہا ہے ان رسالوں کی گجراتی۔ بنگالی۔ برہمی۔ اور مرہٹی زبانوں میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔ بعض اہل خیر کا یہ خیال بھی ہو رہا ہے کہ انگریزی میں بھی ترجمہ کرایا جائے یہ مقبولیت عامہ کی کھلی اور روشن دلیل ہے

قاعدہ کے علاوہ چار نمبر اب تک تیار ہو چکے ہیں ان چاروں نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے۔ طہارت نماز روزہ اور زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد میں توحید۔ کتب آسمانی ملائکہ جنت دوزخ عذاب و ثواب معجزات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مکمل و مفصل بیان و تشریح صحابہ کرام اور اولیاء اللہ اور کرامات اولیاء اللہ کا ذکر اور اس کا ثبوت۔ قیامت کے متعلق علامات و معلومات کا ذخیرہ اور مسئلہ تقدیر کے متعلق بیان عام فہم جو بچوں اور عورتوں کے ذہن میں جلد آسکے نہایت دلنشین اسلوب طریقہ سے بیان کیا گیا ہے اعمال صالحہ کا حال اور کفر و شرک بدعات وغیرہ کا مفصل بیان کیا گیا ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے یعنی

**کامل سٹ پانچ حصے عہ مجلد ۱۲ علاوہ محصولڈاک**

**منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# ترکی جمہوریہ میں چند روز

(ایک سیاح کے قلم سے)

ٹرکی بالکل بدل گئی لیکن قسطنطنیہ کی ظاہری شکل و صورت میں کوئی فرق نہیں جب میرا جہاز شاخ زریں میں داخل ہوا تو قسطنطنیہ ویسا ہی دلفریب نظر آیا تھا جیسا سلطان عبدالحمید خاں ثانی کے عہد میں وہی شاندار محلات تھے وہی خوشنما عمارتیں تھیں اور وہی مساجد کے دلکش گنبد جب میں قسطنطنیہ کی سڑکوں پر سے گذرا تو مجھ کو انقلاب کی جھلک نظر آئی مصطفےٰ کمال پاشا نے قسطنطنیہ یا استامبول کو مستقر حکومت ہونے کے شرف سے محروم کر دیا ہے لیکن وہ قسطنطنیہ کی جاذبیت میں کوئی کمی نہ کر سکے قسطنطنیہ کا منظر آج بھی ویسا ہی پر کیف ہے اور اس میں مشرقی شان امارت کے دلکش نظارے اب بھی اسی طرح نظر آتے ہیں۔

ترک صدیوں سے یورپ میں رہتے ہیں یورپین معاشرت ان کے لئے کوئی نئی چیز نہیں ہے اور چونکہ قسطنطنیہ تہذیب و تمدن کا مرکز رہا ہے اس لئے یہاں پوشاک کی تبدیلی کچھ زیادہ نمایاں نظر نہیں آتی ہے سیاحوں کو فرق صرف یہ نظر آتا ہے کہ پہلے مردوں کے سر پر خوشنما لال ٹوپی ہوتی تھی اب وہ ناسر ولین قسم کی چھجہ دار مغربی ٹوپی پہنتے ہیں ہاں ترکی عورتوں میں زیادہ انقلاب نظر آتا ہے ترکی عورتیں آزادی کے ساتھ باہر تو پہلے بھی نکلتی تھیں لیکن ان کے چہروں پر آنکھوں کے نیچے ایک باریک نقاب ہوتا تھا لیکن اب اس نقاب نے جو پہلے آنکھوں کے نیچے رہتا تھا اب چہرے سے بھی نیچے سرک کر شانوں پر ایک لوازم فیشن کی حیثیت اختیار کرلی ہے عورتوں کی پوشاک میں اب مغربی انداز زیادہ نمایاں ہے لیکن وہ میموں کی طرح مغربی ٹوپی اب بھی استعمال نہیں کرتی ہیں ان کے سروں پر ایک خوشنما لیس دار ٹوپی ہوتی ہے۔

ترکوں کے الحاد کی داستانیں بالکل فرضی ہیں یورپین ممالک نے جو صدیوں سے ترکی قوم کے دشمن رہے ہیں انھیں اسلامی ہمدردی سے محروم کرنے کے لئے یہ جھوٹا پروپگنڈا کیا ہے جس طرح ہمارے ہندوستان میں بعض دولتمند اور والیان ریاست مسلمان مذہبی فرائض کی پابندی نہیں کرتے اور منہیات شرعی میں مبتلا رہتے ہیں یہی ترک اسباب ثروت کا بھی حال ہے انھیں بھی ہمارے ہندوستانی رئیسوں کی طرح شاہد پرستی و بادہ گساری سے فرصت نہیں ملتی باقی ترک عوام اسی طرح پابند مذہب اور پکے مسلمان ہیں جس طرح ہمارے ہندوستان کے وہ مسلمان جو ترکوں کو محض اس الزام میں بدنام کرتے ہیں کہ انھوں نے برائے نام خلافت کا مرکز توڑ دیا ہاں یہ ضرور ہے کہ چونکہ ترکوں میں تعلیم مقابلتاً زیادہ ہے اور ان کی رگوں میں غلامی کے جراثیم پیوست نہیں ہوئے اس لئے وہ عام ہندوستانی مسلمانوں کی طرح تنگ خیال متعصب اور کوتاہ نظر نہیں اگر اسلام کی اصل روشنی میں دیکھا جائے تو ایک ترک ایک ہندوستانی سے زیادہ سچا اور مخلص مسلمان ہے اوقات نماز میں مسجدیں آج بھی اسی طرح بھری نظر آتی ہیں جیسی کہ سلطان عبدالحمید خاں کے عہد میں پھر ترکی قوم سوٹ پوش ہے ہمارے ہندوستان میں بھلا کتنے سوٹ پوش نوجوان اذان کی آواز سنکر مسجدوں میں جاتے ہیں صرف اسی ایک حالت سے موازنہ کرنا چاہئے کہ ترک زیادہ مخلص مسلمان ہیں یا نماز باقی جمع خرچ بگھارنے والے ہندوستانی۔

میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ نماز مغرب کے وقت قسطنطنیہ کی سڑکیں سونی ہو جاتی ہیں ہر سوٹ پوش اور ہیٹ لوار ترک مسجد کی طرف بھاگتا ہے تعلیم یافتہ فیشن ایبل خواتین اپنا لباس سنبھالتی ہوئی فریضہ مغرب ادا کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں مغربی پوشاک میں ملبس ان عورتوں اور مردوں کو خدائے واحد قہار کی بارگاہ میں سربسجود ہوتے دیکھکر جو دل پر گہرا اثر پڑتا ہے وہ ہندوستان کی مساجد میں چند لمبی داڑھی والے مولویوں اور چند غریب اہل حرفہ کو دیکھکر نہیں پڑ سکتا۔ افسوس ہے کہ ان تنگ خیال مسلمانوں کی نگاہ میں جو اپنے آپ کو اسلام کا واحد ٹھیکیدار سمجھتے ہیں ترک پھر بھی ملحد بے دین اور کافر ہیں۔

قسطنطنیہ سے جب میں انگورا کی جانب روانہ ہوا تو مجھے انقلاب کی جھلک زیادہ گہری نظر آئی شہروں میں تو ترک پہلے بھی سوائے ہیٹ کے مغربی پوشاک پہنتے تھے لیکن دیہاتوں میں پتلون نما شلوار یا شلوار نما پتلون کا زیادہ رواج اور ترک کاشتکاروں کے لباس میں مشرقیت غالب تھی لیکن اب دیہاتوں میں بھی مغربی پوشاک کا رواج بڑھ رہا ہے ترکی ٹوپی تو بہت ہی کم نظر آتی ہے اندرونی علاقوں میں وائرلیس، ٹیلیگرافی ریلوے لائن اور مشینریوں کے رواج سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ایشیائی حصہ کے قالب میں مغربی روح کس طرح حلول کر رہی ہے دس بارہ سال پیشتر کون خیال کر سکتا تھا کہ قونیہ عکی شہر یا انگورہ میں مغربی تمدن کے آثار نظر آئیں گے۔

ترکی جمہوریہ کا پایۂ تخت انگورہ مغربی انداز کا خوشنما شہر ہے صرف چند برسوں ہی کے اندر اس کی از سر نو تعمیر ہوئی ہے انگورہ کی آبادی بڑھتی جا رہی ہے دفاتر حکومت کے علاوہ غیر ملکی سفارتخانوں کی عمارتیں بھی خوشنما ہیں۔

انگورہ میں سب سے زیادہ شاندار سڑک "شارع غازی" ہے اسی سڑک پر ترکی قوم کے مایۂ ناز ہیرو مصطفےٰ کمال پاشا کا مجسمہ نصب ہے شام کے وقت شارع غازی پر بہت چہل پہل رہتی ہے یہ سڑک اپنی صفائی اور نفاست میں لندن اور پیرس کے مشہور صاف ستھرے بازاروں کا مقابلہ کرتی ہے ٹریفک بہت زیادہ ہوتا ہے لیکن کوڑا تو درکنار کہیں گرد و غبار کا بھی نام نہیں ہوتا۔ ترک سگرٹ نوشی کے بہت عادی ہوتے ہیں سگریٹ کے بچے ہوئے حصوں کو پھینکنے کے لئے جا بجا رنگین ٹب ہوتے ہیں اگر کوئی شخص اپنی موٹر سے سگریٹ پھینکدے تو صاف کرنے والے فوراً اس کو اٹھا لیتے ہیں شارع غازی کے کنارے پر ایک خوشنما نو تعمیر مسجد ہے جس کے چاروں طرف بہت پر رونق میدان ہے یہاں لوگ جمع ہو کر قہوہ نوشی کرتے ہیں ان دوکانوں پر اعلیٰ درجہ کی بسکٹریاں دستیاب ہوتی ہیں سرکاری ملازمین کے لئے انگورہ کی موجودہ آبادی سے باہر خوشنما کوارٹر بنے ہوئے ہیں اور اس حصہ کو "نئی شہر" یا نیا شہر کہتے ہیں شام کو

پانچ بجے سرکاری ملازمین دفتروں سے فرصت پاکر اپنے گھروں میں جاتے ہیں اور "شارع غازی" پر ان کی موٹروں کا ہجوم ہوتا ہے۔

انگورہ میں پہاڑی کے اوپر غازی مصطفیٰ کمال پاشا صدر جمہوریہ کی سرکاری قیام گاہ ہے عمارت بہت سادہ مگر دلکش ہے میں ایک دن اس پہاڑی کے اوپر بھی گیا پھاٹک پر مسلح سنتریوں کا پہرہ تھا دفعتاً سنتریوں نے رائفلیں سنبھالیں اور مؤدبانہ فوجی انداز میں کھڑے ہو گئے میں نے اوپر نگاہ اٹھائی غازی مصطفیٰ کمال پاشا اوپر چھجے پر کھڑے ہوئے تھے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو کر ترکی قوم کے اس نجات دہندہ کو دیکھتا رہا غازی موصوف چند منٹ تک پھاٹک کی جانب دیکھتے رہے ان کی نظر مجھ پر نہیں پڑی اس کے بعد ٹہلنے لگے اتنے میں چند ترک کاشتکار پھلوں کی ٹوکریاں لئے ہوئے آئے وہ پھاٹک کے اندر داخل ہونا چاہتے تھے لیکن مسلح سپاہیوں نے ان کا راستہ روک دیا تھا۔ کاشتکاروں نے اندر جاکر اپنے غازی کی زیارت کے لئے اصرار کیا لیکن سپاہیوں نے پھاٹک کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دی اتفاق سے غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی نظر ان پر پڑ گئی انہوں نے سپاہیوں کو اشارہ کیا وہ ایک جانب ہٹ گئے ترک کاشتکاروں کے چہرے مسرت سے کھل اٹھے اور وہ اندر داخل ہو گئے۔

میں نے دیکھا کہ غازی مصطفیٰ اپنی رعایا کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے کاشتکاروں نے قدیم ترکی انداز پر غازی کو سلام کیا غازی نے بآواز بلند ان کے سلام کا جواب دیا اور ایک ایڈی کانگ ان کو اوپر لے گیا میرے خیال میں یہ غریب کاشتکار اپنے محبوب غازی کی خدمت میں نذر کرنے کے لئے پھلوں کی ٹوکریاں لائے تھے اس نظارہ سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ ترکی قوم کو اپنے غازی سے محبت ہے اور غازی مصطفیٰ کمال پاشا بھی ان لوگوں پر جو ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیں زیادہ پابندیاں عائد نہیں کرتے۔

انگورہ سے قونیہ گیا یہاں اول الذکر کے مقابلہ میں مشرقیت زیادہ غالب ہے غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے مذہبی پیشواؤں کو مغربی لباس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور چونکہ قونیہ کو ایک مذہبی مرکز ہونے کا شرف حاصل ہے اس لئے یہاں لمبے چوغے اور رنگین عمامے بکثرت نظر آتے ہیں قونیہ کے چاروں طرف انگوروں کے خوشنما باغات ہیں انگور یہاں بکثرت پیدا ہوتے ہیں اور اس کی تجارت فروغ پذیر ہے قونیہ کے ایک ممتاز بازار میں غازی مصطفیٰ کمال پاشا کا مجسمہ نصب ہے اس شہر کی بھی توسیع ہو رہی ہے جو جدید حصہ آباد ہوا ہے اس میں مغربی جھلک ہے اسی شہر میں اساتذہ ٹریننگ کالج گورنمنٹ ہاؤس اور آفس وغیرہ عثمانیہ عہد کی شاندار عمارتیں ہیں ایک بہت شاندار مسجد بھی زیر تعمیر ہے شہر کے قدیم حصہ میں جامع عزیز الدین بہت مشہور عمارت ہے اس میں دنیائے اسلام کے مشہور صوفی بزرگ حضرت مولانا جلال الدین رومی کا مزار ہے جس کی زیارت کے لئے ہر حصہ ملک کے زائرین آتے ہیں۔

ترکی آنے سے پیشتر میں نے سنا تھا کہ غازی مصطفیٰ کمال نے اپنے شوق تجدد میں قونیہ کی مشہور خانقاہ کو مقفل کر کے درویشوں کو نکال دیا ہے لیکن یہاں پہنچ کر یہ اطلاع بالکل غلط ثابت ہوئی پچھلے عرصہ میں قونیہ کے چند درویشوں نے حکومت کے خلاف بغاوت میں نمایاں حصہ لیا تھا اسی سلسلہ میں ترکی حکومت نے چند درویشوں کو پھانسیاں دیں اور چند کو خارج البلد کر دیا اس کے علاوہ انہوں نے خانقاہ سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا درویشوں کا مستانہ وار رقص آج بھی قونیہ میں ہوتا ہے اور زمانہ قیام میں مجھے خود ایک مرتبہ یہ رقص دیکھنے کا اتفاق ہوا۔

میں جہاں کہیں بھی گیا میں نے ترکوں کو بدرجہ غایت خلیق اور مہمان نواز پایا ایشیاؤں کے ساتھ بالخصوص محبت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ ترکوں کو غازی مصطفیٰ کمال پاشا سے غیر معمولی محبت و عقیدت ہے ان کے خلاف وہ کوئی بات بھی سننا گوارا نہیں کرتے ملک میں ہر طرف ترقی کے آثار نظر آ رہے ہیں تعلیم کا عام رواج بڑھ رہا ہے چونکہ مسلسل جنگ کی وجہ سے ترکی نے شدید نقصانات برداشت کئے ہیں اس لئے ان کی تلافی کے لئے بہت زیادہ روپے کی ضرورت ہے یونانیوں نے حملہ کے وقت تو شہر ویران کر دیئے ان کی از سر نو تعمیر ہو رہی ہے ترکی میں غیر ممالک کا سرمایہ ضرور لگ رہا ہے لیکن مصطفیٰ کمال پاشا حتی الامکان اپنے ملک کو غیر ملکی سرمایہ کے دام اور قرض کے عذاب سے بچانا چاہتے ہیں اس لئے حکومت زیادہ ٹیکس لگانے پر مجبور ہے دوسرے ممالک کے مقابلہ میں ترکی ٹیکس ناقابل برداشت ہیں سڑکوں پر جو لوگ چیزیں فروخت کرتے ہیں حکومت ان سے بھی ٹیکس وصول کر لیتی ہے ٹیکس کی یہ شدت لوگوں کے لئے تکلیف دہ تو ضرور ہیں لیکن حکومت کی مجبوری اور خود اپنے مستقل قومی فائدہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ترک عاشقان وطن اس گرانباری کو بخوشی برداشت کرتے ہیں۔

ترکوں کو آزادی سے جس قدر محبت ہے وہ کسی مزید صراحت کی محتاج نہیں اپنی آزادی کو قائم رکھنے کے لئے انہوں نے صدیوں اپنا خون پانی کی طرح بہایا ہے تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ ترکوں کو چند سال بھی کبھی امن و عافیت کے ساتھ بیٹھنا نصیب نہ ہوا ان پر دشمنوں کی ہمیشہ یورش رہی مخالفوں نے ان کی آزادی کو پامال کرنا چاہا لیکن انہوں نے اس بیش قیمت چیز کو بچانے کے لئے ایک ایک انچ زمین پر جنگ کی جنگ یورپ کے اختتام پر قریب سلطنت عثمانیہ پارہ پارہ ہو چکی تھی کون کہہ سکتا تھا کہ ایسی حالت میں جبکہ یورپ کی بڑی بڑی سلطنتیں جنگ سے تھک کر بیدم ہو چکی ہیں کمزور اور مغلوب ترک پھر ایک تلوار نیام سے نکالیں گے لیکن حریت پرستی کے جذبہ نے ترکوں کے تھکے ہوئے قالب میں ایک نئی روح پھونک دی اور جب انہیں معلوم ہوا کہ ان کی آزادی کا سورج ہمیشہ کے لئے غروب ہو رہا ہے تو انہوں نے غلامی کی ابدی زندگی پر آزادی کے چند لمحوں کو ترجیح دی اور سر سے کفن باندھ کر پھر شاہد حریت کا ناموس بچانے کے لئے پھر میدان جنگ میں آ گئے جو قومیں خوش نصیب کہ ہم نے ترکوں کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا ان کی نگاہیں ترکوں کی برش شمشیر سے پھر خیرہ ہو گئیں یہی ترکوں کا جذبہ حریت پرستی تھا جس نے مغلوب ترکوں کو فاتح کی حیثیت سے پھر آزاد قوموں کے دوش بدوش لا کھڑا کر دیا۔

جو ترک آزادی کے لئے اپنی جانوں تک کی پرواہ نہ کرتے ہوں ان سے یہ کس طرح امید کی جا سکتی ہے کہ وہ اس کے تحفظ کے لئے روپیہ خرچ کرنے سے دریغ کریں گے ترک مالدار قوم نہیں ہے مختلف اقتصادی دشواریاں رونما ہیں لیکن چونکہ وہ جانتے ہیں کہ آزادی قومی حکومت کے قیام و بقا کے لئے اس وقت روپیہ کی ضرورت ہے اس لئے وہ گرانبار ٹیکسوں کو بخوشی ادا کر رہے ہیں اور اگر ان کی حکومت کو اور بھی زیادہ روپیہ کی ضرورت ہوئی تو ترکی قوم شاید اپنے جسم کے کپڑے بھی فروخت کر کے آزادی وطن کے

# اپنے آپ پر ایک نظر

(از جناب مولینا سید محمد یوسف صاحب قادری، ہوشیارپوری)

موجودہ زمانہ اسلامی ہند کے لئے انتہائی ابتلا کا زمانہ ہے یا یانہ وطن صد ہا سال کی غلامی میں رہنے کے باوجود تمام وہ منازل ارتقا طے کر چکے ہیں جن کی طرف مسلمان اب گامزن ہوا ہے انہوں نے اپنی مالی حالت کو مضبوط سے مضبوط تر کر کے اپنی جسمانی مذہبی اور سیاسی قوت کا ایسا شاندار مظاہرہ کیا ہے کہ ان کا ہر ایک حریف شش و پنج میں اور ہراساں و پریشان ہے اور ان کی غیر معمولی مجموعی ترقی کو نہایت بدگمانی سے دیکھ رہا ہے۔

## برادرانِ وطن کا ارتقا

برادران وطن نے اپنی ایک ایک کمزوری کو تاڑ لیا اور نہایت تن دہی سے اُسکے علاج میں مصروف ہوگئے ان میں مذہبی اختلاف آمار ہیجار ہتا لیکن صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے انھوں نے اپنے آپ کو اس قدر سنبھال لیا ہے کہ مختلف الخیال ہونے کے باوجود وہ ایک خاص نصب العین کے لئے کوشش کر سکتے ہیں انہوں نے اپنے سپاہیوں کو باآواز بلند کہدیا ہے کہ لڑائی کے میدان میں ہم یہ نہیں دیکھیں گے کہ تمہارے خیالات کیا ہیں بلکہ ہم کو صرف یہی دیکھنا ہے کہ تمہاری بندوقوں کے منہ کس طرف ہیں۔

## تکمیلِ جسمانیت

برادران وطن کو اپنی بدنی طاقت کا بڑا کھٹکا تھا انھیں اندیشہ تھا کہ ہم سارا کھیل نہیں غیروں کے لئے ہی نہ کھیلتے ہوں اس خیال کا دل میں آنا تھا کہ اصلاح کی فکریں دل میں ہونے لگیں چند سال ہی میں انہوں نے اس قدر جرأت حوصلہ اور زور بازو پیدا کر لیا ہے اب نہ تمام دعویدار طاقتوں کو زور آزمائی کا کھلا کھلا چیلنج دے رہے ہیں اگر ان کی طاقت کے متعلق ابھی تک کسی کو شک ہے تو وہ کانپور بنارس آگرہ مرزاپور وغیرہ کے واقعات پر نظر ڈال لے۔

## تعداد کا فکر

ملک کے بعض حصوں میں انھیں آبادی کے گھٹ جانے کا اندیشہ تھا لیکن اس کمی کو دور کرنے کے لئے ہی انہوں نے شدھی کا دروازہ کھولدیا اور دیگر اقوام کو بڑی تیزی سے اپنے بھاٹک کے اندر داخل کر رہے ہیں انہوں نے یہ فعل کوئی وقتی ہیجان کے ماتحت نہیں کیا بلکہ ایک مستقل پالیسی اور عاقلانہ دور اندیشی کے ماتحت کیا ہے ملک میں انقلابات کی آندھیاں آئیں بگولے اٹھے لیکن وہ جماعت جو کہ تعمیر عمل کے زریں اصول کے ماتحت ایک اور محض اسی ایک کام کے لئے وقف ہوگئی ہے شہرت و نام آوری یا کسی ہنگامی جذبہ کے ماتحت اپنے مورچہ سے ایک منٹ کے لئے بھی نہیں ہٹے گی اور وہ اپنے کام میں مصروف رہے گی۔

یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن بر آید

## حالت کا امتحان

جب دور اندیش ہندو لیڈروں نے دیکھا کہ ہمسایہ قوموں کی جسمانی قوت کا ہوا ان کے ہمقوموں کو بہت خائف کئے ہوئے ہے اور ان کو اپنی صحیح حالت کا اندازہ نہیں کرنے دیتا تو انہوں نے اس ضعف کو دور کرنے کے لئے ان کو ان مسلمانوں سے بھڑوا دیا جن سے کہ یہ خائف تھے وہ لوگ جنہوں نے کبھی خون کی ایک بوند بھی نہیں دیکھی تھی خون کی ندیاں بہا دیں اور جب ان ندیوں میں ان تیس مارخانوں کو جن سے وہ اس قدر خائف تھے تیرتے ہوئے دیکھ لیا تو وہ سمجھ گئے اور خوب سمجھ گئے کہ ہم احمق تھے کہ سانے سے ہی ڈرتے رہے آج ان کے لئے یہ خونی مناظر کچھ زیادہ بھیانک نہیں رہے وہ انھیں نہایت معمولی بات خیال کرتے ہیں۔ آج انھیں آڑے وقتوں میں اپنے ہی دست و بازو پر نگاہ ڈالنے کی عادت ہو گئی ہے آج انہیں بڑے سے بڑے حریف کے ساتھ بھی نبرد آزما ہونے کے لئے غیر کی امداد کی حاجت نہیں رہی مبارک ہے وہ قوم اور قابل صد تحسین ہیں وہ لیڈر جنہوں نے مدتوں کی بھولی بھٹکی مری مرائی قوم کو نہ صرف راہ راست پر ڈال دیا بلکہ لیلائے مقصود کی صحیح آرامگاہ بھی دکھا دی اور اسکے جمال جہاں آرا کی جھلک دکھا کر راہ طلب کے مجنونوں کی آتش شوق کو اور بھی بھڑکا دیا۔

## مسلمانوں پر نظر

اے ہمصفیران چمن آؤ ذرا اس چمن کی نوحہ خوانی بھی کرلیں جو کبھی ہند کی شادابیوں کا سرچشمہ تھا اور آج سراپا خزاں ہے۔

آؤ آج تمہیں غازیان عرب و عجم کے اخلاف کی ایک مختصر سی گر پر درد داستان سنائیں کہ وہ کس حال میں ہیں اور ملی امی کی غلامی کا حق کہاں تک بجالا رہے ہیں؟ دنیا کے انقلابات کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ فلاں ابن فلاں کے حقوق و مطالبات کی نگہداشت یا کسی خاندان قدیم کے حق الخدمت کی بجا آوری میں اپنی قوت ضائع کرے۔ ع

اندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

یہاں تو عام اعلان ہو چکا ہے کہ قسمتیں رونے سے نہیں بنا کرتیں منزلیں کہنے سے طے نہیں ہوا کرتیں کتوں کی آوازیں رزق گدا پر اثر انداز نہیں ہو سکتیں تنازع للبقا کا میدان موجود ہے، گوئے چوگان ہم سے لو اور قسمت آزمائی کر دیکھو۔

## خود اعتمادی کہاں ہے

سلطنت کھو کر مسلمان بڑے عرصہ تک ادھر ادھر بھٹکتے رہے۔ بڑے بڑے دستگیروں کو یاد کیا بڑے بڑے پیچ و تاب کھائے کبھی ہندو کے چرن پکڑے کبھی انگریز کی بارگاہ میں سیس نوایا کبھی کانگرسی داتاؤں کے جان و مال کو دعائیں دیں اور اب تک کبھی اس در پر نگاہیں ہیں کبھی اس در پر۔ آہ کہ ایسی حوصلہ مند دلیر اور غیر اللہ کے سامنے کبھی نہ جھکنے والی قوم کچھ ایسی سٹھیا گئی ہے کہ اب اسے وہ اصول بھی یاد نہیں جو اس نے خود دنیا کو سکھائے تھے کیا یہ صحیح نہیں کہ اس سے قبل مسلمان نے ساری کائنات محض اپنے اوپر ہی بھروسہ کر کے حاصل کی تھیں اور اقبال کے الفاظ میں ہمیشہ ہر ملک خدا کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھا تھا اور زمین کے ہر گوشے میں ہر دوسرے سہارے سے بے نیاز رہ کر زندگی بسر کی تھی۔!

اسلام کی فطرتی نصرت و کامرانی کی وہ سادہ مگر پر رنگ تصویر جو علامہ اقبال نے طارق اعظم کے الفاظ میں کھینچی ہے، مسلمان کی جانبازی اور خدائے یکتا پر اعتماد کلی کی یکتا تصویر ہے ۔

طارق چو بر کنارۂ اندلس سفینہ سوخت
گفتند کار تو بنگاہ خرد خطاست

دوریم از سوادِ وطن بہ زجولِ رسیم ترکِ سبب ندوئے شریعت کجا رواست
خندید دوست خویش بہ شمشیر بُرد گفت ہر ملک ملکِ ماست کہ ملکِ خدائے ماست

## ایک کسوٹی

دنیا کا یہ عام اور اٹل طریقہ ہے کہ وہ کبھی تہ پر نظر نہیں ڈالتی وہ مشتے نمونہ از خروارے کی قائل ہے کسی تعلیم کے حاملین سے ہی اس تعلیم کے حق و باطل کا اندازہ لگا لیا کرتی ہے آج اگر ایک بھنگی یا لیک جی کی بلندی و برتری کا راگ دیگر اقوام کے سامنے الاپ کر ان کو اپنی طرف مائل کرنا چاہے تو اس کی یہ ندا صدا بصحرا ثابت ہوگی اس لئے کہ ان کے داعی کی قوم اپنا تمدنی وقار بالکل کھو چکی ہے کوئی طاقتور ایک منٹ کے لئے بھی یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ وہ ایک ایسی سوسائٹی میں شریک ہو جہاں جا کر اس کی عزت ذلت سے بدل جائیگی ہر ایک انسان اپنے درجہ کو بلند کرنے کا خواہشمند ہے وہ اپنے سے اچھے کے ساتھ رابطۂ اتحاد پیدا کرنے کی متمنی رہے گا یہاں ہم مسلمانوں کو اس کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش کرینگے۔

## ہمارے مشترک معائب

پنجاب میں مسلم آبادی مجموعی آبادی کے نصف سے کچھ زیادہ ہے اور یہاں کے مسلمان اسلامی ہند کے نمائندہ خیال کئے جاتے ہیں لیکن چونکہ سب مسلمان ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں اور ایک ہی درخت کے پھل ہیں اس لئے محاسن میں گو یہ یکساں نہ ہوں لیکن معائب میں موافقت ضرور ہے۔

عام حالت یہ ہے کہ ہر مسلمان خواہ وہ شریف ہو یا رذیل ایک اعلیٰ تنخواہ دار افسر ہو یا ایک ادنیٰ پیشہ ور ہر ایک قرضہ اور سود کی لعنت میں گرفتار ہے اور اسراف بیجا کا شکار رہے جسے دیکھیں حد سے گزرا ہوا ہے اس کے روزانہ اخراجات اس کی روزانہ آمدنی کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہیں جس سے کہ وہ بیحد پریشان ناامیدیوں کا پتلا اور حسرت و ارمان کا مجسمہ بنا ہوا ہے نہ صرف یہ کہ وہ جدید ذرائع آمدنی سے ناآشنا ہے بلکہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے ترکہ کو بھی باوجود بڑے احساس کے سنبھال نہیں سکتا جس کی وجہ سے مجموعی حالت یہ ہے کہ مسلمان آبادی نہایت مضطرب حالت میں ہمسایہ قوموں کا قلیل عرصہ میں ہی ان سے بڑھ جانا اور اپنی کمزوری کا احساس ان کو بہت پریشان کئے ہوئے ہے لیڈران قوم کی باہمی خانہ جنگی اور کسی با اعتماد اور بے ریا لیڈر کا فقدان اور اسلامی تحریکوں کی ناکامی ان کے اضطراب میں اضافہ کئے ہوئے ہے مساجد بے رونق ہیں اولیائے کرام کے مزارات جو کہ سرچشمۂ فیوض و برکات تھے عام طور پر فسق و فجور کے مرکز بنے ہوئے ہیں۔

## تجارت کی حالت

تجارت میں مسلمانوں کا حصہ اس قدر کم ہے کہ اگر کوئی نو وارد کسی شہر کے بازاروں میں گھومتا ہوا مسلمانوں کی مالی معاشرتی و تمدنی حالت کا اندازہ لگانا چاہے تو اس کو سخت مایوسی کا سامنا ہوگا اس کی آنکھیں ہر دکان کے سائن بورڈ پر کسی اسلامی نسبت رکھنے والے نام کی متلاشی ہوں گی لیکن بہت کم اس کی یہ خواہش پوری ہو سکیگی البتہ شہر کے مشہور و معروف چوکوں اور بازاروں کو چھوڑ کر اگر وہ کسی غیر معروف سے حصہ میں داخل ہو جائے تو چند مسلمان نانبائیوں کی غلیظ بدنما اور سڑی ہوئی دکانیں دیکھ لیگا جن کے گرد نحوست و نکبت منڈلاتی ہوئی نظر آئے گی اور دکاندار کی شوریدہ بختی اور گاہکوں کی انتہائی زبوں حالی ہویدا ہوگی اس کے بعد بھی اگر مسلمانوں کی مزید تجارتی تحریک کا اندازہ کرنے کا شوق ہو تو وہ چند مٹی کے برتن بیچنے والوں تمباکو فروشوں یا اسی قسم کے اور ادنیٰ پیشہ والوں کی دکانیں دیکھ سکیگا خاص مثالوں کو چھوڑ کر عام حالت یہی ہے۔

بس اسی پر ہی مسلمانوں کی تجارت کا خاتمہ سمجھئے اور یہی وہ حصہ ہے جو مسلمان دکاندار شہر کی رونق، تجارتی فروغ اور قومی مذاق کی نمائش میں لیتے ہیں۔

## اسلامی محلے

اس کے بعد اگر اسلامی محلوں کے اندر جانے کا اتفاق ہو تو وہاں کی حالت اور بھی زبوں نظر آئیگی اسلامی محلوں پر یہی گمان ہوگا کہ شاید اچھوتوں کی آبادی ہے مسلمانوں کے مقبوضہ مکانات میں سے بھی بڑا حصہ ایسا ہوگا جو کہ کہیں رہن ہوگا یا سرمایہ داروں کے اور کسی پیچ میں ہوگا۔

واقف کار لوگوں کا خیال ہے کہ شہر کے اندرونی حصوں میں مسلمانوں کی جائداد بُری بُری طرح اغیار کے ہاتھوں میں جا رہی ہیں اور جوں جوں سرمایہ دار اپنی شاندار عمارات بنا اور بڑھا رہے ہیں مسلمان آبادی کو شہر کے باہر دھکیلا جا رہا ہے۔

شہر میں چکر لگاتے ہوئے اکثر ایسی جگہ مسجدیں کھڑی نظر آتی ہیں جن کے اردگرد آبادی سب غیر قوموں کی ہے یہ کیفیت دیکھکر اکثر اوقات ایک اجنبی شخص کشمکش و پیچ میں پڑ جاتا ہے کہ یہ کیا ماجرا ہے تحقیق کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ چند سال قبل یہ اسلامی محلے تھے لیکن آہستہ آہستہ ان کے مکانات ہندوؤں کے ہاتھ میں چلے گئے ہیں اور اب اسلامی تمدن کی یادگار یہ مسجدیں ہی ہیں جن میں موذن پانچوں وقت اذان کہکر نہایت بانہ دھو لیتا ہے ان مسجدوں سے اذان کی آواز ایسی جگر پاش ہوتی ہیں کہ حساس آدمی مسلمانوں کی بے کسی اور اسلام کی یتیمی پر آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔

## اسلامی دیہات

پنجاب میں چونکہ اسلامی آبادی قدرے زیادہ ہے اس لئے یوپی اور دیگر صوبجات کے برخلاف یہاں عموماً خالص اسلامی آبادی والے دیہات ملتے ہیں لیکن ان میں سے اکثر کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے خواہ ساری آبادی مسلمان کیوں نہ ہو چند گھر ساہوکاروں کے ضرور ملیں گے جو کہ تمام گاؤں کے اصلی منافع کے مالک ہوں گے اور گاؤں میں پختہ مکانات اور آسودہ حالی انھیں کو حاصل ہوگی، باقی زمیندار آبادی عموماً پارٹی بازی مقدمہ بازی اور طرح طرح کے فسق و فجور میں مبتلا پائی جائیگی بے علمی اور جہالت کی یہ کیفیت ہے کہ اکثر اوقات تمام گاؤں میں کوئی مسلمان خواندہ نہیں ملے گا اس لئے ہندو وکلا اور ساہوکاروں کے لئے اپنا اقتدار قائم کرنے کے لئے ہر وقت موقع حاصل ہے۔

## مخلوط آبادی کے دیہات

چونکہ پنجاب کے مسلمان انھیں اقوام سے ہیں جن کا کچھ حصہ تو نعمت اسلام سے مالا مال ہو گیا اور کچھ اپنے قدیم مذہب پر قائم ہے اس لئے بعض دیہات ایک ہی کی برادری کی نصف مسلم و نصف غیر مسلم آبادی رکھتے ہیں لیکن مسلمان اپنی غربت، جہالت بدلی کمزوری اور زبوں حالی کی وجہ سے نہایت آسانی سے پہچان لئے جائینگے چونکہ ایسے دیہات میں غیر اقوام تعلیم یافتہ اور خوب بیدار ہیں اس لئے مسلمانوں کی جائدادیں ان کے ہاتھ لگ رہی ہیں ایک اور بات یہ ہے کہ اکثر مقامات پر غیر مسلم زمیندار ساہوکارہ کرتے ہیں یہ لوگ ساہوکار و

سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو رہے ہیں کیونکہ زراعت پیشہ ہونے کے باعث بیج وغیرہ میں انھیں کوئی دقت نہیں ہوتی۔

تمدنی لحاظ سے بھی ایسے دیہات کے مسلمان زمیندار اپنے آپ کو غیر مسلم زمینداروں سے گھٹیا سمجھتے ہیں اور کسی قسم کی برابری کرتے ہوئے ہچکچاتے ہیں ان دیہات میں مسلمان عورتوں کی آبرو بھی عموماً خطرے میں ہوتی ہے جو کہ غربت کے باعث اکثر غیر مسلم اوباشوں کے ہتھے چڑھ جاتی ہیں۔

## پنجاب کے کمین

پنجاب میں مسلمانوں کا تناسب آبادی اور اقوام سے زیادہ ہے اور اس میں بڑا حصہ ان لوگوں کا ہے جو کہ زمیندار نہیں اور جن کو دیہات میں کمین کے نام سے پکارا جاتا ہے یہ لوگ ہر قوم کے دیہات میں تھوڑی بہت تعداد میں آباد ہوتے ہیں اور بڑی دبی ہوئی حالت میں بسر اوقات کرتے ہیں اگرچہ یہ لوگ طرح طرح کے مظالم کے شکار رہیں لیکن پھر بھی ان میں زندگی کے آثار پائے جانے لگے ہیں باوجود ہر قسم کے دباؤ کے یہ لوگ دینی کاموں میں حصہ لیتے ہیں اکثر دیہات میں جہاں پہلے مساجد نہیں تھیں یا زمینداروں کی جہالت کے باعث اذان کی بندش تھی وہاں یہ ہر قسم کا جانی اور مالی ایثار کر رہے ہیں اور اپنے جائز حقوق کے لئے سینہ سپر ہیں کاش ان لوگوں کی تعلیم کا انتظام مسلمان کر سکتے۔

## علاج

اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلامی آبادی کی زبوں حالی کا باعث صرف دو چیزیں ہیں ایک لاعلمی اور دوسرے مفلسی مفلسی لاعلمی کا ایک لازمی نتیجہ ہے اس وقت بھی مسلمانوں کے لئے جس چیز کی اشد ضرورت ہے وہ تعلیم ہی ہے لیکن یہ دیکھا جا رہا ہے کہ مسلمان ابھی تک بھی تعلیم کی طرف سے غفلت برت رہے ہیں۔ تعلیم خواہ بری بھی ہو وہ جہالت سے بہر حال بہتر ہے اسی ناقص تعلیم نے ہی ہندو قوم میں گاندھی۔ دا جواہر لال جیسے بلند انسان پیدا کر دیئے۔ مسلمانوں کو ابھی نہایت بلند آہنگی سے تعلیم کی طرف متوجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اکثر اسلامی مدارس کی حالت نہایت ردی ہے جس سے مسلمانوں کی بے توجہی کا ثبوت ملتا ہے اگر ان مدارس کی اصلاح کی جائے تو مسلمانوں کی آیندہ نسلوں پر نہایت مفید اثر پڑنے کی توقع ہو سکتی ہے جبکہ مسلمان انگریزی علوم کے ساتھ ساتھ اسلامیات سے بھی آگاہ کئے جائیں اس مقصد کے لئے اسلامیہ کالجوں اور سکولوں میں ایک نہایت ہی قلیل تنخواہ پر کوئی معلم دینیات رکھ لیا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ بجائے مفید ہونے کے اس کا نہایت مضر اثر پڑتا ہے مدرس دینیات کی روش زمانہ اور انگریزی تعلیم سے ناآشنا ہونے کے باعث دینیات کا یہ گھنٹہ اچھی خاصی خوش گپیوں میں صرف ہوتا ہے اور طلبہ طرح طرح سے مسائل دینیہ کی تضحیک کرتے ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ ان اسامیوں پر ایسے اشخاص مقرر کئے جائیں جو کہ انگریزی اور علوم اسلامیہ سے کماحقہ واقف ہوں اور طلبہ کو صحیح اسلامی تعلیم سے آگاہ کر سکیں اگر ایسا کیا جائے تو انشاء اللہ تھوڑی ہی مدت میں نہایت شاندار نتائج نکل سکتے ہیں۔

# سلطنت مغلیہ کا عروج و زوال

(جناب مولانا سردار علی صاحب صابری کانپوری)

سلطنت مغلیہ کے عروج و زوال کی داستان کے لئے دفاتر کی ضرورت ہے تین چار صفحات میں اس کی تفصیل کیا ہو سکتی ہے دور آغاز کی عظیم الشان کیفیت اور عہد لعید کی ترقی و تنزل کا باضابطہ ذکر دفتروں میں بھی بمشکل ختم ہوگا۔ اختصار و ایجاز میں جہانتک جامعیت کو دخل ہو سکتا ہے ضروری ترتیب کو ملحوظ رکھکر بیان کیا جاتا ہے کہ داستان پارینہ کو یاد کر کے داغہائے سینہ کی تازگی کچھ اس طرح ہو سکتی ہے۔

مغل حکومت کی داغ بیل کس طرح پڑی اس کے بیان کی تمہید میں ابراہیم لودی کا ذکر کرنا ضروری ہے یعنی دہلی کے لودی خاندان کے اولوالعزم بادشاہ سلطان سکندر لودی نے وفات پائی تو اس کا بیٹا ابراہیم لودی ۱۵۱۷ء میں تخت نشین ہوا ابراہیم کی عادات و خصائل نے سلطنت کی مستحکم بنیادوں کو کمزور کر دیا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ جاگیردار ریاستیں خود مختاری کی مدعی ہو گئیں امرائے سلطنت میں سے کسی نے تو اپنی جاگیر دل میں بیٹھکر ادہر ادہر کی ملک دبانا شروع کیا اور کچھ نے سلطنت کو الٹ دینے کی سازشیں کیں لیکن بدقسمت انسان اپنی تباہی کے ساز و سامان سے بے خبر رہتا ہے اس کو کچھ اطلاع نہیں ہوتی کہ کیا اور کس طرح پردہ تقدیر سے ظہور پذیر ہونے والے واقعات پر جہانتک ظاہر رہ جائیں گے اور نہ منہ دیکھتا رہ جائے گا اپنی بے بسی و بیچارگی پر کف افسوس ملنے کی مہلت بھی نہ مل سکے گی دولت خاں گورنر پنجاب نے بابر کو مدعو کیا یعنی تمام مراتب واقعات حاضرہ سے اس کو مطلع کر کے چاہا کہ ہندوستان کے حالات سے فائدہ اٹھائے اور وہ سب یہاں مل کر اس کی طرفداری آمادہ ہوں گے اور اس زرین موقع سے فائدہ حاصل کریں گے گویا وہ اپنے دل میں یہ سمجھے ہوئے تہا کہ بابر ہندوستان میں آکر لوٹ مار کر کے اس خیر خواہی کے صلہ میں ہندوستان کی حکومت پر اس کو نائب مقرر کر کے خود واپس چلا جائے گا۔

محمد ظہیر الدین بابر جسے ایک زمانہ تک گردش قسمت نے ریگستانوں میں سرگرداں رکھا تھا کہ کہیں فرغانہ کا تاج اس کے سر پر ہے تو کہیں کسی پہاڑی کے دامن میں پناہ گیر جس کی زندگی شروع ہی سے مہمات و سیاسیات کا اک پیچ در پیچ سلسلہ تہی اور جسکو بڑی کوششوں کے بعد ابراہیم کی تخت نشینی سے قندہار و خیبر کے درمیان کی سرزمین اطمینان سے تحت تصرف میں لاکر بیٹھنے کو مل گئی تہی ان بدنظمیوں سے موقع کا متلاشی تہا کہ کب آگے بڑھکر ہاتھ مارنے کا وقت آتا ہے

دولت خاں کے پیام پر وہ ۱۵۲۴ء میں قدیمی راستہ سے ہندوستان پہنچا لیکن ناخوشگوار ایام کے منتظر عیار دولت خاں کی غیر جانبدارانہ کارروائی نے اس کو واپس ہونے پر مجبور کر دیا جس پر مایوس و مجبور ہو کر دولت خاں نے خود ہی خود مختاری کا اعلان کر دیا ادہر بدنظمیوں کا سد باب قطعاً نہو سکتا تہا بلکہ وہ روز افزوں تھیں سلطنت کا شیرازہ بکہر تا جا رہا تھا اور اس کو جمع کرنے والا اس کے بالکل منتشر ہو جانے کی راہ دیکھ رہا تہا خود پرست ابراہیم نے اپنے سمت شمال سے کوئی کروٹ لینا گوارا نہ کی اور خواب غفلت کے نشہ میں چور ہی رہا آخر دہی پیش

آئی جو پیشانی میں تہی کہ دو سال بعد موقع کا منتظر بابر ۱۵۲۶ء میں پانی پت کے فیصلہ کن میدان میں آکر خیمہ زن ہو گیا اور دہلی کے شہنشاہ ابراہیم لودی کو دعوت مجادلہ دی۔

ابراہیم تقریباً ایک لاکھ کی جمعیت سے صف آرا ہوا لیکن ہنرآزما بابر کی جنگی قابلیت توپوں اور بندوقوں کی اعلیٰ ترتیب سپاہ کا بہتر اہتمام یہ خصوصیات خاصہ تھیں کہ ابراہیم کو اپنی معقول فوج کے ساتھ میدان جنگ ہی میں الجہنا ہو جانا پڑا اور شکست خوردہ و ہزیمت زدہ لشکر پسپائی پر مجبور ہوا۔

اب بابر دہلی اور آگرہ کا بادشاہ تہا اس نے کسی کو نائب سلطنت بنا کر خود لوٹ مار پر اکتفا کرنا گوارا نہ کیا اس کو ہر جگہ اکثر ریاستوں سے مقابلہ کرنا تھا جو اگرچہ اس کے لئے نہایت صبر آزما تو تھیں لیکن پریشان کن و حوصلہ شکن کبھی ثابت نہ ہوئیں اور وہ مرد منتظم انسان اپنی اولوالعزمی اور صبر و استقلال سے کام لیکر اکثر مظفر و منصور ہوا گوالیار اور قرب و جوار کے کئی راجگان نے بغیر مجادلہ و مقابلہ کے ہی اطاعت قبول کر لی رانا سانگا تمام راجپوتانہ کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کر کے آگرہ کی سمت اس نووارد بادشاہ سے مقابلہ کرنے بڑھا اور ۱۵۲۷ء میں دو لاکھ افواج سے آگرہ کے قریب ان بارہ ہزار مغلوں سے مقابلہ کیا نتیجہ وہی ہوا جو ابراہیم لودی کے مقابلہ کا ہوا تہا یعنی مغل مظفر و منصور ہوئے اور تمام راجپوتانہ پر ان کی دلیری کا سکہ بیٹھ گیا ہمایوں و بابر کے بعید کو بہار میں لودہیوں نے قلعہ چنار میں محصور کر رکھا تھا بابر اس طرف بڑھا اور فتح کے بعد نصرت شاہ والئے بنگال سے صلح کر لی اس طرح مغل سلطنت کا قیام و استحکام عمل میں آگیا۔

یعنی یہ سلطنت مغلیہ کی بنیاد تہی جو بابر کی دلیری اور اولوالعزمی سے قائم ہوئی اور اس کی وفات پر سلطنت مغلیہ پنجاب سے بہار تک اور شمالی پہاڑوں سے مالوہ تک پہیل چکی تہی۔

بابر کے بعد ہمایوں ۱۵۳۰ء میں تخت نشین ہوا لیکن یہ دور سلطنت کے لئے بجائے ہمایوں و مبارک ثابت ہونے کے نحس ہی ظاہر ہوا دوسری قوتوں کی کشمکش و زور آزمائی کے ساتھ ساتھ ہمایوں کو اپنے بھائیوں سے سخت اذیتیں پہنچیں ان کی مخالفانہ کارروائیاں اور سازشیں ایک لمحہ کے لئے بہی ختم نہ ہوئیں اور وہ برابر ان کی محبت و شفقت سے مجبور ہو کر درگذر کرتا رہا۔

آخر اس دور کشمکش میں ہمایوں نے ۱۵۵۶ء میں وفات پائی اکبر اس وقت تیرہ سال نو ماہ کا تہا باپ کی بیوقت وفات کی خبر اس کو کلانور میں ملی بیرم خاں اتالیق اس کے ہمراہ تہا جس نے فوراً اس کی تاج پوشی کا تمام انتظام کیا ملک کی حالت بابر کی وفات پر اس قدر نازک تہی نہ ملک میں اس قدر بدامنی تہی کیونکہ بابر نے اس قلیل عرصہ میں بہت کچھ انتظام سنبھال لیا تہا مگر اس وقت جبکہ ہمایوں نے وفات پائی ہے ہر طرف خود مختاری کے دعویدار موجود تھے جو ہر ایک بجائے

خود اپنی طاقتوں کو یکجا کئے ہوئے مقابلہ و قسمت آزمائی کے لئے تلے بیٹھے تھے لیکن بیرم خاں کا تدبر اور نوجوان بادشاہ اکبر کی خداداد دلیری و اولوالعزمی بروئے کار آئی اور تمام مشکلات پر قابو حاصل کر لیا گیا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ اکبر اکبر اعظم کے لقب سے ملقب ہوا اور رموز جہانبانی سے واقف و آشنا ہو کر اپنی خداداد ذہانت و جرأت اور عزم و ثبات کے وہ وہ ثبوت دکھائے کہ ملک میں اس کے نام کا ایسا سکہ جما کہ اس کے مٹ جانے پر بھی قائم رہا اور باقی ہے ۱۵۵۶ء میں اکبر نے سب سے پہلے ہیمو بقال کا مقابلہ کیا اور نہایت شاندار فتح پائی بعد ازاں مختلف و متعدد مجادلوں اور مقابلوں کے بعد ۱۵۶۸ء میں چتوڑ فتح کیا اور اس وقت سے مغلیہ سرحد گجرات کی سرحد سے مل گئی ۱۵۷۲ء میں اس نے گجرات پر فوج کشی کی اور مظفر شاہ نے بغیر جنگ کے تاج و تخت بادشاہ کے حوالہ کر دیا۔

بنگالہ پایہ تخت سے دور تھا اس لئے بابر و ہمایوں یہاں تک نہ پہنچ سکے تھے علاوہ ازیں انھیں شمالی ہند کی کشمکشوں اور انتظامات سے بھی فرصت نہ مل سکی تھی کہ ادہر متوجہ ہو سکتے لیکن اکبر اعظم نے ۱۵۷٦ء میں بنگال پر پوری کوشش و توجہ سے فوج کشی کی سوا دؤد خاں شاہ بنگال عیش پرست حکمران تھا اس حملہ کی تاب کہاں لاتا پہلے تو اس نے مقابلہ سے جان چرائی اور آخر مغل فوج کے تمام بنگال پر قابض ہو جانے پر وہ اڑیسہ کو روانہ ہو گیا بعد ازاں ۱۵۸٦ء میں کشمیر فتح ہوا اور ۱۵۹۵ء میں قندہار و سندھ بھی سلطنت مغلیہ میں شامل ہو گئے۔ جس کے بعد عام طور پر امن بھی قائم ہو گیا۔ اکبر نہایت اولوالعزم اور باوصف شہنشاہ اعظم تھا باوجود اس کے کہ وہ جاہل محض تھا پڑھنے لکھنے سے بالکل ناواقف مگر علم و فضل کا بے انتہا شائق اور قدردان تھا ارباب کمال کی اس کے عہد میں بے انتہا قدر ہوئی اور اس کی آزادی و مرنجان مرنج پالیسی نے بلا امتیاز مذہب و ملت تمام ہندوستانیوں کو مطیع و مخلص بنا لیا تھا اس کے عہد میں بہت سے آئین مالگذاری وغیرہ کے وضع ہوئے پیمائش وغیرہ کی ترتیب اسی وقت ہوئی اور نہایت امن و امان و خوشحالی سے رعایا نے بسر کی اکبر اعظم کا دور سلطنت مغلیہ کا زرین دور کہا جاتا ہے اکبر کو آخری ایام میں ملکی مصائب و کشمکش سے نجات تھی اگرچہ شہزادہ سلیم (بعدہ جہانگیر) کی حرکات و سکنات سے مطمئن بھی نہ تھا جو اکبر کی طویل عہد حکومت سے ہوس تخت گیری سے تنگ آ گیا تھا آخر اکبر اعظم نے سلطنت مغلیہ کی جڑیں مستحکم کر کے عظیم الشان مغلیہ عمارت قائم کرنے کے بعد ۱٦۰۵ء میں نہایت آرام و سکون سے وفات پائی۔

اس کے بعد ۱٦۰۵ء میں نورالدین جہانگیر اس کا جانشین ہوا جہانگیر در اصل برائے نام بادشاہ تھا سلطنت کے کاروبار اس کی محبوب بیگم نورجہاں نے سنبھالے اور اپنی تدبیر و انتظام سے بہت کچھ انجام دیا لیکن شہزادہ خرم جو بعد میں شاہجہاں کے نام سے سریر آرائے سلطنت ہوا شروع ہی سے اپنے باپ جہانگیر کے درپے آزار اور تخت گیری کے لالچ میں ہر ممکن و مخالف سازش مرتب کرنے میں مصروف تھا برابر اس دھن میں رہا نورجہاں نے اپنی ذہانت و تدبر سے سلطنت کو بہت کچھ بنایا اور بادشاہ جہانگیر کی حفاظت کرتی رہی لیکن تاہم ان خانہ جنگیوں کی بدولت بہت بددل اور پریشان ہو گیا تھا ایک بار مہابت خاں کی سازش سے گرفتار بھی ہونا پڑا تھا اور نورجہاں کی حسن تدبیر سے باغیوں کے ہاتھ سے رہائی ہوئی تھی آخر ۱٦۲۷ء میں مرض ضیق النفس میں مبتلا ہو کر پریشان کن حالت میں وفات پائی یعنی اب شہزادہ خرم کی مراد پوری ہوئی اور وہ ۱٦۲۸ء میں محمد شہاب الدین شاہجہاں کے نام سے تخت نشین ہو کر علمبردار سلطنت مغلیہ ہوا۔ شاہجہاں اپنے عہد کا نہایت اقبالمند بادشاہ ہوا وہ اپنی عالیشان عمارات اور درباری تزک و احتشام کے لحاظ سے شاہان مغلیہ میں خاص شہرت و وقعت کا مالک ہوا۔

اس عہد میں بھی جنگ و پیکار قتل و غارت و رقابت کے بازار جو سلطنت مغلیہ کا خاصہ ہیں خوب خوب گرم رہے خان جہاں لودھی اور آصف خاں اس زمانہ میں سلطنت کے خاص امراء و خاص افسر تھے اور یہی اکثر مہمات میں پیش پیش رہے، یہ دور بھی سلطنت مغلیہ کے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے اس دور میں بلخ و بدخشاں کی فتوحات بھی تو ہوئیں لیکن انجام نہایت دردناک رہا یعنی وہی خانہ جنگی جو مغلیہ سلطنت کا خاصہ کہنا چاہیئے اس دور میں بھی ہوئیں اور نہایت پریشان کن رہیں شہزادہ اورنگزیب نے باپ (شاہجہاں) کو نظر بند کیا اور بھائیوں میں خوب کشت و خون کے بازار گرم رہے آخر شاہجہاں نے عالم اسیری میں زندگی کے بے کیف ایام گزار کر سمن برج آگرہ میں وفات پائی اور اپنی پیاری اور محبوب بیوی کے آغوش میں بمقام تاج محل آرام پایا۔ بھائیوں کی خانہ جنگی کا حشر یہ ہوا کہ اورنگزیب نے فتح پائی اور محمد محی الدین اورنگزیب کے نام سے جولائی ۱٦۵۸ء میں بھائیوں کو قتل و قید کر کے پایۂ تخت دہلی میں اپنی بادشاہی کا اعلان کر دیا یہ عہد سلطنت مغلیہ کیلئے عالمگیری عہد تھا یعنی اکبر اعظم کے زمانہ کے بعد عہد عالمگیری میں بہت زیادہ فتوحات ہوئیں خصوصیت سے دکن کی فتح اس عہد کا زرین کارنامہ تھا اور سلطنت مغلیہ میں کافی توسیع ہوئی اس وقت گویا آفتاب مغلیہ نصف النہار پر پہنچا تھا لیکن اس دور کے بعد ہی زوال کی علامات نہایت ظاہر طور پر شروع ہو گئیں اور کچھ زیادہ مدت صرف نہ ہونے پائی کہ یہ آفتاب غروب ہو گیا

شہنشاہ عالمگیر کی وفات پر مغلیہ سلطنت پر شہزادہ معظم خانہ جنگی کے بعد تخت نشین ہوا جس نے بہادر شاہ اول کا لقب اختیار کیا مگر دوران حکومت میں سوائے ضعف پیدا ہو چکے کوئی کارنمایاں انجام نہ پا سکا اس کے بعد بہادر شاہ اول کا بیٹا جہاندار شاہ ۱۷۱۲ء میں تخت نشین ہوا اب پہلے سے بہت زیادہ خانہ جنگیاں ہو رہی تھیں عیش پرستی عام تھی سلطنت روز بروز کمزور ہوتی جا رہی تھی آخر ۱۷۳۹ء میں جبکہ محمد شاہ برائے نام سریر آرائے سلطنت تھا اور چاروں طرف بدامنی تھی نادر شاہ نے اس بدنظمی کا اندازہ کر کے ایران سے براہ کابل و سندھ حملہ کیا اور وہاں سے فتح پاتا ہوا لاہور پہنچا محمد شاہ غفلت و لاپرواہی سے عیش و عشرت میں مصروف تھا نتیجہ یہ ہوا کہ برہان الملک سعادت خاں صوبہ دار اودھ نے نادر شاہ درانی سے سازش کی اور اس غداری کے ذریعہ محمد شاہ بغیر کسی جنگ و جدال کے نظر بند کر لیا گیا نادر شاہ نے خوب دلی کی تاخت و تاراج کیا اور لوٹ مار کے بعد نادر شاہ ایران واپس چلا گیا مگر سلطنت مغلیہ بے جان ہو گئی کچھ عرصہ بعد محمد شاہ نے بھی وفات پائی اور بعد ازاں نادر شاہ کے بعد اس کے جانشین احمد شاہ ابدالی نے سابقہ روایت کا لحاظ کر کے ہند پر حملہ کیا اس وقت سلطنت مغلیہ کا بجھنے والا دیا ٹمٹما رہا تھا اور جہاندار شاہ کا بیٹا عالمگیر ثانی برسر حکومت تھا ایک مرتبہ پھر دہلی اجاڑی گئی اور احمد شاہ کے حملوں نے آفتاب لب بام کو ابر زوال سے چھپا دینے کی کوشش کی ادھر انگریزوں کے قدم بھی جمتے جا رہے تھے مرہٹے بھی اسی تگ و دو میں لگے ہوئے تھے عالمگیر ثانی کی وفات پر اس کا بیٹا اکبر شاہ ثانی اور پھر پوتا بہادر شاہ ثانی تخت نشین ہوئے اور برائے نام ان تاجداران مغلیہ نے زحمت تخت نشینی اختیار کر کے ڈوبتے ستارہ کی جھلملاہٹ ظاہر کی اور آخر ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد وہ وظیفہ خواری، اور قلعہ کی چہار دیواری کی حکمرانی بھی ختم ہوئی اور یہ ریاض مغلیہ کی بہار غدر کی لوٹ میں بالکل اجڑ گئی اور اجڑے ہوئے چمن کا مرجھایا ہوا پھول بہادر شاہ جلد جلد رنگون میں انگریزوں کی نظر بندی میں پیکر داغ فانی سے رخصت ہوا گویا یہ تھا بابری رتبہ کا عبرتناک مرقعہ اور ملد دردناک انجام اور دلسوز داستان کا ورق۔

# مقالات مشاہیر

شب برات آگئی گھر گھر حلوے کے سامان ہو رہے ہوں گے اور جن کے پاس روپیہ نہ ہوگا وہ قرض لیکر اس کی فکر کر رہے ہوں گے۔ میدہ۔ گھی۔ شکر وغیرہ کی خریداری دل کھول کر ہو رہی ہوگی۔ آتشبازی الگ بڑے پیمانہ پر تیار ہو رہی ہوگی آتشباز خوش ہو رہے ہوں گے کہ ایکی انار، پھلجھڑی، پٹاخے، چھچھوندر کی خوب بکری ہوگی یہ تیاریاں کہاں ہو رہی ہوں گی ان کے ہاں جو اپنے تئیں مسلمان کہتے اور سمجھتے ہیں جو اسلام اور اسکے رسول کا کلمہ پڑھتے ہیں جن کے لئے خدا نے اسراف کو حرام قرار دیا ہے جن کے رسول کی زندگی کا دامن اس قسم کی تمام لغویات سے یکسر پاک ہی اور جن کے عقاید میں شب برات کے یہ تمام مراسم جنازکا کوئی پہلو ہی نہیں رکھتے۔

کتنے مسلمان ہیں جو حج نہ کرنے کا عذر اپنی ناداری کو بتاتے ہیں جو زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ضروریات زندگی سے اتنی رقم بچتی ہی نہیں باقی اور جو اپنے عزیزوں میں ترکہ کی شرعی تقسیم بھی محض اسی خوف سے نہیں کرتے کہ خود مفلس رہ جائینگے ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اپنی قوم کے یتیموں، مسکینوں اور اپاہجوں کی بسر اوقات کا انتظام کرو تو مفلسی کا عذر پیش کیا جاتا ہے جب کہا جاتا ہے کہ اپنی قوم کی تعلیم وتنظیم کے لئے سرمایہ جمع کرو تو پھر ناداری ہی کے عذر کو دوہرایا جاتا ہے کہ تحفظ اسلام کے لئے مالی امداد کی ضرورت ہے تو ایک دفعہ پھر عذر افلاس ہی کو پیش کرکے اپنے تئیں بچایا جاتا ہے، لیکن شب برات کے آتے ہی اسی مفلس قوم کے مفلس اشخاص یک بیک زردار ہو جاتے ہیں۔ ہر گھر میں حلوا تیار ہونے لگتا ہے ہر گھر میں آتشبازی چھوٹنے لگتی ہے اور ہر گھر میں یہ تہوار پوری چہل پہل اور صورت جشن پیدا کر دیتا ہے۔

آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ ہر سال سارے ہندوستان میں کتنی کثیر دولت مسلمان کندہ لک اور پٹاس پر پھونک کر خدا کے سامنے گنا ہگار ہوتے ہیں؟ آپ نے کبھی اس کا اندازہ کیا ہے کہ ہر سال آتشبازی سے کتنی جانیں ضائع ہوتی ہیں آپنے کبھی اس کا حساب لگایا ہے کہ ہر سال کتنے اشخاص اس سے زخمی ہوتے ہیں اور کتنوں کی صحت کو اس کا دھواں نقصان پہنچاتا ہے؟ یہ سب پہلو اس کی تردید و لغویت کے ظاہر روشن ہیں لیکن کیا کوئی دلیل عقلی و نقلی ان مراسم کی تائید میں بھی پیش کی جاسکتی ہے؟ خدا ہم کو آپ کو سب کو توفیق دے کہ اپنے امکان بھر تمام مسلمانوں کو عذاب آخرت و نقصان مایہ کے اس سودے سے باز رکھ سکیں۔

بہت سے ناواقف بھائی اس خیال میں ہیں کہ شب برات کی تقریب بھی کوئی مذہبی رسم ہے اور اس کا تعلق کسی اہم مذہبی واقعہ یا شخصیت سے ہے لیکن یہ خیال محض ان کی ناواقفیت کا نتیجہ رسول خدا صلعم کے دندان مبارک کا شہید ہونا یا حضرت حمزہؓ کا میدان جنگ میں شہید ہونا وغیرہ جو بعض روایات مشہور ہیں سو اس قسم کا کوئی واقعہ ۱۴ شعبان کو کیا معنی سرے سے اس مہینہ ہی میں نا تع نہیں ہوا۔ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اس دور آخر میں ایک بڑے مشہور بزرگ گذرے ہیں جو غیر مقلد نہیں بلکہ پختہ حنفی اور بڑے خوش عقیدہ تھے انہوں نے اپنی تصنیف ما ثبت بالسنہ میں اس تقریب شب برات پر بڑی لے دی کی ہے۔ اسے بدعت شنیعہ سے تعبیر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ بہت ہی بری رسم غالباً ہندوؤں کی دیوالی کی جوڑ پر ایجاد ہوئی ہے جس کی سند میں کوئی ضعیف بلکہ موضوع حدیث تک بھی نہیں پیش کی جاسکتی ہو ورنہ جس کی تائید کسی معتبر و غیر معتبر کتاب سے نکلتی ہے حضرت شیخ کی تصریحات کے بعد عالم و صوفی حنفی و غیر مقلد سب کو اس رسم کے مٹانے پر کمر بستہ ہو جانا چاہیئے اور کسی گروہ و طبقہ کو اس کوشش میں شریک ہونے سے الگ نہ رہنا چاہیئے۔ (مولانا عبدالماجد)

## شعبان کا مہینہ

مسلمانوں کی جنتری میں اس مبارک مہینہ کا نام شعبان ہے اسے مبارک اس لئے کہا گیا ہے کہ رسول خدا صلعم نے اسے ایک خاص عبادت روزہ کے لئے چن لیا تھا۔ صحیح حدیثوں میں اس مہینہ کے روزوں کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں اور بعض میں آیا ہے کہ بعد رمضان کے فرض روزوں کے رسول خدا صلعم جس ماہ میں سب سے زیادہ روزہ رکھتے تھے وہ یہی ماہ شعبان ہے اسی ماہ کے وسط میں ایک رات ایسی آتی ہے جس کی بابت یہ روایت آئی ہے کہ آپ اس میں اٹھکر قبرستان تشریف لیجاتے اور مردہ مسلمانوں کے حق میں دعائے مغفرت فرماتے تھے۔

یہ عمل تھا رسول خدا کا۔ یہ تعلیم تھی ہمارے سب سے بڑے پیشوا کی لیکن آج اس رسول کی امت کا، اس کے نام کا کلمہ پڑھنے والوں کا اس کی محبت کے دعویداروں کا کیا حال ہے؟ کتنے مسلمان ایسے ہیں جو اس ماہ میں خدا کی خوشنودی کے لئے دن بھر کھانے پینے اور دیگر خواہشات نفس سے اپنے تئیں روکے رہتے ہیں؟ کتنے ایسے ہیں جو اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے حق میں دعائے خیر واستغفار کرتے رہتے ہیں؟ . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

. . . . . . . . . خیر یہ بھی نہ سہی تو کتنے ایسے ہیں جو اپنا روپیہ آگ میں پھونکنے آتشبازی دیکھنے اور حلوے وغیرہ میں اسراف کرنے سے باز رہتے ہیں۔ کیا رسول خدا صلعم ۱۴ شعبان کے دن حلوا نوش فرماتے اور اس کی تقسیم میں صرف فرماتے کیا صحابہ کرام (نعوذ باللہ) یہ رات آتشبازی کے تماشوں میں بسر کرتے تھے کیا اسلام نے اس نادانی کو، ان فضولیات کو، اس اسراف کو کسی صورت میں بھی جائز رکھا ہے؟ کیا ائمہ فقہ یا اکابر طریقت کی کسی تعلیم سے "شب برات" کی موجودہ رسموں کی تائید میں کوئی دلیل پیش کی جاسکتی ہے؟

کیا آپ اس خیال میں پڑے ہوئے ہیں کہ ان فضولیات میں آپ جو کچھ صرف کر رہے ہیں اس کی بابت آپ سے سوال نہ ہوگا؟ کیا خدا نے آپ کو روپیہ پیسہ انھیں چیزوں پر صرف کرنے کے لئے عنایت کیا ہے کیا آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ آپ کی بستی میں کتنا روپیہ شب برات کے دو ایک دن کے اندر اڑ جاتا ہے؟ کیا یہی روپیہ اگر مقامی اسلامی ضروریات کے کام آتا، مسجد محلہ کی مرمت میں لگایا جاتا مسجدوں کی رونق دوبالا کی جاتی، اس سے مدد کیجاتی محتاجوں اور ناداروں کے کام آتا، بھوکوں کے کھانے پیاسوں کے پانی اور ننگوں کے کپڑے میں صرف ہوتا تو آپ کو خدا کے ہاں بیحد و بیحساب اجر نہ ملتا؟ کیا اس مبارک مہینے کی مبارک تاریخوں میں روپیہ برباد کرنا، اور آتشبازی سے تندرستی اور جان دونوں کو خطرہ میں ڈالنا کسی پہلو سے بھی کوئی عقل کی بات ہے؟ پہلی غلطیاں جو کچھ ہوتی تھیں

ہو چکیں، کیا یہ ممکن نہیں کہ اب ہی آپ اپنے گرد و پیش اپنے خاندان، اپنی بستی اپنے محلہ کی اصلاح پر آمادہ ہو جائیں اور جہاں تک ممکن ہو اپنے بھائیوں کو دین و دنیا دونوں کی بربادی میں پڑنے سے بچائیں۔ (مولانا عبد الماجد)

**سچا مسلمان** اگر آپ اپنے تئیں مسلمان کہتے اور سمجھتے ہیں تو اس لفظ کا مطلب بھی سمجھ لیجئے۔ مسلمان وہ ہے جو خدا کا اور صرف خدا کا فرمانبردار ہو۔ کسی مسلمان کے گھر میں پیدا ہو جانے یا مسلمانوں کا سا نام رکھ لینے سے کوئی مسلمان نہیں ہو جاتا۔ خدا کے حکم وہ ہیں جو قرآن پاک کے ذریعہ سے ہم تک پہنچے ہیں اور جن کو پوری طرح برت کر رسول خدا صلعم نے اپنی زندگی میں دکھا دیا بس مسلمان وہی ہے جو خدا کے راستے پر چلے اور جو راستہ خدا نے اس کو بتلا دیا ہے اس کے خلاف نہ جائے اس کے جاننے کے ذریعہ صرف دو ہیں۔ ایک قرآن پاک کے الفاظ دوسرے رسول کا عمل اپنی زندگی کی ہر بات کو اسی معیار پر پرکھئے اسی میزان پر تولئے اور اسی روشنی میں جانچئے۔

پھر یہ کیسے اچنبھے کی بات ہے کہ آپ مسلمان کہلاتے ہیں لیکن بجائے خدا کے ڈرنے کے انسانی حکومتوں سے ڈرتے ہیں۔ انسان کے بنائے ہوئے قاعدے قانون سے لرزتے ہیں اپنے جاہلی بندوں کی ریت رسم کے خلاف زبان کھولتے ہوئے خوف کھاتے ہیں اور اپنی ذات برادری کے دباؤ سے اپنے آپ کو بچھائے اپنے ہیں! آپ خوب سمجھ چکے ہیں کہ آپ کے خدا کو فضول خرچی ناپسند ہے لیکن یہ سمجھ کر بھی آپ لوگوں کی داد و واہ کی خاطر اپنی کتنی دولت بیکار کاموں میں اڑاتے ہیں آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ شب برات میں آتشبازی چھڑانا، محرم میں تعزیہ داری کرنا شادی بیاہ میں دھوم دھام کرنا، یہ سب چیزیں آپ کے پاک مذہب میں ناجائز اور خدا کی ناخوشی کا باعث ہیں لیکن آپ یہ سب کچھ جاننے پر بھی خاموش رہتے ہیں اور اپنی آنکھوں کے سامنے ان کو ہوتے دیکھتے ہیں محض اس خوف سے کہ لوگ آپ کو "وہابی" یا ایسے ہی کسی دوسرے لقب سے نہ یاد کرنے لگیں۔

مسلمانوں کو ڈرنا صرف خدا سے چاہیئے انسانوں کی ناخوشی سے اسے بالکل بے پرواہ رہنا چاہیئے اس کی ہدایت کے لئے اس کی کتاب آسمانی کافی ہے زمانہ کے رسم و رواج کی قید اس کے لئے بالکل بے معنی ہے اگر آپ کو اسلام سے کچھ بھی محبت ہے آپ کو اپنے اسلام کی اگر کچھ بھی عزت منظور ہے تو برائے خدا مستعد ہو جائیے اور اسی وقت سے عہد کر لیجئے کہ آئندہ بجز خوف خدا کے کوئی شے آپ کے اعمال میں حائل نہ ہو سکے گی تمام دنیا بلکہ سارے ملک کی بھی اصلاح ہرگز آپ کے ذمہ نہیں لیکن خود اپنی ذات اور اپنے زیر اثر حلقہ کی اصلاح اور درستی یقیناً آپ کے ذمہ ہے پہلے خود اپنے تئیں احکام اسلام کا پابند بنائیے اور پھر اپنا نمونہ اپنی بیوی اپنے بچوں اور اپنے خاندان اور اپنے محلہ کے سامنے پیش کیجئے آپ میں اگر سچائی اور خلوص ہے تو خدا ضرور آپ کی کوششوں میں برکت دے گا اور دنیوی کامیابی کے علاوہ آخرت میں بھی آپ کو اجر عظیم عطا کرے گا اگر آپ حق کے حامی ہیں تو حق بھی آپ کا رفیق اور ساتھی ہے اس کی مدد سے آپ یقیناً فتح و نصرت کے حصہ دار ہوں گے مسلمان دنیا سے مرعوب نہیں ہوتا بلکہ اپنی سچائی کی شعاعوں سے گوشہ گوشہ کو روشن و پر نور کرتا رہتا ہے۔ (حضرت ماجد)

**عبدیت کاملہ** سیرت نبوی کے متعلق کوئی سی کتاب اٹھا لیجئے اور اس کے مطالعہ کے بعد یہ سوچئے کہ رسول خدا صلعم کی زندگی کا مرکزی نقطہ کیا تھا؟ سب سے زیادہ عزیز حضور کو کونسی شے تھی سب سے زیادہ محبوب مشغلہ حضور کا کیا تھا؟ اس کے جواب میں صرف ایک شے آپ کو ملے گی "عبادت الٰہی"، شب و روز میں کتنی زائد نمازیں آپ پڑھتے تھے رات کو کس ذوق و شوق کے ساتھ بار بار بیدار ہو کر آپ نماز و مناجات میں مصروف ہوتے تھے ہر سال ہر مہینے کتنے روزے آپ لگاتار رکھا کرتے تھے صدقات و خیرات دینے پر آپ ہر وقت کیسے آمادہ و مستعد رہتے تھے حج و عمرہ کی برکتیں آپ کو کس قدر عزیز تھیں اٹھتے بیٹھتے کھانے پینے سونے جاگتے چلتے پھرتے اور اسی طرح کی چھوٹی بڑی تمام بشری ضروریات کے شروع و آخر میں آپ کس طرح دعا و ذکر الٰہی کا اہتمام کرتے تھے خدمت خلق پر آپ کس درجہ حریص تھے خوف خدا سے آپ کس بڑی حد تک لرزاں و ترساں رہتے تھے قناعت و ایثار سے ذات مبارک کیسی لبریز تھی یہ تمام خصوصیات آپ کو سیرت اقدس کے ہر ہر جزئیہ میں نظر آئیں گے

یہ نہ تھا کہ آپ کی زندگی دنیا سے بالکل گوشہ نشینی کی ہو۔ آپ کے سر تو اس قدر کام رہتے تھے کہ بڑے سے بڑے کاروباری شخص کے پاس بھی اس سے زائد کام نہیں ہو سکتے ایک نہیں متعدد بیویاں تھیں کئی کئی اولادیں تھیں۔ دوستوں اور دشمنوں دونوں کی بہت بڑی تعداد سے ہر وقت سابقہ رہتا تھا فوج کے انتظامات کرنا ہوتے تھے مالی معاملات کا انصرام کرنا ہوتا تھا۔ غیر قوموں اور سلطنتوں کے ہاں سے قاصدوں کی آمد و رفت رہتی تھی بڑے بڑے سفر کرنے ہوتے تھے غرض جو کام بہت سے لوگوں کی ایک جماعت مل کر انجام دے سکتی ہے وہ بنفس نفیس حضور اپنی ذات سے انجام دیتے تھے لیکن باینہمہ عبادات الٰہی میں کبھی فرق نہیں پڑنے پاتا تھا، ذوق و شوق، شغف و انہماک کی شئے وہی یاد الٰہی رہتی تھی بلکہ کہنا چاہیئے کہ سفر و حضر خلوت و جلوت کے تمام مشغول ساری مصروفیتوں اور کل کاروبار کی اصلی کنجی صرف طاعت باری و یاد خدا تھی، رسول خدا صلعم کی حیات مبارک اس عبدیت کا اکمل ترین مظہر تھی باقی صحابہ کرام اور دیگر بزرگان ملت کی زندگیاں ہر زمانہ میں کم و بیش اسی نمونہ کے مطابق رہی ہیں۔

اس کے بعد آپ اپنی زندگی پر غور فرمائیے آپ کی رغبت و دلچسپی آپ کے ذوق شوق آپ کی توجہ و کوشش کی مرکز کون سی چیزیں ہیں؟ خوشنما کپڑے، لذیذ کھانا، آراستہ مکان، بیوی، اولاد، بڑی تنخواہ، نام و نمود، دھوم دھام کے جلسے، نوکر چاکر، ساز و سامان بس یہی وہ چیزیں جو اسی قبیل سے ہیں۔ ہم میں سے ایک بہت بڑی تعداد تو ایسی ہے جو عبادت کو سرے سے غیر ضروری ہی سمجھے ہوئے ہیں لیکن جو لوگ بظاہر نماز روزہ کے پابند ہیں وہ بھی اپنی جگہ پر سوچیں کہ آیا ان فرائض کو ادا کرنا اپنے سر سے محض ایک بار کا اتارنا خیال کرتے ہیں یا ان اعمال کو دلی ذوق و شوق سے بھی ادا کرتے ہیں؟ کھانا رسول اللہ بھی نوش فرماتے تھے مگر محض اسلئے اور اس لحاظ سے کہ بغیر غذا کے جسم انسانی زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتا آپ کی اصلی راحت و مسرت کی شئے آپ کی آنکھ کی ٹھنڈک نماز تھی ہم لوگوں نے اس ترتیب کو بالکل الٹ دیا ہم اگر نماز پڑھتے بھی ہیں تو گویا دل پر جبر کر کے اور اس کی ادائی میں زیادہ سے زیادہ آسانیاں تلاش کر کے اور ہماری اصلی دلچسپی کی چیزیں دنیوی کاروبار میں ہیں جب ہم اسلامی زندگی کے صحیح مرکز سے اس قدر دور جا پڑے ہیں جب ہم نے خدا کی بتائی ہوئی ترتیب زندگی کو اس قدر الٹ دیا ہے جب بجائے عبادت کے مصروفیات مادی کو اپنا مقصد زندگی قرار دے لیا ہے تو ایسی حالت میں اگر ہم اسلام کی دینی و دنیوی دونوں قسم کی برکتوں سے محروم ہو گئے ہیں تو عجب کیا

# موت کے بعد کیا ہوا

(از جناب مولانا سید ظہور احمد صاحب چشتی [illegible])

(۱)

گرمی اور سخت گرمی کا موسم تھا آب و خور کی کشش نے گھر سے نکالا ایک دیہات نشین دوست کے یہاں پہنچا دیہات کی آبادی شہر کی آبادی سے بالکل مختلف ہوتی ہے آسمان و زمین کے درمیان کوئی شے حائل نہیں ہوتی۔ مطلع صاف۔ فضا کشادہ سطح زمین فراخ لطیف سے لطیف ہوا کی نقل و حرکت حواس کو فوراً محسوس ہوتی ہے لیکن بدقسمتی سے دھوپ اور لو کا زمانہ ہوتا ہے تو آگ کے ان براہ راست حملوں کا برداشت کرنا بھی آسان نہیں میں صبح کی دلکشائی اور نسیم کی روح افزائی میں وارد ہوا تھا لیکن سورج کے بلند ہوتے ہی محسوس ہوا کہ دنیا آگ کے شعلوں سے بھر گئی میرے دوست کے پاس خس کی ٹٹیاں اور بجلی کے پنکھے نہ تھے تاہم انہوں نے میری راحت رسانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور مجھے ماننا پڑا کہ جو سکھ کچے مکانوں میں ہوتا ہے اور نصیب سکتا ہے وہ شہروں کے سربفلک پختہ محلوں سے ناممکن ہے۔ ایک خام کوٹھری میں شام تک میں بستر پر پڑا رہا اور دیہاتی ملازم دستی پنکھوں سے میرے مسامات کی تواضع کرتے رہے شام کے بعد مکان میں حبس شدید تھا اور اس لئے میں ایک چارپائی بچھا کر اس صحن میں جا بیٹھا جو مکان سے چند قدم کے فاصلہ پر واقع تھا اس صحن میں کہرنی کا ایک بڑا درخت تھا اس کے نیچے ایک پختہ قبر تھی اس درخت اور اس قبر کے چاروں طرف آٹھ آٹھ دس دس گز کا عریض صاف ستھرا صحن تھا۔

مغرب کے بعد ہوا میں کسی قدر خنکی پیدا ہو گئی تھی اور میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ مکان کے اندر رہنے کی جگہ اگر رات اسی صحن میں بسر کی جائے تو زیادہ مناسب ہے چنانچہ خورد و نوش کے بعد۔ جب میرے دوست نے ملازم کو اشارہ کیا کہ میرا بستر بچھا دیا جائے تو میں باصرار اپنے ارادہ پر قائم رہا میرے دوست نے چاہا کہ میرے پلنگ کے پاس اپنا پلنگ بچھائے لیکن میں نے اس کی تکلیف اور اس کے متعلقین کی حق تلفی پسند نہیں کی اور آخر کار یہی ہوا کہ میں تنہا اس صحن میں رہا۔

(۲)

میں دس بجے تنہا ہو گیا تھا اور غالباً ایک گھنٹہ کے بعد غافل ہو کر سو گیا چند گھنٹہ کے بعد ایسی شدید خنکی پیدا ہوئی کہ میری آنکھ کھل گئی میں نے چادر اوڑھ لی کروٹیں بدلیں لیکن پھر نیند نہ آئی چاندنی پھیلی ہوئی تھی فضا پر خاموشی طاری تھی اور ایسا سناٹا تھا کہ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ اس صحن ہی میں تنہا نہیں ہوں بلکہ شاید ساری دنیا میں تنہا ہوں مختلف خیالات دماغ میں پیدا ہو رہے تھے اور رات کی تنہائیوں میں جو وسوسے دل میں گذرتے ہیں ان کا سلسلہ جاری تھا میں نے قبر کی طرف کروٹ بدلی چاند کی پوری روشنی اس کے تعویذ پر پڑ رہی تھی" میرے دل میں خطرہ گذرا کہ خدا جانے کون اس گلی خوابگاہ میں سو رہا ہے بات سے بات پیدا ہوتی ہے اس خیال کے ساتھ ہی دنیا کی بے ثباتی اور کائنات کے زوال و فنا کا تصور بندھنے لگا میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جب تخیل دماغ کی حدوں سے گذر کر روح تک جا پہنچتا ہے تو ایسے امور پیش آنے لگتے ہیں جو اس مادی دنیا میں بالکل خلاف عقل سمجھے جاتے ہیں اور اس وقت بھی اسی طرح کا ایک واقعہ پیش آیا میں قبر کی طرف دیکھ رہا تھا کہ یکایک مجھے اس کے تعویذ میں جنبش نظر آئی اور جس طرح کوئی لحاف میں کروٹیں بدلتا ہے اس طرح سطح تعویذ میں حرکت ہوئی ذرا دیر کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ زمین شق ہوئی اور ایک مرد اُسکے اندر سے برآمد ہوا۔ چاندنی خوب پھیلی ہوئی تھی باریک سے باریک شے نظر آ رہی تھی یہ شخص جسے میں نے قبر سے نکلتے دیکھا تھا آگے بڑھا اور میں خوف سے اپنے بستر پر کانپنے لگا وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا میرے پلنگ کے پاس چلا آیا اور جو کرسی پلنگ کے پاس پڑی ہوئی تھی اس پر بیٹھ گیا اس کا سر برہنہ تھا بدن کفن میں چھپا ہوا تھا دونوں ہاتھ باہر نکلے ہوئے تھے یہ عالم دیکھ کر میرے خوف کی کچھ انتہا نہ رہی اس وقت آنکھیں بھی میرے قابو میں نہ تھیں کہ ان کو بند کر کے اس نظارے سے مخلصی حاصل کرتا

(۳)

میں لرزہ براندام ہو رہا تھا کہ اس نے مسکرا کر کہا کیوں تم مجھے دیکھ کر اس قدر خوف زدہ کیوں ہو تم اس مخلوق سے ڈرتے ہو جس میں تمہیں ایک دن شامل ہونا ہے تم ان باتوں سے ڈرتے ہو جو ناگزیر طور پر تمہیں ایک دن پیش آنی ہیں خوب یاد رکھو کہ موت سے مفر نہیں اور کبھی فراموش نہ کرو کہ میں جس حالت میں ہوں ایک دن تم بھی اس حالت میں ہو گے پس اس چیز سے کیا ڈرنا جس سے مفر کی کوئی صورت نہیں اور اس حالت سے کیا وحشت زدہ ہونا جو ایک دن اپنے اوپر طاری ہونے والی ہے اس مردہ زندہ نما کی یہ تقریر بڑی موثر ثابت ہوئی اور میری وحشت بالکل نہیں تو کسی قدر ضرور کم ہو گئی اب میں نے دیکھا کہ میری ساکن آنکھوں کو بھی جنبش ہوتی تھی اور میں نے اندازہ کیا کہ میری زبان کے عضلات بھی درست ہو گئے تھے کام دینے لگے تھے بس میں نے دبی زبان سے کہا کہ آپ کون ہیں؟ یہ مختصر سا سوال ایک بڑے افسانہ کا باعث ہو گیا اس مجسمۂ برزخی نے میرا سوال سنکر ایک آہ کھینچی اور پھر کہنا شروع کیا

"میں کون ہوں" میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں آدم و حوا کے خاندان کا ایک ممبر ہوں اور اس سے زیادہ یہ ہے کہ اس گاؤں کے قریب جو شہر ہے اس کا رہنے والا ہوں لیکن یہ چالیس سال پہلے کا قصہ ہے اب تو بہت آدمی بالخصوص نئی نسلیں میرے نام سے بھی واقف نہیں میں جب اس فانی دنیا میں تھا میرا نام عبدالعزیز تھا غدر سے کچھ دنوں بعد میں پیدا ہوا میری عمر ابھی پانچ سال کی تھی کہ والد نے انتقال کیا ایک ماموں کے سوا میرا کوئی سرپرست نہ تھا وہ ایک رئیس کی سرکار میں ملازم تھے خرید و فروخت کی خدمت ان کے سپرد تھی پانچ روپے ماہوار تنخواہ تھی لیکن حالت یہ تھی کہ مومانی جان سونے میں لدی ہوئی تھیں گھر میں دو بھینسیں تھیں ڈیوڑھی میں ایک نوکر تھا جب میں نے ہوش سنبھالا تو پانچ روپے مہینہ کی آمد اور پچاس روپے ماہانہ کا خرچ دیکھ کر حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے میں بھی ایک جگہ پانچ روپے ماہوار کا نوکر تھا اور حالت یہ تھی کہ اس رقم میں ہم دونوں ماں بیٹے بڑی تکلیف سے بسر کرتے تھے اور ہمیشہ ماموں جان کے دلت نگر رہتے تھے آخر غور و تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ میرے ماموں کی آمدنی کے ذرائع تنخواہ کے علاوہ کچھ اور بھی تھے وہ خرید و فروخت میں کئی روپے کی رقم روزانہ کانٹ چھانٹ کر حاصل کر لیتے تھے وہ بڑی صفائی سے چوری کرتے اور ان کے مالکوں کو ان کی دیانت پر بہت کم شبہ کا موقع ملتا تھا۔

(۴)

اموں کے متعلق یہ حالات معلوم کرکے میرے دل میں بھی بے ایمانی کا جذبہ پیدا ہوا اور میں بھی حصول زر کی تدابیر پر غور کرنے لگا لیکن بدقسمتی سے میری ملازمت کا تعلق زد خیز نہ تھی اور فتوحات کی تمام کوششیں بیکار تھیں آخر میں نے مہذب اور غیر مہذب چوری میں محض لفظی ہیر پھیر سمجھ کر یہ فیصلہ کیا کہ اگر چالاکی اور ہوشمندی کے بغیر محض سادگی کے ساتھ اگر کچھ رقم چرا سکوں تو چرا لوں اس خیال کے بعد میں برابر تاک میں رہا اور آخر ایکدن بخت و اتفاق نے یاوری کی اور میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا اس دن میرا آقا کچھ گھبرایا ہوا تھا وہ اپنے بکس میں چابیاں لگا کر بھول گیا اس کے جانے کے بعد موقع پاکر میں نے بکس کا جائزہ لیا ایک خانہ میں اشرفیاں رکھی ہوئی تھیں ایک بڑا خانہ روپیوں سے بھرا ہوا تھا میں نے روپیوں کو ہاتھ نہیں لگایا لیکن اشرفیاں نکال کر اور ایک کاغذ میں لپیٹ کر مکان میں کسی مخفی جگہ رکھدیں اور صندوقچہ کو بدستور رہنے دیا شام کو جب میرا آقا واپس آیا اور اس نے کسی ضرورت سے صندوقچہ کھولا تو یہ راز فاش ہوا اور تفتیش شروع ہوئی گھر میں ایک قیامت برپا تھی مجھ سے بھی کافی بازپرس کی گئی پولیس بلائی گئی سب کچھ ہوا لیکن کچھ سراغ نہ چلا کہ اشرفیاں کیا ہوئیں آخر کار ساڑھے سات سو کی رقم مجھے ہضم ہو گئی چند روز کے بعد میں نے موجودہ ملازمت چھوڑ کر ایک بیگم کی ملازمت اختیار کی۔ رفتہ رفتہ بیگم مجھپر بہت مہربان ہو گئیں اور مجھے دانشمندانہ چوریوں کے بہت سے مواقع حاصل ہو گئے جن کی بنا پر چند سال میں ہزار ہا روپیہ میرے ہاتھ آ گیا کچھ دنوں کے بعد بیگم صاحبہ نے انتقال کیا ان کی بہو مجھپر کامل اعتماد رکھتی تھیں انھوں نے مخفی طور پر بیگم مرحومہ کا ایک صندوقچہ مجھے دیا کہ میں ان کے میکے پہنچا دوں میں یہ صندوقچہ اپنے گھر لایا اور اس کے تمام زیورات نکال کر خالی صندوقچہ مقفل کرکے پہنچا دیا صندوقچہ کے زیورات نے مجھے دنیوی فکروں سے بالکل آزاد کر دیا ان کی قیمت پچاس ہزار سے زیادہ وصول ہوئی میں نے اپنے لئے ایک خوبصورت مکان تعمیر کرایا اور آرام سے زندگی بسر کرنے لگا۔

(۵)

روپیہ کی ایک بڑی مقدار ہاتھ آتے ہی میری دماغی حالت بدل گئی اب میں پہلے سے زیادہ عقلمند ہو گیا اور اب پہلے سے بڑھکر میری عقل اپنی پرواز دکھانے لگی تھی میں نے خیال کیا کہ روپے کی بڑی سے بڑی مقدار بھی اگر اسے ترقی دینے کی کوشش نہ کی جائے تو ایک دن ختم ہو سکتی ہے اس لئے میں نے سودی لین دین شروع کیا میں زیادہ تر ان لوگوں کو سودی روپے دیتا تھا جن سے روپے کی واپسی کی بہت کم امید ہوتی تھی اور اس طرح رفتہ رفتہ لوگوں کی جائدادیں مکفول ہوتی تھیں میری طرف منتقل ہونے لگیں آسائش و طمانیت کا اس قدر انتظام کر لینے کے بعد مجھے شادی بیاہ کا خیال پیدا ہوا جس کا عمل میں آنا کچھ دشوار نہ تھا ایک اکلوتی بیٹی ایک دولتمند باپ کی میرے نکاح میں آئی دس سال تک میری بیوی زندہ رہی اور اس سے تین لڑکے پیدا ہوئے چونکہ میں نے خود تعلیم حاصل نہیں کی تھی یا کسی خاص محنت یا جد و جہد کے بغیر میں دولتمند بن گیا تھا اس لئے میں نے اپنے بچوں کی تعلیم کا بھی چنداں خیال نہیں کیا لیکن یہ میری غلطی تھی میں سمجھتا تھا کہ ملازمت اور حصول زر ہی کے لئے تعلیم کی ضرورت ہے حالانکہ حصول زر سے بڑھکر دماغ اور کیرکٹر کی اصلاح کے لئے تعلیم ضروری ہے چنانچہ میری اس غفلت کا نتیجہ یہ ہوا کہ بچوں کے عادات و خصائل خراب ہو گئے اور میں جوں جوں عمر کی منزل میں آگے بڑھتے گئے اسی حدتک ان کی اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہوتی چلی گئی بیوی کے انتقال کے بعد مجھے چنداں ضرورت نہ تھی کہ میں دوسری شادی کرتا لیکن اولاد کی نالائقی اور شب و روز طرح طرح کی تکالیف اور بدنظمی کا سامنا کرکے میں دوسری شادی پر مجبور ہوا دوسری شادی سے بھی کوئی خوشگوار نتیجہ برآمد نہیں ہوا شادی سے میں نے یہ فائدہ سوچا تھا کہ گھر بچوں کی دست برد سے محفوظ رہے گا اس مقصد میں بڑی حد تک کامیابی ہوئی لیکن بچوں سے جو کچھ بچ سکا وہ دوسری بیوی کے میکے کی طرف منتقل ہو گیا اور میں نے محسوس کیا کہ جس خیال سے میں نے غریب کنبہ سے رشتہ کیا تھا وہ غلط ثابت ہو رہا ہے، یہ پہلا موقع تھا کہ مجھے اپنی خوش نصیبی میں شبہ واقع ہونے لگا۔

(۶)

اب میں کسی قدر ملول رہنے لگا کیونکہ کبھی کبھی اس زمانہ کا تصور میرے دل میں چٹکیاں لینے لگا جو میرے بعد آنے والا تھا میری جائداد لاکھوں روپے سے متجاوز تھی اور مجھے اطمینان نہ تھا کہ میری زندگی کے بعد وہ باقی رہے گی بہرحال دولت بڑھ رہی تھی عمر گھٹ رہی تھی اور میں امید و بیم کی کشمکش میں مبتلا زندگی بسر کر رہا تھا ایک دن میں کسی ضرورت سے اس گاؤں میں آیا ہوا تھا کھیتوں میں پھر رہا تھا یک بانس پر ایک چھوٹا سا کپڑا آکر بیٹھا اور اڑ گیا کچھ سوزش سی معلوم ہوئی اور تھوڑی دیر میں ایک آبلہ نمودار ہوا چند گھنٹہ میں پاؤں سوج گیا رفتہ رفتہ سارے بدن میں زہر پھیل گیا فوراً میرے گھر پر اطلاع دی گئی میں نقل و حرکت کے قابل نہ تھا اسلئے حکیموں اور ڈاکٹروں کو اسی جگہ مجتمع کیا گیا غیر معمولی کوشش ہوئی لیکن میری آنکھیں ایسی بند ہوئی تھیں کہ پھر نہ کھلیں اور میرے حواس ایسے رخصت ہوئے پھر واپس نہ آئے آخر کار مجھپر وہ حالت طاری ہوئی جسے موت سے تعبیر کیا جاتا ہے اب میری روح اور میرا جسم دو جداگانہ چیزیں تھیں میری روح کو میرے جسم سے اسی قدر تعلق تھا جس قدر ایک اتارے ہوئے لباس سے ہو سکتا ہے تاہم میری دلچسپیاں اس مادی قفس سے باقی تھیں جس میں عرصہ دراز تک میں محبوس و مقید رہا تھا اس حادثہ کے بعد سب کی صلاح ہوئی کہ مجھے اس میدان میں جو میری ذاتی ملکیت تھا دفن کرکے ایک چمن لگا دیا جائے چنانچہ مجھے اس جگہ سپرد خاک کر دیا گیا جہاں تم میری قبر دیکھتے ہو اور میرے اہل و عیال تین روز کے بعد گھر کو واپس ہو گئے ان کا خیال تھا کہ میں اس قبر میں سو رہا ہوں لیکن درحقیقت میری روح جو آج موج ہوا کی طرح آزاد تھی ان کے ہمراہ تھی دنیا کی کوئی بات مجھ سے پوشیدہ نہ تھی اور جسمانی کثافتوں کی وجہ سے جو حجابات میرے اور غیب کے درمیان حائل تھے وہ سب اٹھ چکے تھے میں جہاں چاہتا جا سکتا تھا لیکن مجھے سب سے زیادہ اپنے گھر سے دلچسپی تھی اور میں یہ معلوم کرنے کا بہت شائق تھا کہ میرے بعد میرے متعلقین اور ان کے ورثہ میں آنے والی دولت کا کیا حشر ہوتا ہے۔

(۷)

میرے بعد سب سے پہلا خطرناک واقعہ یہ پیش آیا کہ میری بیوی اور میرے بچوں کے درمیان شدید جنگ واقع ہوئی آخر کار بیوی نے مہر کا دعویٰ کیا اور اس کے بعد حق زوجیت کی درخواست کی اور ان دونوں صورتوں میں تقریباً نصف جائداد اس کے قبضہ میں آ گئی ان جھگڑوں اور مناقشوں کی وجہ سے میرے ایصال ثواب کی طرف کسی نے بھی توجہ نہیں کی اور اس بے توجہی سے مجھے جن شدائد و تکالیف میں مبتلا ہونا پڑا اس کا اندازہ ان لوگوں کے لئے دشوار ہے جو ہنوز آب و گل کے

ظلمات میں مقید ہیں بہر حال میری وابستگی بدستور قائم تھی اور میں اپنے گھر کے حالات کی دیکھ بھال میں مصروف رہتا تھا بیوی سے جس قدر جائداد بچی وہ بچوں میں تقسیم ہوگئی بدقسمتی سے ہر ایک لڑکا آوارہ اور بدچلن ثابت ہوا وہ جائداد جو کئی پشت کے لئے کافی تھی میری اولاد نے چند روز میں پانی کی طرح بہادی بالکل مفلس ہوجانے کے بعد فاقہ کشی کرنے لگے تو نوکری کی جستجو ہوئی چونکہ تعلیم یافتہ نہ تھے اس لئے کوئی معقول نوکری نہ مل سکتی تھی افلاس نے انھیں جرائم اور بددیانتی پر مجبور کیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ میرا ایک نور چشم کالے پانی کی وحشت ناک سرزمین پر زندگی کے دن پورے کر رہا ہے ایک آگرہ کے سنٹرل جیل میں ہے ایک شہر میں ایک طوائف کے ہاں چلمیں بھرنے کی خدمات پر مامور ہے مجھے دنیا بدترین الفاظ سے یاد کرتی ہے اگرچہ زمانہ دراز گذر چکا ہے لیکن میری بددیانتی کے افسانے ہنوز تازہ ہیں۔

(۸)

جب میری موت پر ایک سال گذر گیا تو مجھے دنیوی آزادیوں سے محروم کر دیا گیا اور اس برزخی زندان میں مقید کیا گیا جو بداعمال روحوں کے لئے بنایا گیا ہے مجھے اس بندش قید اور عذاب و تکلیف کی چنداں پرواہ نہ تھی لیکن میں اس بات سے بیحد ملول رہتا تھا کہ اپنے گھر کے حالات سے بیخبر تھا آخر میں نے ان فرشتوں سے جو میری اور دوسروں کی روحوں پر مامور تھے نہایت لجاجت کے ساتھ عرض کیا کہ مجھے پردہ دنیا پر جانے کی اجازت دی جائے فرشتوں کو میری اس پر زور درخواست پر رحم آیا اور انہوں نے بالادست ہستیوں سے اس شرط پر مجھے اجازت دلوائی کہ ایک صدی تک میرے عذاب کی مقدار دگنی کر دی جائیگی۔ آہ میں اپنی بیوی کے ایکدفعہ دیکھنے کا اس قدر مشتاق ہو رہا تھا کہ میں نے اس شرط کو بڑی خوشی کے ساتھ قبول کر لیا دو فرشتے دائیں بائیں میرے ساتھ ہوئے اور میں عالم جذب و شوق میں اس برزخی زندان سے نکل کر پردۂ دنیا کی طرف روانہ ہوا یہ شاید رات کے بارہ بجے کا وقت تھا میں بڑی تیک روی کے ساتھ اپنے مکان کی طرف بڑھا اور مجھے اس وقت تک چین نہ آیا جب تک میں اپنی خوابگاہ تک پہنچ نہ لیا میرا یہ خیال صحیح نکلا کہ میری بیوی نے محبت کی بنا پر اب تک اس کمرے میں اپنی بود و باش قائم رکھی ہوگی ہاں وہ اس کمرہ میں موجود تھی لیکن کس حالت ایک مکلف پلنگ پر وہ محو راحت تھی اس کے پہلو میں ایک شخص تھا جس سے اس نے میرے بعد نکاح کر لیا تھا یہ کون شخص تھا؟ میرا ایک جانی دشمن جس کے نام سے مجھے نفرت تھی اور جس نے مجھے تمام عمر مصائب و مشکلات میں مبتلا رکھا تھا۔ میں یہ منظر دیکھکر تماشہ لا سکا اور الٹے پاؤں برزخی میدان کی طرف روانہ ہوا اور میں اے فانی دوست تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس نظارہ سے مجھے جو تکلیف پہنچی اس کے مقابلہ میں وہ عذاب ہیچ ہے جو عرصہ دراز سے مجھپر ہو رہا تھی

# ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

اس محسن اعظم، اس کارساز حقیقی اس سب سے بڑی شان والے رب قدیر کی کارسازیاں اور بندہ نوازیاں دیکھتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ مولا اپنا کام لینے کے لئے کچھ نہیں دیکھتے کہ کون ہے یا کیا ہے، میں اپنی ہی طرف نظر ڈالتا ہوں تو حیرت ہو جاتی ہے، کہ ایک ایسی ادنیٰ تر ہستی سے کیا کام لیا ہے اور مولوی کو کیا شہرت بخشی ہے کہ ہندوستان کا چپہ چپہ مولوی سے آشنا ہو گیا، اور پورے اس بر اعظم میں ایک ہی ماہوار پرچہ اتنی اشاعت کا نہیں ہے، یہ تو کام ہے، اور کاریگر کو دیکھئے، تو ایک کندۂ ناتراش، ایک مزدور محض جس نے برسوں ایسی زندگی بسر کی جب کہ اس کا کوئی نگراں کار ہی نہ تھا، اور جس نے ایام گذاری کے لئے پریس کی ادنیٰ ترین ملازمت سے اس لائن میں قدم رکھا، اور کوئی بھی اس سلسلہ کی مزدوری ایسی نہ تھی جو اپنے ہاتھ سے نہ کی ہو، خدا داداحمدی صاحب قبلہ تا حیات قائم الدام رکھے جنہوں نے اپنی شفقت سے میری تربیت کی اور میں پریس مین سے خوشنویس اور پھر منتظم پریس، پھر مالک پریس اور اس کے بعد ہندوستان کے سب سے بڑے پرچے کا مہتمم و مالک ہو گیا۔

میں ہنستا ہوں کہ بڑے بڑے پرانے کام کرنے والے جن کی مستقل شہرت ہے اور جو دائمی ترقی کے اہل ہیں مجھ سے مشورہ کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ مولوی کی اتنی اشاعت کیونکر ہو گئی، میں جانتا ہوں تو بتاؤں، جب فقط مولا کا نوازنا ہی ٹھہرا تو اس کے لئے دلیل کیا۔ جو اسباب کے قائل ہیں وہ یہ سمجھ لیں کہ مولوی کے ناظرین کو خدا نے وہ جوش عمل دیا ہے کہ وہ سب کچھ کر دیتے ہیں، اور سہرا بندھتا ہے خواہ مخواہ مجھ جیسے فرد ایسہ کے سر، اور بھائی واقعہ تو یہ ہے کہ مولوی کے ناظرین تو پھر اس کے محد اس کے معاون ہیں اور دیکھ ہی رہے ہیں کہ جتنا گڑ ڈالتے جاتے ہیں اتنا ہی میٹھا ہوتا جاتا ہے، ان کی اعانت تو ان کے ذوق کے ساتھ ہے لیکن مولائے کریم کا اندازہ ہوتا ہے جب "عدو شود سبب خیر" دیکھتا ہوں بس یہی کہنا پڑتا ہے کہ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

## روداد ماہ گذشتہ

ساری دنیا بے چین ہے، حکومت تک دیوالیہ ہے مولوی بے چارہ قرضدار ہو جائے تو تعجب ہی کیا ہے۔ گھر گھر یہی پریشانی ہے، جانتا ہوں کہ مولوی کے ہزارہا ناظرین بھی اس عالمگیر ابتلاء سے متاثر ہونگے، لیکن ضروریات بہرحال پوری کرنی ہی پڑتی ہیں، دنیا کے ساتھ دینی ضرورت بھی پیش نظر رکھئے، اور عزم صمیم کر لیجئے کہ مولوی اور اپنی حیات تک اس کو اپنے سے وابستہ رکھیں گے بڑا ہی قلق ہوتا ہے جب کوئی بھائی مولوی سے علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں، خدا معلوم ان کے مطالعہ میں جب سلسلہ مضامین منقطع ہوتا ہے تو وہ اسے کیوں محسوس نہیں کرتے۔

## جدید خریداروں کی فراہمی

کے لئے ضرور اب دشواریاں لاحق ہونگی، کیونکہ یہی موجودہ پریشانیوں کے سلسلہ میں ترغیب خریداری کے لئے زیادہ محنت کرنی پڑے گی، اس لئے زیادہ توجہ سے کام لیجئے اور زیادہ محنت کیجئے آج کل کچھ مطمئن طبقہ ملازمت پیشہ بھائیوں کا ہے ان کو خاص طور سے توجہ کرنی چاہئے اس مہینے میں میں نے تقریباً دو سو بھائیوں کو قلمی خط بہت خصوصیت سے روانہ کئے ہیں اور بہت ہی توقع کے ساتھ ان کی کوشش کا خواہاں ہوا ہوں خدا کرے کہ ان کی کامیابی کی تمام دشواریاں ہٹ جائیں، سالانہ پندرہ ہزار خریدار بہت ہوتے ہیں، بشرطیکہ وہ مستقل رہ جائیں تو پھر کسی اپیل کی ضرورت نہیں رہتی لیکن ہمارے تقریباً نصف بھائی ہر سال سلسلہ اعانت منقطع کر دیتے ہیں، اور صاحب خیر دوسرے بھائی اپنی محنت سے اس گڑھے کو بھر دیتے ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ ہر مہینے جدید خریداروں کے لئے لکھنا پڑتا ہے۔

## ماہ رسول

یہ مہینہ رسول کریم کا مہینہ ہے، یہ مہینہ ہی خیر و سعادت کا گنجینہ ہے اور شیدایان رسول اس مہینے میں بہت خیرات کرتے ہیں، آپ کی خیرات اس مہینے میں سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ مولوی کے خریدار فراہم کریں، کیونکہ تبلیغ اسلام سب سے بڑی خیرات ہے، اور مولوی کا خریدار بنا دینا گویا اوامر و نواہی اسلام کا دوسرے بھائی تک پہنچانا ہے اور یہی تبلیغ دین ہے، اور اس کا اجر خدا کے نزدیک بہت بلند ہے۔

## قرآن شریف

اس مہینے میں لوگ اکثر منگاتے ہیں اس لئے کہ قرآن شریف خصوصاً مترجم قرآن شریف کی تفہیم بھی تبلیغ اسلام کا اہم جزو ہے، بلکہ اصلی تبلیغ ہے اس کا اجر بھی خدا ہی جانتا ہے کہ کتنا عظیم ہے مولوی کے دفتر میں سب قسم کے قرآن شریف موجود ہیں جیسا کہ اشتہارات سے معلوم ہوگا، اس لئے مترجم قرآن شریف منگا کر پڑھئے اور لوگوں کو پڑھنے کے لئے دیجئے صرف مولوی کے دفتر سے منگانے میں دوہرا ثواب ہے اعانت تبلیغ اسلام بھی اور اعانت تبلیغ قرآن بھی، اور جب قیمت بھی مولوی کے دفتر میں سب سے ارزاں ہو تو پھر کسی اور طرف توجہ کرنا اور کہیں سے منگانا قطعی غلط ہے۔

## اب ذرا ان بھائیوں سے بھی مل لیجئے

آپ جانتے ہیں یہ کون ہیں، یہ وہ ہیں جو اسلام کے فداکار ہیں، یہ وہ ہیں جو ہر صدائے اسلام پر لبیک کہتے ہیں، یہ وہ ہیں جو اپنی ضروریات دنیوی کے ساتھ ضروریات دینی کو محسوس کرتے ہیں، یہ وہ ہیں جو احکام اسلام دوسرے بھائیوں تک پہنچاتے ہیں یہ وہ ہیں جو سرکار رسالت کا پیام مسلمانوں کو دیتے ہیں، یہ وہ ہیں جو اولیائے کرام کے مقدس مقالات سے دوسروں کو بہرہ اندوز کرتے ہیں، یہ وہ ہیں جو مسلمانوں کو صحیح ملکی و سیاسی تعلیم دیتے ہیں، **یعنی** یہ وہ ہیں جو ہر وقت مولوی کی ترقی اشاعت میں کوشاں، اور اس کی اعانت میں مصروف ہیں، فجزاھم اللہ احسن الجزا۔ اللھم حصل مرادھم بالخیر۔ اللھم نور قلوبھم بنور معرفتک و محبتک ابدا اللھم اجرھم من خزی الدنیا و عذاب الآخرۃ۔ ربنا تقبل منا انک سمیع الدعا۔

| نام معاونین | تعداد | نام معاونین | تعداد |
|---|---|---|---|
| جناب محمد یعقوب بیگ صاحب بھیکی | ۳ | جناب محمد بشیر صاحب احمد پور | ۲ |
| " شبیر احمد صاحب دلدار نگر | ۳ | " منشی محمد ابراہیم صاحب لشکر | ۲ |
| " محمد عظمت اللہ صاحب لنگنڈہ | ۳ | " منشی ابراہیم صاحب کیرچیلہ | ۲ |
| " محمد عبدالغنی صاحب چک منگلور | ۱ | " ابراہیم یوسف بروچہ صاحب بمبئی | ۲ |
| " ظفر الدین احمد صاحب بستی متھو | ۱ | " سید اسد علی صاحب جوالاپور گوالیار | ۱ |
| " محمد نصیر صاحب فتحپور | ۱ | " صدر دفتر اسلامیہ تنگی خیل | ۱ |
| " نثار احمد صاحب حسام پور | ۱ | " ایف، سی، حکیم صاحب احمد آباد | ۲ |
| " محمد رفیق صاحب خوشاب | ۱ | " محمد یار خاں صاحب محمود آباد | ۱ |
| " صوفی تصدق حسین صاحب ہلدوانی | ۲ | " رحیم احمد صاحب حیدر آباد دکن | ۱ |
| " چودھری اشتیاق احمد صاحب دہلی | ۲ | " محمد ابراہیم صاحب بستی پور | ۳ |
| " عبدالمجید صاحب حیدر آباد | ۴ | " محمد شفیع صاحب بمبئی نمبر ۸ | ۲ |

| اسماء معاونین | تعداد | اسماء معاونین | تعداد | اسماء معاونین | تعداد | اسماء معاونین | تعداد |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| جناب سیا ابراہیم صاحب بمبئی | ۱ | چودہری رحمت علی صاحب ڈپٹی کلکٹر | ۱ | جناب عثمان صاحب صحرادار | ۲ | جناب حامد علی صاحب سلیکشن ماسٹر کالا بکنج | ۲ |
| " عبدالرحمن صاحب ستھن کوٹ | ۲ | جناب احتشام احمد صاحب اسد سیلو | ۲ | " میر مقبول علی صاحب بانگلہ | ۱ | " کفایت حسین صاحب پورنیہ | ۲ |
| " عبدالکریم صاحب چوہٹہ | ۲ | " شیخ احمد شیخ حسن صاحب قرقبے | ۱ | " سید محمد نذیر صاحب حیدرآباد | ۱ | " سراج الدین صاحب الہ آباد | ۱ |
| " محمد قدیر صاحب طالب علم حیدرآباد | ۸ | " ایم تراب علی صاحب حیدرآباد دکن | ۱ | " ایم محمد حسین صاحب زمیندار شادیوال | ۲ | " سید اسماعیل صاحب ڈسکہ | ۱ |
| " ایم جی ایم اینڈ سنز کوئمبٹور | ۲ | " عبدالستار صاحب منڈی میسور | ۱ | " گل محمد محمد یوسف صاحب اورنگ آباد | ۴ | " مولوی نذیر احمد صاحب جودھپور | ۲ |
| " محمد منصور صاحب رسال پور | ۱ | " عبدالوحید صاحب بمبئی نمبر ۹ | ۲ | " محمد خواجہ صاحب حیدرآباد دکن | ۲ | " حوالدار سیلان خان صاحب مانک پور | ۲ |
| " ایم عبدالرحمن ایوب صاحب سردار شہر | ۳ | " نیر الحسن صاحب گوالیار | ۱ | " محمد عبدالخالق صاحب گندربل | ۳ | " محمود علی صاحب پٹواری راویر | ۲ |
| " عبدالشکور صاحب رائے پور سی پی | ۵ | " محمد اطاعت علی صاحب بھراجپور | ۳ | " شاہ علی صاحب قادری نقل نویس | ۲ | " سمیع اللہ صاحب جاورہ | ۴ |
| " معلم محمد خلیل صاحب وانمباڑی | ۲ | " عبدالرحمن صاحب ڈیرہ اسماعیل خان | ۲ | " محمد رضا صاحب محرر پولیس لائن | ۲ | " محمد غوث صاحب ادریسی رائچور | ۳ |
| " محمد اسلم صاحب راولپنڈی | ۱ | " عبدالغفار صاحب میاں چنوں | ۱ | " غلام حسین صاحب چھاؤنی سیالکوٹ | ۲ | " محمد حسین صاحب بنگہ جالندہر | ۲ |
| " انشاء اللہ خاں صاحب لکھنؤ | ۱ | " مولوی بادہتاب خان صاحب سونپور | ۷ | " جناب محمد اصغر صاحب قریشی پنج پیر | ۸ | " صادق علی صاحب چک تراش | ۱ |
| " جناب مظہر احمد صاحب پورن پور | ۳ | " قاضی عبدالمجید صاحب راولپنڈی | ۳ | " شجاعت حسین صاحب اکبرآبادی | ۳ | " محمد سیت صاحب اسسٹنٹ ویٹش ماسٹر | ۲ |
| " ایم عبدالرحیم صاحب چیتور | ۱ | " ایم اقبال حسین صاحب فردوسی | ۱ | " چودہری سید محمد یاسین صاحب بائلی | ۲ | " سید محی الدین صاحب گملہ رانچی | ۳ |
| " شجاع الدین صاحب کوٹہ اسٹیٹ | ۲ | " سید عزیز احمد صاحب سید پوری خانزیبہ | ۳ | " خان بہادر شیخ مہدی حسن صاحب فیض آباد | ۴ | " شیر دل خاں صاحب گنجولی | ۱ |
| " ابوالبشیر عبدالقیوم صاحب ڈل ٹاؤن | ۳ | " عبدالصمد صاحب پونہ | ۳ | " مولوی نجم الدین صاحب وکیل ترولی | ۶ | " مولوی عبدالاحد صاحب گندربل | ۱ |
| " مولوی نور حسن صاحب جام پور | ۱ | " ایم آئی سعید صاحب حیدرآباد | ۲ | " مسعود الزماں خانصاحب جونا گڑھ | ۴ | " محمد حسین صاحب انصاری خلیل آباد | ۱ |
| " حکیم عبدالنور صاحب نگر نوشہ | ۳ | " شاہ عبدالعزیز صاحب سکندرآباد | ۳ | " حاجی کریم، کریم بخش صاحب رنگ | ۲ | " محمد عباس خاں صاحب پونچھ | ۲ |
| " مولوی نذیر الحق صاحب چک نمبر ۳۷ | ۳ | " کفایت اللہ صاحب انگول | ۱ | " مقبول احمد صاحب ہیڈماسٹر مولمین | ۳ | " محمد حنیف صاحب ٹاٹا نگر | ۴ |
| " عبدالعزیز رضوان اللہ صاحب احمد آباد | ۱۰ | " سید امین الدین صاحب ہیڈماسٹر ملیاڑ | ۷ | " برکت علی صاحب شہر سالکوٹ | ۴ | " دین محمد صاحب پٹ ور شہر | ۲ |
| " عبدالحکیم صاحب اعوان سرگودھا | ۱ | " شیخ غلام محی الدین صاحب ملک واڑہ | ۸ | " محمد ابراہیم صاحب ہاردوائے ماہی کنٹھ | ۲ | " عبدالعزیز صاحب دھول پور | ۲ |
| " خواجہ حمید اللہ صاحب بنارس | ۵ | " عبدالرب صاحب صلعدار | ۲ | " محمد ذکی صاحب ٹاٹا نگر | ۳ | " ایم ایم عبدالحمید صاحب تھریر | ۱ |
| " محمد فاروق صاحب سیونی | ۱ | " رشید الرحمن صاحب کوئٹہ | ۳ | " ایم غلام حسین صاحب میسور | ۲ | " مولوی اکبر حسین صاحب جالنہ | ۱ |
| " محمد سلیم صاحب سیلیا باغ جبل پور | ۲ | " ایم قمر الحق صاحب سرانڈی | ۳ | " محمد امین صاحب دوسوجہ ساگری | ۱ | " شیخ چاند صاحب ایجنٹ سکندرآباد | ۸ |
| " منشی غلام رسول صاحب نظام الدین | ۲ | " ملا عظیم الدین صاحب بھوین ڈاہیل | ۳ | " مولوی ضیاء الحق صاحب وکیل چمن | ۱۰ | " حافظ رحیم بخش صاحب سیہور | ۲ |
| " عبدالرزاق صاحب تاجر پارچہ مدن پلی | ۱ | " حاجی محمد ابراہیم صاحب جونا گڑھ | ۳ | " مولوی شمیم حید صاحب بھوپال | ۲ | " رحیم بخش صاحب ٹھیکہ دار کاٹھا | ۴ |
| " ڈاکٹر محراب خان صاحب دلکشا لکھنؤ | ۲۰ | " خواجہ خالد حمید اگو گرہن | ۱ | " محمد اسماعیل خان صاحب ریوان | ۲ | " محمد امیر علی صاحب میلوار | ۲ |
| " غلام حسین صاحب پنشنر سیالکوٹ | ۱ | " عبدالکریم صاحب پٹواری گھریالی | ۱ | " عبدالکریم صاحب محبوب نگر | ۱ | " سید محمد حسن صاحب جائس | ۲ |
| " خواجہ عبدالرحمن صاحب سوداگر تاندور | ۵ | " محمد حسین خانصاحب وکیل اجمیر | ۱ | " قاضی محبوب شاہ صاحب پتردل | ۱ | " ایم عبدالعزیز صاحب کالاباغ | ۳ |
| " اے ایم نائک صاحب منو بھائی دھارواڑ | ۳ | " سید محمود حسن صاحب کلکٹری میرپور | ۱ | " اے آر نبی صاحب تھاٹون برما | ۱ | " عبدالوہاب محمد سلطان صاحب مظفرپور | ۳ |
| " عبدالرحمن صاحب چنگوپہ | ۳ | " عبدالصمد صاحب بردوان | ۱ | " محمد خاں صاحب اجمیر | ۱ | " محمد اسحاق صاحب ہاوڑہ | ۵ |
| " محمد عبداللہ خاں صاحب چمن جہنو | ۲ | " سید عظیم الدین صاحب بڑودہ | ۲ | " محمد بشیر صاحب چشتی عبداللہ پور | ۱ | " اللہ داد صاحب لاہور | ۲ |
| " محمد بشیر صاحب سب انسپکٹر پونچھ | ۲ | " سید سردار شاہ صاحب صلعدار | ۱ | " شیخ سعد اللہ صاحب ٹلی جہری | ۱ | " قاضی سید حفیظ الدین صاحب ناٹر | ۲ |
| " امیر اللہ صاحب کیری | ۲ | " عبدالعزیز صاحب اکولہ | ۱ | " محمد اسحاق صاحب انصاری جونپوری | ۱ | " سید عبدالغفور صاحب منڈی کمینہ | ۲ |
| " عبدالعزیز صاحب کوٹ ملتانیہ | ۲ | " فضل احمد صاحب پنڈدادنخان | ۱ | " محمد سعید خاں صاحب سیہور | ۲ | " محمد عمر صاحب لکھنؤ | ۲ |
| " عبدالحی صاحب تارہ زو | ۲ | " مولوی ریاست علی صاحب کیری | ۴ | " قیس محمد خاں صاحب گارڈ کالاباغ | ۲ | " آل حسن صاحب فتح پور | ۲ |
| " کے عبدالرحیم صاحب موڈیگرہ | ۲ | " میرزا صدیق بیگ صاحب پٹی | ۴ | " عبدالحلیم صاحب منگلور | ۱ | " جناب حبیب اللہ صاحب جہو | ۳ |
| " مولوی جلال الدین پرنیڈہ | ۱ | " ابراہیم یوسف صاحب سولین دوا | ۲ | " عوض علی خاں صاحب جان پور | ۳ | " شاہ رشید احمد صاحب | ۲ |
| " نذیرالدین صاحب تحصیل سیجا | ۱ | " غلام حسن الدین صاحب حیدرآباد | ۲ | " عمر لبیہ صاحب بنگلور | ۴ | باقی: ۲۸ر اکتوبر تک نام درج ہوئے | |

## تفسیر صفحہ ہذا

ومن یقنت منکن للہ ورسولہ اس آیت شریفہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو خطاب فرمایا گیا ہے کہ تمہاری عزت و عظمت اللہ کے نزدیک اور مستورات مومنین سے زیادہ ہے تمہیں بھی اسی قدر با فخر و وقار رہنا چاہئے کلام میں نرمی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وقار و عظمت اور تمکنت اور رعب باتوں میں ہو اور جب منہ سے بات نکلے تو معقول بات نبی کی عظمت اور ہی وقار قائم کرنے کے لئے نکلا اور یہ بھی ضرور ہے کہ مثل زمانہ جاہلیت کے باہر نہ پھرو بلکہ اپنے گھروں میں بیٹھی رہو تا کہ تمہاری شان میں کہ تم امہات المومنین ہو کچھ فرق نہ آئے زکوٰۃ دو، نماز پڑھو اور اللہ و رسول کی اطاعت کرو تمہارے لئے یہی بس ہے، خداوند کریم کی یہی مرضی ہے کہ زمانہ جاہلیت کی جتنی عادتیں جو درحقیقت ناپاک ہیں تم میں سے جاتی رہیں اور جو کچھ ہم نے بتایا ہے اگر اس پر تم عمل پیرا ہو گی تو تمہیں کیسی بزرگی اور تقدس حاصل ہوتا ہے مثلاً جو خداوند تعالیٰ نے دیا ہے اوروں کو کب نصیب ہے تمہارے ہی گھروں میں ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں، پھر تم ہی خیال کرو کہ تم سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے بعض اہل تحریر فرماتے ہیں، کہ اس آیت میں علت اس تضعیف اجر اور اسی طرح عذاب کی جو اس کے قبل ارشاد ہے شرف زوجیت نبی کریم ہے، کیونکہ اہل خصوصیت کا عصیان بھی اوروں کے عصیان سے اشد ہوتا ہے، اسی طرح ان کی اطاعت بھی اوروں کی اطاعت سے زیادہ مقبول ہوتی ہے، پس وعدہ اور وعید دونوں میں وہ دوسروں سے ممتاز ہیں اور حضور منشا مقام کلام میں یہ کہنا ممکن ہے کہ حضرت امہات المومنین کی معصیت و اطاعت کا صدور حضور کے قلب کے لئے باعث راحت ہوتا تھا ۱۲ منہ

وَمَنْ يَّقْنُتْ

اور جو کوئی فرمانبرداری کرے

اور جو کوئی تم میں اللہ کی

مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا

تم میں سے واسطے اللہ کے اور رسول اس کے کے اور عمل کرے اچھے

اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک کام کرے گی

نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝

دیویں گے ہم ثواب اس کا دوبار اور تیار کیا ہم نے واسطے اس کے رزق اچھا

تو ہم اس کو اس کا ثواب دوہرا دیں گے۔ اور ہم نے اس کے لئے ایک عمدہ روزی تیار کر رکھی ہے

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ

اے بی بیو نبی کی نہیں تم مانند ہر ایک کے عورتوں میں سے اگر پرہیزگاری کرو تم

اے نبی کی بیبیوں تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو۔ تو تم

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ

پس مت نرمی کرو بات میں پس طمع کرے وہ شخص کہ بیچ دل اس کے کے بیماری ہے اور

(نامحرم مرد سے) بولنے میں (جبکہ بضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت کرو (اس سے) ایسے شخص کو (طبعاً) خیال (فاسد پیدا) ہونے لگتا ہے جس کے

قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَّقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ

اور کہو بات سیدھی اور اٹکی رہو بیچ گھروں اپنے کے اور مت بناؤ کرو بناؤ

قلب میں خرابی ہے اور قاعدہ عفت کے موافق بات کہو اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے

الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ

جاہلیت پہلی کا اور قائم رکھا کرو نماز کو اور دیا کرو زکوٰۃ کو اور

دستور کے موافق مت پھرو اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور

اَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ

فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول اس کے کی سوائے اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ کہ دور کرے

اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانو اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو تم سے

# ہر شخص حیرت میں ہے کہ عمدہ مترجم اور مجلد چرمی قرآن کیونکر مل سکتا ہے

اور ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا تفسیر بھی بیان القرآن کی، کاغذ بھی سفید اور گلیزڈ اور ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہو

## دیکھا نہ سنا

یہ سیاست حمیدیہ پریس دہلی کا مفید کارنامہ ہے

اس عالمگیر کساد بازاری اور بے روزگاری میں جبکہ ہزاروں بھائی قوت لایموت کے ساتھ دین کا دامن بھی تھامے ہوئے ہیں، مترجم قرآن شریف کے خواہاں تھے لیکن زیادہ قیمتوں کی بنا پر مجبوراً خرید نہ سکتے تھے حمیدیہ پریس دہلی ہی کی اولیت ہے کہ اس نے ایسا قرآن شریف ناظرین کے سامنے پیش کر دیا جو ترجمہ والا بھی ہو اور سستا بھی، ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا ہو اور تفسیر بھی بیان القرآن مولوی اشرف علی صاحب ماخوذ تقطیع بھی کلاں ہو، غرضکہ تمام وہ سامان ہوں جس کا ایک مسلمان والہ و خواہاں ہو سکتا ہے، اور لطف یہ کہ ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہے، جس میں قرآن شریف کے متعلق مزید ضروریات کا حل ہو، اور مجلد بھی چمڑے کا ہو،

## تیار ہے: اور اس کا نام ۲۸ خوبیوں والا یا غریبوں کا مترجم قرآن ہی صد ہا روپیہ جا رہا ہے

اور حسب ذیل ۲۸ خوبیاں ہیں (۱) تعداد سورہ ہائے قرآن شریف و ترتیب و نزول و ترتیب تلاوت (۲) تلاوت قرآن شریف اور دوسری عبادتوں کا موازنہ اور تلاوت معہ ترجمہ کی ترغیب (۳) قرآن شریف کا نزول کیونکر ہوا، اور جبرئیل کیونکر آیات قرآنی لاتے تھے، احادیث صحیحہ سے اقتباس ہے (۴) ترتیب نزول اور ترتیب تلاوت میں فرق کیوں ہے (۵) تعلیم قرآنی کے فوائد اور اس کے اثرات و برکات (۶) تلاوت قرآن کا ثواب بصورت مختلفہ، مثلاً نماز میں تراویح میں، مسجد میں، کس رات دن میں وغیرہ (۷) تلاوت کے آداب (۸) قرآن شریف کی فضیلت دوسری کتب سماوی میں (۹) اعوذ باللہ کے فضائل اور ان کے اعمال (۱۰) بیان فضائل سورۂ فاتحہ (۱۱) بیان فضائل سورۂ بقر (۱۲) فضائل سورۂ انعام معہ قبولیت (۱۳) بیان آیۃ الکرسی معہ فضائل و اعمال (۱۴) سورۂ کہف اور اس کی آیات کا اثر معہ قصہ اصحاب کہف (۱۵) سورۂ یاسین کے فضائل و اعمال (۱۶) فضیلت سورۂ فتح اور اس کے اعمال (۱۸) فضیلت سورۂ ملک اور اس کے اعمال (۱۹) فضائل سورۂ اخلاص معہ اعمال (۲۰) فضائل سورۂ واقعہ معہ اعمال، رفع گرانی و باران رحمت (۲۱) سورۂ عم سپارہ کے خواص اور دفع بلیات کے اعمال (۲۲) فضائل معوذتین (۲۳) رسول کریم کی زیارت خواب میں ہو سکتی ہے، بہت تھوڑی سی محنت کے بعد اور فضائل درود شریف (۲۵) رموز اوقات (۲۶) سوانح عمری رسول کریم (۲۷) فہرست ترتیب سورہ و آیات (۲۸) دعائے ختم القرآن معہ فضائل **ضخامت ۶۴۰ صفحے** معہ مقدمہ

**کاغذ** سفید دبیز، ولایتی ساخت **چھپائی** خوب روشن سیاہ **مجلد** چرمی پشتہ **کتابت** وغیرہ کا ایک سرسری اندازہ اس نمونہ سے کر لیجئے **ہدیہ مجلد ڈیڑھ روپیہ** محصولڈاک اب بڑھ گیا ہے اس لئے ۱۵ ارکل ۱۱ میں جہاں چاہیے منگا لیجئے، **ایک منگائیے یا سو** رعایت مطلق نہیں، ریل کے ذریعہ کم از کم چار قرآن شریف منگاؤ ورنہ کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا، ریل کے ذریعہ منگانے والے پیشگی قیمت بھیجیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی، یہ بھی نوٹ کر لیجئے کہ ہر اس پارسل پر جو ریل کے ذریعہ منگایا جائے ۱۲ ر تو یہاں ہی خرچ ہو جاتے ہیں، اب کی مرتبہ جلد ہی طلب فرمایئے، کیونکہ رسالہ مولوی کے تمام نقصانات کی تلافی بہت ہی اعلیٰ درجہ کی خاص طور سے بنوائی ہیں۔ اور اسلامی احکام کی تبلیغ قرآن شریف کی ہی آمدنی سے ہوتی ہے۔

**مینیجر رسالہ مولوی کوچہ چیلان دہلی**

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندے کو شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد

الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

اقصیٰ تک جس کے گرد اگرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلا دیں، بیشک اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں، اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا، کہ تم میرے سوا کوئی کارساز مت

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا

مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ؕ ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا

قرار دو۔ اے ان لوگوں کی نسل جنکو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا۔ بے شک وہ

تِلْكَ الرُّسُلُ
فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ
دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ
وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا
اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ
الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ
كَفَرَ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ
مَا يُرِيْدُ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ
مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا
خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ
الظّٰلِمُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ اَلْحَيُّ

اس رمضان شریف
کا سب سے محبوب تحفہ
جو حمیدیہ پریس دہلی کی طرف سے پیش ہوگا
وہ
اعجاز نما مترجم حمائل شریف ہے
جس کے ایک پورے صفحہ کا نمونہ زیر ملاحظہ ہے، اس سے
فقط حاشیہ کی تفسیر ترجمہ کی سلاست اور قلم کا اندازہ
کر لیجئے کاغذ اصل حمائل کا ایسا ہے جیسا مولوی کا ٹائیٹل
کتابت صاف ہے چھپائی بہت اعلیٰ ہے، ابھی
چھپ رہی ہے، جب تک یہ اشتہار آپ کے زیر
مطالعہ ہوگا اس وقت ان شاء اللہ تیار ہوگی، یا شاید
آپ کی فرمائش کی تعمیل میں دو چار روز کی دیر ہو جائے
بہر حال تاجران جن کو نمونہ روانہ کیا گیا ہے بہت ہی
ذوق و کثرت سے آرڈر دے رہے ہیں، افسوس کہ
قلت روپیہ کی وجہ سے صرف ایک ہزار چھپ سکا ہے
اب یہ ہدیہ ہونے کے بعد دوسرا اڈیشن ان شاء اللہ
بہت زیادہ ہوگا۔ اس لئے فی الفور طلب فرما لیجئے
حمیدیہ پریس دہلی کی خصوصیت اسی میں ہے یعنی
ہے اور ہدیہ کے اعتبار سے بہت ہی ارزاں ہے میرا
خیال ہے کہ اتنی خوبیوں والی حمائل اس قیمت میں اور
کہیں نہ مل سکے گی۔
ہدیہ مجلد چرمی نقرئی کا صرف ڈھائی روپے، ۸
پانچ جلدیں بارہ ۱۲ روپے دس جلدیں ۲۲ بائیس روپے
اسکی ذیل کی خوبیاں اور دیکھئے
لعلكم تتقون ○ وإذ أخذ ربك من بني
آدم من ظهورهم ذريتهم وأشهدهم
على أنفسهم ألست بربكم قالوا بلى شهدنا
أن تقولوا يوم القيامة إنا كنا عن هذا
غافلين ○ أو تقولوا إنما أشرك آباؤنا من
قبل وكنا ذرية من بعدهم أفتهلكنا بما
فعل المبطلون ○ وكذلك نفصل الآيات
ولعلهم يرجعون ○ واتل عليهم نبأ الذي
آتيناه آياتنا فانسلخ منها فأتبعه الشيطان
فكان من الغاوين ○ ولو شئنا لرفعناه بها
ولكنه أخلد إلى الأرض واتبع هواه
منزل ۲
قال الملأ ۹ ۲۹۷ الأعراف
(۱) کتابت دہلی کے قدیم ترین کاتب مولوی محمد یحییٰ صاحب کی ہے (۲) ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب کا آخری نظر ثانی شدہ ہے، اور چونکہ متن سے ترجمہ کی سطر جدا ہے اس لئے ترجمہ صاف اور
واضح ہے (۳) تفسیر موضح القرآن، بیان القرآن، تفسیر حسینی اور چند عربی کتابوں سے ماخوذ ہے اور کئی مستند مولویوں کی ضمانت ہے (۴) صحت کے لحاظ سے آخر صفحہ کی مہر سے اندازہ ہو سکتا ہے (۵)
ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ ہے جو مولوی عاشق الٰہی صاحب محدث میرٹھی کا لکھا ہوا ہے، اور اس کے چند مضامین کے عنوان یہ ہیں، دیباچہ، آداب تلاوت قرآن، کلام اللہ شریف میں ۲۵
انبیاء کا سر اجمالاً ذکر ہے ان کا نام بنام حال، (۶) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبسوط تبلیغی حیات (۷) ان تمام فرشتوں کا حال جنکا قرآن میں ذکر ہے (۸) وہ کفار جنکا قرآن میں ذکر ہے فرداً
فرداً حال (۹) وہ قبائل جن کا قرآن میں ذکر ہے بالتفصیل (۱۰) وہ مقامات جنکا قرآن میں ذکر ہے بالتفصیل (۱۱) آخرت کے مکان جن کا قرآن میں ذکر ہے (۱۲) سیارے جن کا ذکر قرآن میں ہے (۱۳)
رموز اوقاف قرآن شریف، غرضیکہ اس ہدیہ میں ایسے عمدہ کاغذ ایسے ترجمہ، اور ایسی تفسیر کی حمائل نہ آج تک ملی اور نہ آئندہ مل سکتی ہے، اس کی خصوصیات بہت طویل ہو سکتی ہیں
لیکن گنجائش کی کمی کی وجہ سے مجبوری ہے، سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اگر ناپسند ہو تو واپس بھیج دیجئے اور بغیر ایک منٹ کی تاخیر کے اپنا روپیہ واپس لے لیجئے،
ہدیہ مجلد چرمی نقرئی کا ڈھائی روپے محصول ۱۲ ار مینجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ
السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا
شَجَرَهَا ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ ۝ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ
قَرَارًا وَجَعَلَ خِلٰلَهَا أَنْهٰرًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ
الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ أَمَّنْ
يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ
الْأَرْضِ ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۝ أَمَّنْ يَهْدِيكُمْ فِي
ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ
ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ أَمَّنْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ
يُعِيدُهُ وَمَنْ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ
قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ۝ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ
يُبْعَثُونَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْآخِرَةِ
بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا

# حضرت خواجہ حسن نظامی کی عام فہم تفسیر القرآن میں پہلی مرتبہ رعایت

یہ وہی تفسیر ہے جو ہزارہا ہدیہ ہو گئی ہے اور اس کا ہر پارہ علیحدہ ہے، البتہ ایسی کوئی تفسیر نہیں چھپی۔ جو ہندوستان کے ہر طبقہ میں آسانی سے پڑھی اور سمجھی جا سکے، ہر وہ مرد یا عورت جو ذرا سی اردو سمجھ سکتے ہیں اس تفسیر کے ذریعہ پورے قرآن شریف کا مطلب بآسانی سمجھ لیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہ پنجاب اور یو۔پی سے زیادہ بنگال، مدراس، برما، بمبئی، سندھ وغیرہ میں رائج ہے، یہ ہر پارہ علیحدہ ہی فروخت ہوتی ہے لیکن ہر پارہ کی قیمت ۸؍ پوری تفسیر منگانے والوں کو دس روپے میں ملتی ہے، حمیدیہ پریس دہلی نے رمضان کے آخر تک یہ رعایت رکھی ہے کہ کامل تفسیر منگانے والوں کو تین جلدیں مجلد چرمی منقش دی جائے گی۔ گویا عہ جلد کی قیمت نہیں لی جائے گی، اور مجلد چرمی کامل دس روپے میں ملے گی، محصول ڈاک عہ اس کے علاوہ ہے، نمونہ کے لئے ۸؍ کے ٹکٹ روانہ کر کے پارہ عم منگا کر دیکھئے، لیکن یہ پارہ تفسیر کامل منگانے والوں کے لئے زائد ہی رہیگا، یہ پہلا رعایتی اعلان ہے اس سے پہلے اس تفسیر پر کبھی ایک پیسہ بھی رعایت نہیں کی

ملنے کا پتہ، منیجر رسالہ مولوی وحمیدیہ پریس دہلی۔ کوچہ چیلان

## دو یادگار قرآن شریف دیکھیئے تو خوشنما پڑھیئے تو شفاف اور رکھیئے تو تاریخی تحفہ

### جرمنی قرآن شریف

دیکھنے دکھانے کے قابل ایسا نایاب صاف چھپا ہوا ہے کہ دیکھ کر جی خوش ہو جاتا ہے، ایک ایک حروف موتی کی طرح خوشنما، کاغذ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا سفید اور اس قدر کرارہ اور مضبوط کہ شکن سے بھی نہیں پھٹتا ہے، یہ وہی قرآن شریف ہے، جو افریقہ، سماٹرا، جاوا، سمالی لینڈ، اور ایران میں بالکلیہ رائج ہے، ہندوستان میں سوائے حمیدیہ پریس دہلی کے اور کہیں نہیں ملتا ہے اور جس قدر موجود ہے بس یہی ہے اب نہ جرمنی سے منگانے کی ہمت ہے اور نہ ان داموں یہاں پہنچ سکتا ہے۔

پچھلے سال پانچ پیٹیاں بمشکل تمام آسکی تھیں ان میں سے جس قدر باقی ہیں، ان پر رمضان مبارک کے سلسلہ میں بڑی رعایت دی جا رہی ہے یہ حمائل معریٰ ہے ترجمہ نہیں ہے مولوی کے صفحہ سے نصف تقطیع ہے، جلد جرمنی کی ہی بنی ہوئی ہے جو یہاں نہیں بن سکتی، ہدیہ مجلد تین روپے رعایتی بشرط موجودگی صرف ۲؍ محصول ڈاک ۱۲؍ کل ڈھائی روپے

### عکسی قرآن شریف

نوشتہ غازی اورنگ زیب شہنشاہ عالمگیر نور اللہ مرقدہ

یہ قرآن شریف ریاست ماناوادر میں خاص غازی عالمگیر کا لکھا ہوا اور انہی کا دیا ہوا موجود ہے، حضرت خواجہ صاحب سات ہزار روپے لگا کر اس کے فوٹو بلاک بنوائے اور اب یہ تاریخی نعمت عام ہو گئی ہے، کہاں غازی شہنشاہ اور کہاں ہم لوگ، زندہ قومیں اپنے مشاہیر کی یادگاریں آنکھوں سے لگاتی ہیں، بڑی سے بڑی قیمت دے کر حاصل کرتی ہیں، اور ان کو ورثہ میں چھوڑنا اپنا قومی فخر خیال کرتی ہیں دیکھنا یہ ہے کہ مسلمان جیسی غیور قوم اس یادگار عالم تحفہ کی کہاں تک پذیرائی کرتی ہے

اس کا کاغذ وہی ہے جو فوٹو میں لگتا ہے، یعنی آرٹ پیپر چھپائی ویسی ہے جیسی فوٹو کی تصاویر کی ہوتی ہے، جلد ولایتی طرز کی مینی کی بجائے ریشمی فیتہ ہزارہا روپے میں بھی یہ چیز میسر نہیں آسکتی تھی، ہدیہ اصلی پانچ روپے رعایتی نمبر صرف ڈھائی روپے، تقطیع مولوی کے صفحہ سے نصف محصول ڈاک ۱۲؍ کل ۳؍

ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

## ختم القواعد کا دوسرا ایڈیشن پھر چھپ کر آ گیا، اب بچوں کی پڑھائی کا انشاء اللہ حرج نہ ہوگا۔

یہ عربی کا وہ طلسمی قاعدہ جس میں الف، بے، تے پڑھ لینے کے بعد مرکبات صرف ایک مرتبہ بچے کے ذہن نشین کرانے پڑتے ہیں، اور آگے بچہ خود بخود پڑھنے لگتا ہے۔ مولف نے کچھ ایسی سمجھانے اور پڑھانے کی کنجی ایجاد رکھی ہے، اور کچھ ایسے گر بتائے ہیں، کہ نہ استاد کو تکان نہ شاگرد کو، اب شاید ہی کوئی بچہ ایک دفعہ اسے پڑھ لینے کے بعد دوسرے کسی قاعدے میں پڑھنا گوارا کرے اس لئے خدارا اپنے بچوں کی ابتدائی دماغی نشوونما کو برباد نہ کیجے اور بجائے رٹائی کے بوجھ ڈالنے کے بلکہ سمجھ اور آسانی سے غور کیا تھا پڑھنے کا عادی بنائیے، مولف بیست سالہ تجربہ کے بعد بچوں کی ذہنیت سے متعارف ہو کر اس میدان میں آئے، اور آج یہ قاعدہ مقبول عام ہو گیا۔ اب کے بھی ۔۔۔۰۰ ۲ ہزار چھپا ہے، ایک روپیہ کے ۱۶ اور پانچ روپے کے سو ملتے ہیں، ایک روپے کے قاعدوں پر، محصول ڈاک چھ ہوتا ہے، ایک روپے سے کم کے منگانے ہوں تو اور کتابوں کے ساتھ منگائیے، ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ مولوی وحمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

۱۵ شعبان المکرم سے یہ رعایتی سلسلہ جاری ہوتا ہے تاکہ خریدار مناسب وقت میں گھڑیاں منگا کر شروع رمضان المبارک سے کام میں لا سکیں
شاندار موقعہ
فائدہ اٹھائیے
رعایت کا مُبارک مہینہ
جو سال میں ایک ہی بار آتا ہے اس سے ضرور فائدہ اُٹھائیے
گیارہ ماہ گذرنے کے بعد خدا کے فضل و کرم سے پھر ہم کو اور آپ کو رمضان المبارک کا مہینہ نصیب ہوتا ہے یہ بھلائیوں اور نیکیوں کا مہینہ ہے اسلئے ہم نے بھی یہی مہینہ اپنے خریداروں کو فائدہ پہنچانے کیلئے انتخاب کر رکھا ہے۔ لہذا حسب معمول اعلان کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل گھڑیوں و ٹایم پیسوں کی قیمت میں بیحد رعایت کر دیگئی ہے اس رعایت سے ہر شخص خواہ کسی مذہب و ملت کے ہوں فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ جلد سے جلد فرمایش بھیجیے ورنہ یہ زریں موقعہ پھر ایک سال بعد آئے گا راقم منیجر
خوشنما چھوٹے سائز کی رسٹواچ
گارنٹی ۴ سال
یہ گھڑی نکل سلور کیس کی خوبصورت شیپ سلنڈر مشین قبضہ دار کنڈل کی ہے۔ پرزوں کی مضبوط اور ٹایم بتانیکی سچی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے دس آنہ
اسکوائر گولڈن رسٹ واچ
گارنٹی ۴ سال
یہ رسٹواچ نہایت خوشنما مختلف شکلوں میں سنہری کیس کی بنی ہوئی ہے پرزے اسکے پختہ و پالشدار ہیں وقت سچا بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے پانچ آنہ
اصلی ریلوے رگولیٹر واچ
گارنٹی ۵ سال
شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جو اس پائیدار اور سچا وقت بتانیوالی اصلی انجن مارک ریلوے لیور گھڑی کے نام سے واقف نہ ہو اسکی تعریف لکھنا فضول ہے۔ رعایتی قیمت تین روپے نو آنہ۔
نکل سلور کیس فینسی رسٹواچ
گارنٹی ۴ سال
اس گھڑی کا کیس سفید اور ڈیزائن مختلف خوبصورت و خوشنما ہیں اور ٹایم صحیح بتاتی ہے پُرزے پختہ و پالش دار ہیں رعایتی قیمت معہ استراپ پانچ روپے سات آنہ
خوشنما و پائیدار رسٹ واچ
گارنٹی ۴ سال
یہ گھڑی نہایت خوشنما اور پائیدار بنی ہوئی ہے اکثر جنٹلمین و دیگر شائقین اس گھڑی کو پسند کرتے ہیں وقت بتانیکی سچی پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ استراپ پانچ روپے
دس جوئل والی لیور رسٹواچ
گارنٹی ۱۰ سال
اس گھڑی کی مشین لیور اور دس جوئل دار ایسی مضبوط ہے کہ دوڑ بھاگ وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے اس پر گلاس ڈبل یعنی موٹا لگا ہوا ہے دیکھنے میں بھی خوبصورت ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ بارہ روپے
رولڈ گولڈ کیس فینسی رسٹواچ
گارنٹی ۱۵ سال
یہ لیور گھڑی رولڈ گولڈ کیس کی نہایت خوشنما و پائیدار بنی ہوئی ہے اسکی مشین میں پندرہ جوئل یاقوت لگے ہوئے ہیں جنکے باعث دوڑ بھاگ میں بھی خراب نہیں ہوتی ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ سترہ روپے آٹھ آنہ
سوتوں کو جگانیوالا الارم ٹایم پیس
گارنٹی ۲ سال
نکل سلور کیس خوشنما۔ پائیدار ٹایم کا نہایت سچا ہے جس میں الارم لگا ہوا ہے وہ آپ کو ایک چوکیدار کا کام دیگا۔ شب کو جس ٹایم پر آپ جاگنا چاہیں یہ اسی ٹایم پر زوردار الارم بجا کر آپ کو جگا دے گا
رعایتی قیمت تین روپے پانچ آنہ
نیو فیشن گولڈن رسٹ واچ
گارنٹی ۴ سال
یہ گھڑی بالکل نئے فیشن کی نہایت خوش وضع بنی ہوئی ہے اس کا کیس سنہری چمکدار بنا ہوا ہے پرزے پختہ و پالشدار ہیں۔ ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ نو روپے چار آنہ
خوبصورت کیس والی رسٹواچ
گارنٹی ۴ سال
اس گھڑی کے ہندسے و سوئیاں ریڈیم والی ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹایم معلوم ہوتا ہے اسکا کیس نکل سلور کا ہے پرزے مضبوط اور پالشدار ہیں۔ ٹایم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے بارہ آنہ

٦٤
خوشنما فینسی ڈائل کی لیور پاکٹ واچ
بکل سلور کیس کی کیلیس ہنٹنگ پاکٹ واچ
کارآمد عجیب چراغ لیور پاکٹ واچ
موٹے گلاس کی پائیدار رسٹ واچ
قابل دید گولڈن رسٹ واچ
رولڈ گولڈ کیس کی رسٹ واچ
شاندار سنہری کیس کی رسٹ واچ
فل جویل رولڈ گولڈ رسٹ واچ
کارآمد ریڈیم رسٹ واچ
ڈبل بیل الارم ٹایم پیس
کیس والی کارآمد خوشنما رسٹ واچ
رولڈ گولڈ کیس کی فینسی رسٹ واچ
تمام گھڑیاں و ٹایم پیس ملنے کا پتہ - ایس ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ کلاک مرچنٹس بازار چاندنی چوک شہر دہلی

# کیا آپکو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ نماز کے فرائض واجبات وسنن یاد نہ ہوں نیز یہ نہ معلوم ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگائیے انشاء اللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا کرنے کی جرأت نہ کرینگے کتابیں حسب ذیل ہیں۔

## نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ مبہوت ہو جاتا ہے اور خود بخود نماز پڑھنے کا شائق ہو جاتا ہے۔ قیمت ۲ر

## ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تائید حق جل وعلا کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں العظمۃ للہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۲ر

## نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے گا اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاں ہو پھر نماز کی ترکیب پڑھیے اور بچوں کو پڑھائیے بیوی کو پڑھائیے بڑوں کو بتلائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے قیمت ۳ر

## اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اسکے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس سے بعض وقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو قریب قریب تمام مسائل لکھدیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے۔ قیمت ۲ر

## نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اسکے مسائل پر بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی سبحان اللہ نمازیں کیا تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کی برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھانا چاہئے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس سے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۶ر

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لیجائیگی قیمت پانچوں مجلد عہ

یہ سب کتابیں حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

بالکل آسان اردو میں وعظ کی بے نظیر تازہ کتاب

# بارہ مجالس

یہ وعظ و مجالس کی پہلی کتاب ابھی حال میں حمیدیہ پریس دہلی نے شائع کی ہے اور یہ دعویٰ ہے کہ اس موضوع پر یہ کتاب اپنی نظیر آپ ہے چونکہ وعظ کی مجالس ہندوستان کے ہر حصہ میں محرم ربیع الاول ربیع الثانی اور رجب میں منعقد ہوتی ہیں اور ان میں خاص طور پر بیرونجات کے وعظ بمشکل فراہم کیے جاتے ہیں اس لئے یہ کتاب بہت ہی سہل اردو میں تیار کرائی ہے تاکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں بآسانی سمجھی جائے اور اپنی اپنی مجالس میں ہر بھائی اس کی معرفت ایک مجلس پڑھ دیا کرے اور اس طرح علاوہ اجر آخرت کے ہر پڑھنے والا خاصہ اچھا مقرر اور شیریں زبان واعظ ہو سکتا ہے اس کتاب میں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں:۔

پہلی مجلس ہستی باریتعالیٰ کا ثبوت۔ یہ وعظ بہت ضروری ہے تاکہ عوام صرف لفظاً صوتاً "امنا باللہ" ہی نہ مانیں بلکہ خدا کی ہستی کو خوب سمجھکر اور مجبور ہو کر ایمان لائیں۔

دوسری مجلس توحید الٰہی۔ یہی مذہب اسلام کا مابہ الامتیاز ہے اور عقلی دلائل سے ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہو سکتا ہے اہرمن یزدان باپ بیٹا روح القدس اور تیس کروڑ دیوتاؤں کی جھنجھٹ سے خدا پاک ہے۔

تیسری مجلس شمع توحید کے پروانے یہ مجلس بہت جوش انگیز اور ولولہ خیز ہے اس کے ذریعہ سے روح مسلم میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور سوحی اسلاف کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں

چوتھی مجلس نبوت و رسالت۔ اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین اور دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے۔

پانچویں مجلس ختم نبوت۔ اس میں ہزارہا دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم کے ساتھ خدا کے پیامبر رسانی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہو گیا الیوم اکملت لکم کی تفسیر یہی ہے۔

چھٹی مجلس فضائل رسول اس میں رسول اعظم کا تفوق دیگر انبیاء پر بتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔

ساتویں مجلس اسوہ حسنہ رسول محترم۔ بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل تھے اس کی پیروی ہر امت پر واجب ہے اسی کی تشریح اس مجلس میں ہے۔

آٹھویں مجلس محبت رسول۔ اس میں محبت رسول کے ہزارہا واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی نجات ہی رسول کی اطاعت و محبت میں ہے۔

نویں مجلس فضائل اخلاق اور حسن معاشرت اس میں ہر دو عنوان پر بہت ہی عجب انداز میں ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو ہر مدعی ایمان کیلئے قابل تقلید ہے۔

دسویں مجلس اسلامی وحدت اور اسلامی مساوات۔ اس میں دوسرے تمام مذاہب سے اسلام کی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت لطیف اور موثر پیرایہ میں ہے۔

گیارہویں مجلس اسلام میں عورت کے حقوق وہ مدعی تہذیب جو عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہیں اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں معلوم کریں۔

بارہویں مجلس واقعات کربلا یہ مجلس بہت ہی دردناک انداز میں مرتب کی گئی ہے واقعات شہادت نہایت صحت کیساتھ لئے گئے ہیں گویا سارے واقعات آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہیں کوئی شخص بلا آنسو بہائے دو سطریں نہیں پڑھ سکتا۔

جو صاحب مدارس میں مفت تقسیم کرنا چاہیں تو ان کے لئے مخصوص رعایت ہے کتاب [illegible] صفحات مجلد ہے اور قیمت صرف رعایتی عہ محصول مرکل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں، نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر، شیطان اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلامی عقائد کی روشنی میں، ملائکہ اور جنات، انسان قادر بھی ہے اور مجبور بھی، انبیائے کرام کی فطری طاقتیں، عذاب قبر کا عقلی ثبوت، مرنے کے بعد زندہ ہونا، وحی اور سائنس، وحی کی حقیقت، نجات کا راستہ، صداقت رسول، قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے، بسم اللہ کی تفسیر علما پر بھروسہ، زمانہ گذشتہ کے علما اور صوفیہ کرام اور وحدت، جہاد کی غرض و غایت، رسول عربی کا رحم و کرم، تفسیر سورہ فاتحہ، قرآن مجید کا خلاصہ، بعض اسرار و معارف، وحدت و محبت کی تعلیم، آجکل کے مسلمانوں کا امتیازی شعار، اسلام کا مقصد اولین، تمنائوں کا مرکز اسلام ہے، مرتبہ عبودیت، صراط مستقیم سے گمراہی کے اسباب، باقی اصل کتاب میں دیکھئے قیمت دس آنے محصول ۵ر کل ۱۵ر

پتہ :- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

# تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت و طغیان کا زمانہ ہے اور قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے جاتے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا ہے، یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد بھی ایمان لے آتا ہے صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے اس کے ساتھ اس کتاب میں نفس رسالت پر بہت پر نعد بحث اور دلچسپ ہے۔

غرضکہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہے ایسی لاجواب تفسیر آپ کی نظر سے ابتک نہ گذری ہوگی چھپائی لکھائی بہت صاف ہے کاغذ بہت اعلیٰ ہے اور قیمت ۸ر ہے محصول ڈاک ۵ر کل (۱۳ر)

پتہ :- منیجر حمیدیہ پریس - دہلی

# تفسیر حقانی اردو

## آٹھ جلدوں میں کامل و مکمل

از شمس المحدثین والعلما حضرت مولانا مولوی عبد الحق صاحب محدث دہلوی یہ وہ ضخیم تفسیر پورے قرآن شریف کی ہے جو صرف دو سال نہ چھپ سکنے کے باعث ۶۰ روپے اور پچاس روپے تک ہدیہ ہوگئی اب نیا اڈیشن چھپ کر تیار ہوا ہے اس کا کاغذ بہت اعلیٰ ہے پہلی جلد میں صرف مقدمہ ہے اور یہ مقدمہ ہی اتنا اہم ہے کہ اس کے پڑھ لینے کے بعد قرآن پاک کے عرفان سے قلوب منور ہو جاتا ہے باقی سات جلدوں میں قرآن پاک کی تفسیر ہے جلد اول کی قیمت دو روپے اور باقی ساتوں کی فی جلد چار روپے ہے گویا اس طرح کامل تیس روپے کی ہے محصول ڈاک چار روپے علاوہ ہوتا ہے کامل تفسیر طلب کرنے والوں کے لئے پانچ روپے کی کفایت ہے یعنی ۲۵ روپے میں مل سکتی ہے ریل کے ذریعہ منگانے میں فائدہ ہے ریل سے منگانے والے لائن اور ریلوے اسٹیشن انگریزی میں ضرور لکھیں۔

پتہ منیجر حمیدیہ پریس - دہلی

# نماز کے پورے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ اگر کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف کتاب

ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حل اس کتاب میں نہ ہو فاضل مصنف نے ایک خوبی اس کتاب میں یہ اور رکھی ہے کہ تمام مسائل سوال و جواب کی صورت میں لکھے ہیں اور اس طرح ہر وہ سوال جو کسی انسان کے ذہن میں نکل سکتا ہے اس کتاب میں موجود ہے غرض یہ کہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب بھی منگائیے ایک مرتبہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے متعلق ایک بھی بات ایسی نہ ہوگی جو معلوم نہ ہو سکے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے ضخامت تقریباً دو سو صفحات قیمت اصل عہ رہ گئی ۱۰ر محصول ڈاک ۶ر کل ایک روپیہ عہ

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

# بہشتی زیور کامل اکحصے

یہ کتاب عورتوں کے لئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے لکھی ہے اور گویا فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اس کے بعد اجمالی فہرست

حصہ اول - الف بے سے خط لکھنے تک اور کچھ عقائد کا بیان

حصہ دوم - وضو طہارت حیض و نفاس کے احکام نماز مسائل

حصہ سوم - روزہ حج زکوٰۃ قربانی حج منت وغیرہ کے مسائل

حصہ چہارم - طلاق نکاح، مہر، ولی عدت وغیرہ کے مسائل

حصہ پنجم - معاملات حقوق معاشرت زوجین اور قواعد تجوید

حصہ ششم - اصلاح باطن و تہذیب اخلاق ذکر قیامت و جنت

حصہ ہفتم - اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی میلاد عرس تیجہ وغیرہ

حصہ ہشتم - نیک بیویوں کی حکایتیں سیرت اخلاق نبوی

حصہ نہم - ضروری اور مفید علاج و معالجے اور نسخے بچوں عورتوں کیلئے

حصہ دہم - دنیاوی ہدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ

حصہ یازدہم - بہشتی گوہر یہ گیارہواں حصہ خاص مردوں کے لئے مسائل معالجات اور نسخوں کا ہے ہر حصہ کی قیمت ۵ ہے اور گیارہویں حصہ کی ۱۲ لیکن کامل سٹ کا رعایتی ہدیہ نصف ہے یعنی کامل گیارہ حصے صرف دو روپے محصول ۱۲ر کل عہ۱۲

پتہ :- حمیدیہ پریس - دہلی

# مجرب نما پنج سورہ مجلد

## جدید اڈیشن معہ ہفت احزاب چشت

یہ نیا اڈیشن ابھی تیار ہوا ہے پہلا پنجسورہ ۲۴۰ صفحہ کا تھا لیکن اب ۳۴۲ صفحہ کا ہے اس میں ہفت روزہ مناجات خاندان چشت کے علاوہ اور بہت سی مجرب و مفید دعائیں شامل ہوئی ہیں۔ ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب اور خواص و فضائل اعمال سورہ ہائے قرآن و شان نزول در ربط آیات و تفسیر کامل از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سے نصف ہے چھپائی کاغذ بہت اعلیٰ اس میں حسب ذیل دس سورتیں ہیں۔

سورہ یاسین، سورہ رحمٰن، سورہ فتح، سورہ واقعہ، سورہ ملک، سورہ مزمل، سورہ جن، سورہ کہف، سورہ فلق، سورہ ناس اس کے علاوہ ہفت ہیکل معہ اسناد معہ شش قفل معہ اسناد دعائے جمیلۃ العرش مع اسمائے حسنیٰ ۹۹ نام اسمائے رسول معہ اسناد شجرہ خاندان چشتیہ شجرہ قادریہ درود کبیر از حضرت غوث الاعظم اس کے تمام حواشی جو جلیلہ ہیں جو اس پنجسورہ کے لئے مخصوص ہیں قیمت اب ۱۲ر رہی ہے محصول ڈاک ۴ر کل عہ

پتہ :- حمیدیہ پریس دہلی

## قرآنی دعائیں

آپ کی دعا کیوں قبول نہیں ہوتی اس لئے کہ آپ دعا کے
کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لئے کہ آپ خدا اور
اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا
نہیں مانگتے اس لئے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں
اور قبولیت دعا کے اوقات سے آپ کو واقفیت نہیں یہی وجہ
ہے کہ ابتک آپکی دعائیں بے اثر رہیں لہذا ضرورت ہے کہ پہلے
آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور
خدا اور اسکے رسول کے بتائے ہوئے راستوں کے موافق دعا
مانگئے پھر دیکھئے کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد
ہو جائینگے اور اگر مفلس ہیں تو زردار ہو جائینگے مقدمات کی
پریشانی ہے تو فائز المرام ہو جائینگے اور آپکی ہر پریشانی رفع
ہو جائے گی غرض کہ آپکی ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں
ہیں جن میں دعا مانگنے اور مرادیں بر آنے کے تمام طریقے کلام اللہ
کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں
کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو
آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ
قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی

## دعائے مقبول

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں رسول اللہ کا فرمان
ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے جو توجہ خدا سے مانگو گے وہ دیگا
لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا حدیثوں میں ہیں یا بزرگان
دین سے منسوب ہیں وہ ضرور مستجاب ہوتی ہیں دعائے
مقبول ان سب کی جامع ہے اور حسب ذیل ۵ حصے ہیں
**صلوٰۃ الرسول** اس کے قریب پہنچایئے الہی دعائیں سب عربی
میں قرآن شریف سے لی گئی ہیں ترجمہ و تفسیر مولوی اشرف علی صاحب کا ہے
**مناجات مقبول** دیباچہ مولوی اشرف علی صاحب کا ہے بہت ہی
موثر سات روز کی مناجاتیں ہیں جن سے حضور قلب پیدا ہوتا ہے
**ہفت احزاب** از حضرت مولانا اشرف علی صاحب اس میں کوئی
ضرورت ایسی نہیں ہے جس کیلئے دعا نہ ہو اور مولانا نے
**تتمہ دعائے مقبول** اس کے مانگنے کا طریقہ بتلایا ہے ہفت
احزاب میں مولانا روم کی لکھی ہوئی ہفت روزہ بہت
موثر مناجاتیں ہیں۔
**حزب البحر** دعائے مترجم معہ اعمال از حضرت مولوی اشرف علی
صاحب کامل پانچوں جز مجلد حاشیہ قیمت عمر
محصولڈاک ۶ر کل ۱۴ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی

## رسول کی دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول کی دعائیں مع سلف
اور بزرگان دین کے مستند و مجرب معمولات سے پر اثر دعائیں
لکھی ہیں جن کے مقبول ہونے میں آجتک کسی کو شک پیدا نہ ہوگا
اس میں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالیٰ نے اپنے رسول
اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت
نے مانگیں اور صحابہ حاضرین کو حضور نے تلقین فرمائیں جو اکی
اپنے رسول کو تعلیم کی ہوئی دعائیں حضور کے صحابہ کو پہنچے
ہوئے سینہ بسینہ وظائف اور بزرگان کے خاص وظائف اپنے
اندر اثر جتنا بھی رکھیں تھوڑا ہے ایک مختصر فہرست مضامین
یہ ہے فضیلت دعا۔ آداب دعا حضور کی دعائیں عائشہ
صدیقہ فاطمۃ الزہرا۔ ابوبکر صدیق، بریدہ سلمہ قبضہ
ابودرداء، ابراہیم خلیل اللہ عیسیٰ خضر، معروف کرخی عتبہ
آدم، علی وغیرہ ہم بزرگان دین کی دعائیں احادیث و
عربی دعاؤں پر صحیح اعراب ہیں ضخامت ۸۰ صفحات
قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

ملنے کا پتہ

(منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶ دہلی)

## تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں خواہ وہ کسی کا ہو
مرد کا ہو، عورت کا ہو خاوند کا ہو بیوی کا ہو حاکم کا ہو
محکوم کا ہو دوست کا ہو آشنا کا ہو چھوٹے کا ہو یا
بزرگ کا ہو ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو
حاصل کریں گے اگر آپ ہم سے **تسخیر القلوب**
منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں احباب
کو مسخر کرنا زن و مرد کو مطیع کرنا آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات
کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے
لئے معمولی بات ہے یہ ایک نہایت عجیب اور عجیب
و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں
تسخیر کا فن بتایا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو
فیصدی کارگر ہوتا ہے اس کے عامل کے لئے ناکامی
کا امکان ہی نہیں دوسرا اعمال دار دکھا ہے اس
میں صدہا سینہ بسینہ مجربات اعمال و وظائف درج ہیں
یہی وہ کتاب ہے جس کے متعلق کہنا ہی نہیں کہ اس
کا عامل ناکام رہا۔ قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر
حمیدیہ پریس، دہلی

## صحیفہ قدسی

**اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہو گیا**

اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا
مسخر ہو سکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جس کے زیر حکم
کائنات ہو جاتی ہے اور اس کا عامل
**جو بھی چاہے وہ کر سکتا ہے** یہ وہ اسم پاک ہے
جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں جس نے غیب سے ہارے
ہوئے مقدمات جتوا دیئے جس نے سینکڑوں ناکام تمنا
عاشقوں کو آغوش مراد سے ملا دیا جس نے بیسیوں سخت سے
سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے ہزاروں مایوس
مریضوں کا علاج کیا۔ تو نقد فائدہ ہیں اب قرض کے
فائدے سن لیجئے۔ اس کتاب کا عامل جنت الفردوس کا
وارث ہوتا ہے حوران بہشتی کا مالک ہوتا ہے رضائے
الٰہی سے سرفراز ہوتا ہے اور شفاعت رسول کا مستحق ہو جاتا
یہ سورہ آیت الکرسی کی تفسیر بھی ہے اس کتاب کے ذریعہ
اسم اعظم کا عامل چند روز میں ہر مسلمان بن سکتا ہے
قیمت ۸ر محصول ۶ر کل ۱۴ر
حمیدیہ پریس، دہلی

## زیارت رسول

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کونسا امتی ہے
جو شیدا نہ ہوگا بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو زیارت حبیب
اللہ سے بہرہ ور ہو چکے ہوں گے خوش نصیب وہ ہے
طالع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ
علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت
رسول رسول کا طریقہ عام کر دیا اور درود شریف کے
وہ اوراد و فضائل بتلائے ہیں جس سے زیارت حبیب
اللہ لازمی ہو جاتی ہے۔
چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شائع
ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و سعادات اور
اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں اس کے
بعد اولیائے عظام کے مقالات رقم کئے ہیں جنہوں نے
حضرت رسول کریم کی زیارت جن جن طریقوں سے کی حضرت
ممدوح کا یہ بہت ہی بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت بے بہا عام ہو گئی
اب بھی کوئی محروم زیارت حبیب رہ جائے تو اللہ کی مرضی۔
قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر
حمیدیہ پریس، دہلی

## عورت

### پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں

دیکھنے سے پہلے مجسمہ ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہو جب آپ کتاب عورت پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے عورت کی نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم عورت کی فطرت عورت کی تربیت عورت کے باغ حسن کے خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں جو آپ کو عورت میں نہ مل سکے یہ کتاب حقیقتاً عورتوں کی انسائیکلوپیڈیا ہے اس کتاب کو پڑھکر آپ ہر قسم کے کوک شاستروں سے بے نیاز ہو جائینگے اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں اس کتاب میں دو سو سے زیادہ رنگین فوٹو بلاک ہیں اور قلمی تصویریں بھی ہیں تقریباً ایک سو کاغذ لکھائی چھپائی بہت ہی اعلیٰ ہے ضخامت ۲۸۰ صفحات قیمت دو روپے محصول ۷ / کل (۲/۷)

پتہ حمیدیہ پریس دہلی

## کیف مواصلت

دنیائے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز ایک مرد اور جوان مرد کے لئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف انگیز سرور ہے جس پر دنیا کی بقا کا دارو مدار ہے یوں تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گذار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے مابہ الامتیاز ہو کتاب کیف مواصلت مواصلت کے اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لطف ہی لطف اور لذت ہی لذت ہے کتاب کی جزئیات سے تعارف اتنے مختصر اشتہار میں ناممکن ہے صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب سید سردار علی صاحب صابری ماہر علوم صنفیات کی سب سے زیادہ کیف انگیز اور آخری تصنیف ہے اور نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول کی مصداق ہے ۲۷۰ صفحات کی ضخامت ہے اور متعدد قلمی نقشے اندرونی اعضائے جسمانی اور فوٹو بلاک بھی ہیں قیمت عہ محصول ۶/ کل ۶ عہ

پتہ حمیدیہ پریس دہلی

## شاہی کوک شاستر

شاہان بغداد و ترکی نے جہانبانی کے سب مراحل طے کرنے کے بعد جب تعیش ذاتی کی وادی میں قدم رکھا تو ارباب ہنر نے لذت کے سر چشمہ عورت کو ایسے ایسے انداز میں پیش کیا کہ وہ لذتیں اور خوبیاں جو ایک جوان آدمی عورت سے متعلق کر سکتا ہے شاید وہ اس کے ہانگ میں بھی نہوں جوان ارباب مفتش نے عورت کے روئیں روئیں سے تلاش کیں اور اسی طرح مرد کی قوت نہانی کی وہ وہ کہانیاں بیان کیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بظاہر ضعیف البنیان اور بہ باطن بڑی طاقتوں کا حامل ہے اور اس کی حیثیت بالکل ایک انجن کی ہے جو ذرا سی ترکیب اور جنبش کے بعد ہزاروں ہارس پاور کی طاقت نمایاں کر دیتا ہے اور ایک دو نہیں صدہا ترکیبیں ایسی ہیں جو ایک نہیں چار چار عورتوں کو مسخر کر سکتا ہے چٹکیوں سے ایک بات اور سن لیجئے اس کتاب میں مفتشین اور ارباب کمال نے اپنی عمر بھر کی وہ وہ حکایتیں بیان کی ہیں کہ صد ہا معجزین ایک طرف اور ایک حکایت کے سننے کا لطف ایک طرف غرض عورت مرد کی مواصلت کی انسائیکلوپیڈیا ہے ۲۰۰ صفحات قیمت عہ محصول ۷/ کل ۲/۱۵

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

## شب نامچہ عروسی

اس کتاب میں نہایت دل آویز اور پر کیف طریقہ پر ازدواجی زندگی کے تمام پوشیدہ رازوں اور رمزوں کو نہایت وضاحت اور متانت کے ساتھ بیان کئے ہیں عورت کی ازدواجی مسرتوں کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہو جائے ہندوستانی گھروں میں بدنصیب لڑکیاں بیویوں کی زندگیاں جو عذاب میں کٹتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ عورت کو شادی سے پیشتر اپنی آئندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا اسی خیال کو پیش نظر رکھکر یہ کتاب صدہا مغربی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ نوعمر عورتوں کی صنفی تعلیم کے لئے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے ایسی صنفی طبی معاشرتی اور اخلاقی کتاب آجتک ہندوستان کی کسی زبان میں شایع نہیں ہوئی کتاب کا ایک ایک حرف رنگینی و معلومات کا چھلکتا ہوا ساغر ہے شب نامچہ عروسی میں گیارہ اعلیٰ درجہ کی فوٹو بلاک کی تصویریں دی گئی ہیں کاغذ لکھائی چھپائی بہترین ضخامت ۲۶۴ صفحات قیمت صرف عہ محصول ۶/ کل (۶ عہ)

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

## ایرانی کوک شاستر

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس کے مطالعہ سے آپکو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے کتنی اقسام کیا ہیں حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہئیے گلزار شباب کس طرح وقف خزاں ہوتا ہے شباب کی مد بھری ہوئی دولت کس طرح لٹتی ہے عورت اگر عورت سے اور مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرتے ہیں کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں مسلسل شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لئے تاجداران بنگال اودھ اور امراء حیدر آباد کے درباری طبیبوں کے سینکڑوں بے بہا اکسیری صدری مجربات ہیں جو متلاشیوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی اور کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکتے لذت شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب جاوداں کا راز پوشیدہ ہے ضخامت تقریباً پونے دو سو صفحات آٹھ نہایت بہترین بلاک کی تصاویر اور قیمت صرف ایک روپیہ فہرست مضامین اصل کتاب سے معلوم کیجئے محصول ۶/ کل ۶ عہ

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

## طلوع شباب

پیکر حسن کا جب شباب طلوع ہوتا ہے وہ کیفیات اتنی کیف و مستی آفریں ہوتی ہیں کہ مردان کے خیال ہی سے محو لذت ہو جاتا ہے اور جب کبھی یہ شباب بھرا جوڑا یکجا ہو جاتا ہے تو فطرت کی رنگینیاں دماغ و دل میں نہ وہ پربہار گلگلکاریاں کرتی ہے کہ عمر آئندہ ان لذتوں کو یاد کرتی اور روتی ہے

یہاں اس کی ضرورت ہے کہ سیاح چمنستان بہار آئیں تفریح سے واقف ہو یہ کیفیت شادی سے قبل یا بعد بھی ہوتی ہے طلوع شباب مستان شباب کی روداد کیف ہے طلوع شباب مواصلت کا آئین ہے طلوع شباب گلچینی باغ نسوانیت کی کلید ہے طلوع شباب فطرت کی اس مجسمہ رعنائی کی کنہ ہے طلوع شباب استانی ہے مشاطہ ہے دلالہ ہے طبیب ہے دایہ ہے اور آخر بچوں کی آیا بھی ہے غرضکہ طلوع شباب میں وہ سب کچھ ہے جو ایسی کتاب میں ہونا چاہئیے

قیمت ایکروپیہ رعایتی ۱۰/ محصول ۶/ کل عمر

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

اگر تمہارے مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہی تو تمہارے مسوڑھے اب مسوڑھے نہیں رہے ہیں بلکہ تم نے اپنے مُنہ میں سانپ پال رکھے ہیں مسوڑھوں کی پیپ کو سانپ کے زہر سے کم نہ سمجھو۔ یہ پیپ کھانے اور پینے کی ہر چیز کے ساتھ معدہ میں اُترتی ہے اور معدہ کو خراب کر دیتی ہے اور تم نے جاہل دیہاتیوں تک سے سنا ہوگا کہ معدہ کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ مگر باخبر لوگ جانتے ہیں کہ دانتوں کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ کیونکہ معدہ خود عموماً دانتوں کی خرابی سے خراب ہوا کرتا ہے۔

## واحدی صاحب کا منجن

# اکسیر دنداں

اس سانپ کے زہر کا تریاق ہی۔ اللہ کے فضل سے یہ منجن دانتوں کی ہر ہر خرابی کو دور کر دیتا ہے مسوڑھوں سے پیپ نکلنے سے بڑھ کر تو کوئی خرابی نہیں۔ پیپ نکلتے نکلتے دانت ہلنے بھی لگے ہوں تو انشاء اللہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں انہیں جوڑ دیگا۔ منجن اکسیر دنداں کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم **محمد اجمل خاں** رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا ۱۹۱۴ء میں جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔

جو لوگ پائیریا یعنی دانتوں سے پیپ نکلنے کے مریض ہوں وہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں تھوڑا سا ہر وقت پاس رکھیں اور جب کھانا یا پھل وغیرہ کھانے لگیں تو پہلے اسے مل کر دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کر لیں۔ اس طرح شاید پانچ چھ دفعہ انہیں منجن استعمال کرنے کی زحمت اُٹھانی پڑیگی۔ لیکن یہ زحمت اُن کی اپنی بے پروائی کا نتیجہ ہی اور اسے انہیں برداشت کرنا چاہیئے۔ اس برداشت کا فائدہ وہ فوراً محسوس کریں گے۔ ورنہ مزید بے پروائی اُسے بہت بڑی بڑی زحمتوں میں مبتلا کر دیگی۔ کھانے کے بعد منجن ملنا ضروری نہیں ہے ویسے ہی اُنگلی اور پانی سے صفائی کر لینی کافی ہوگی۔ جن لوگوں کو ابھی پائیریا نہیں ہوا ہے۔ یعنی جن کے دانتوں سے پیپ نہیں نکلتی البتہ خون نکلتا ہی تو اُن کے لئے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں صرف صبح بیدار ہو کر اور شام کو سوتے وقت ملنا ضروری ہی۔ باقاعدہ دونوں وقت وہ منجن نہیں ملیں گے تو پھر پانچ چھ وقت ملنے پر مجبور ہو جائیں گے جنہیں اتفاقیہ کوئی شکایت ہو جاتی ہی۔ مثلاً بادی سے مسوڑھے پھول گئے ہوں دانتوں میں درد ہونے لگا ہو تو وہ حسب ضرورت جتنی دفعہ چاہیں اس منجن کو استعمال کر سکتے ہیں اور جنہیں ابھی کوئی خفیف سی تکلیف بھی دانتوں کی نہیں ہی وہ ایک دفعہ صبح بس اس منجن کو مل لیا کریں اللہ سے امید ہی کہ کبھی انہیں دانتوں کی کوئی تکلیف ہوگی ہی نہیں۔ ایک احتیاط واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں استعمال کرنے والے لازمی طور سے کریں۔ خواہ وہ مریض ہوں یا تندرست کہ پان یا پھل کھا کر بھی ہمیشہ پانی اور اُنگلی سے دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کرتے رہیں جس طرح کھانا کھا کر کرتے ہیں۔ دانتوں اور مسوڑھوں کو غلاظت کسی قسم کی زیادہ دیر تک لگی رہنی اچھی نہیں۔ پان کو ڈاکٹر مضر بتایا کرتے ہیں۔ حقیقتاً تنباکو کے سوا پان کا کوئی جز بھی مضر نہیں ہی۔ ہاں پان ہر وقت چبانے سے لعاب دہن ضائع ہوتا ہی۔ یہ بڑی نقصان کی سی بات ہی۔ دوسرے پان کھا کر لوگ دانت صاف نہیں کرتے اور ہر وقت کے پان کھانیوالے بھلا کیسے دانت صاف رکھ سکتے ہیں تو پان کی کثرت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ مفصل ترکیب استعمال منجن کے ساتھ عرض کی جائیگی۔ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں شیشی میں بھیجا جاتا ہی قیمت فی شیشی صرف ۸ر (آٹھ آنے) علاوہ محصولڈاک۔ محصول ایک شیشی پر ۵ر لگتا ہی اور دو شیشیوں پر ۷ر

**ملنے کا پتہ:۔ احمد مجتبیٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ ۱۷ کوچہ چیلان دہلی**

# جو فقط بادشاہوں کے لئے تھا

## وہ اب

# غریبوں

## کے لئے ہے

طبی کمپنی دہلی نے خلیفہ ہارون رشید عباسی کے بیٹے کی **نبیذ** کا جو اصلی نسخہ حاصل کر کے نبیذ تیار کی ہے وہ ایسا شربت ہے جو صرف بادشاہوں کیلئے مخصوص تھا مگر فقط دو روپے خرچ کر سکنے والے غریب بھی اس کو روزمرہ استعمال کر سکتے ہیں۔ نبیذ مقوی اعصاب ہے۔ مقوی دماغ ہے۔ مفرح قلب ہے۔ نیند لانیوالی ہے اسکے اثر سے انسان چوگنا کام کرنے لگتا ہے۔ امتحاناً صرف ایک بوتل آپ خریدئے اور استعمال کیجئے آپکو معلوم ہو جائیگا کہ اشتہار میں مبالغہ ہے یا سچائی نبیذ کے نسخہ کے اجزا حسب ذیل ہیں:۔ فولاد۔ کشتہ طلا۔ فاسفورس۔ مشک۔ عنبر۔ عرق انگور۔ انار۔ بہی۔ بالک۔ لیموں۔

**قیمت** دو روپے محصول ایک روپیہ

طبی کمپنی دہلی سے خریدئیے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ

اور مسلمان کو شایاں نہیں کہ مسلمان کو قتل کرے مگر غلطی سے اور جو شخص

کی رسی سے فوراً باندھ لیا اور ہر ایک نے سو سو درے لگائے

# عاشقان الٰہی کے لیے سب سے بڑی تفسیر والی حمائل شریف مترجمہ ومفسرہ مولانا عاشق الٰہی و مصدقہ حضرت مولانا مولوی محمود حسن قبلہ قدس اللہ سرہ

# ۴۲- خوبیوں والی حمائل شریف مترجم

یہ حمائل شریف اپنی خوبیوں کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے اور اتنی کامل تفسیر والی حمائل آجتک نہیں چھپی، تمام تفسیر باوجود گنجان ہونے کے بہت صاف چھپی ہے اور بہت آسانی سے پڑھی جاسکتی ہے اسمیں حسب ذیل خوبیاں ہیں (۱) یہ نوسطری حمائل ہے اس لیے متن کا قلم خوب جلی ہے (۲) ترجمہ مولوی فاضل علامہ حضرت عاشق الٰہی صاحب کا ہے (۳) اس کی تفسیر حمائل قلمی لباب النقول، بخاری شریف، جلالین شریف بیضاوی شریف، موضح القرآن، فتح الرحمن عزیزی، مظہر العجائب، مدارک التنزیل اتقان، ابن کثیر سے ماخوذ ہے اور سب کے حوالے معہ صفحات درج ہیں (۴) اس کے علاوہ خازن، روح المعانی سے ہی کچھ لیا گیا ہے (۵) چونکہ آیات قرانی کا سمجھنا اسباب نزول پر موقوف ہے اس لیے تمام آیتوں کا شان نزول درج ہے (۷) حاشیہ پر علاوہ تفسیر کے فوائد بھی ہیں (۸) خاص آیات اور تلاوت سورہ کے اجر و ثواب کی احادیث بھی لکھی ہیں اس سے مقاصد باری کا فائدہ بھی ہوتا ہے (۱۰) سورتوں کی ترتیب جو مصحف میں کتب ہیں لیکن تنزیل جدا ہے اس کی ترتیب (۱۱) سورتوں کے نام کی وجہ تسمیہ بتلا دی گئی ہے (۱۲) ربع نصف ثلث کا نشان متن میں آیتہ کے اوپر بھی ہے (۱۴) جن خاص سورتوں کے خاص موقعہ پر [illegible] کا پڑھنا مسنون ہے ان کا ذکر (۱۵) قرآن شریف کے غلط لہجہ اور گاکر پڑھنے کی تنبیہہ (۱۶) چونکہ طاعت کا اجر معلوم ہونے سے تلاوت کی رغبت بڑھتی ہے اس لیے تلاوت کے فضائل بالتشریح درج ہیں (۱۷) قرآن مجید میں جن انبیا کا صراحتاً ذکر ہے ان کے مفصل حالات شروع میں ہیں (۱۸) نبی آخر الزماں حضرت رسول کریم کے حالات بالتفصیل (۱۹) ازواج رسول کریم کے حالات (۲۰) صحابہ کرام کے حالات اور ان کے درجات (۲۱) فرشتے جن کے نام قرآن مجید میں آئے ہیں ان کے نام اور کام (۲۲) ہاروت ماروت کا قصہ (۲۳) جہنم کے فرشتوں کے نام اور ان کے کام (۲۴) کفار جن کا ذکر قرآن میں ہے ان کے حالات (۲۵) قبائل کے نام و حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۶) القاب انبیا، والقاب کفار جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۷) دنیاوی مکان اور مقامات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۸) اخروی مکان و مقامات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۹) وہ ستارے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے (۳۰) پرندوں کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۳۱) ان بتوں کے حالات جنکا ذکر قرآن میں ہے (۳۲) رموز قرآن (۳۳) سجدۂ تلاوت کی بحث اور اس کے مسائل (۳۴) صفحات ایک ہزار کے قریب (۳۵) آخر میں حضرت مولانا محمود حسن قبلہ کی تصدیق صحت ترجمہ و تفسیر درج ہے (۳۶) شجرہ حضرات چشتیہ صابریہ معہ حالات و سنہ وفات (۳۷) صحت کے بڑے بڑے حافظ ضامن ہیں جن کا مقدمہ میں ذکر ہے (۳۸) تقطیع رسالہ مولوی کے صفحہ کی نصف ہے (۳۹) بہت کمیاب دہلی میں صرف دفتر رسالہ مولوی میں ملتی ہے (کاغذ لکھنؤ پیپرمل کا لگا ہوا ہے (۴۱) جلد کا لال چمڑے کی نقرئی کار ہے (حواشی) بوجہ باریک ہونے کے بالکل صاف چھپے ہوئے ہیں، **سب سے بڑی خوبی** ہے کہ اسوقت اتفاق سے نصف قیمت پر مل رہی ہے اسکا ہدیہ پچھلے سال چار روپے تھا، اور اس سے پہلے پانچ روپے، لیکن اب ہدیہ صرف ڈھائی روپے ہے، چند جلدیں باقی ہیں جو صاحب جلد ترمنگائیں گے وہ فائدہ میں رہینگے **ہدیہ مجلد چرمی غیر مطلا صرف عہ محصولڈاک ۱۲ ؍ کل ۳؍ ہے**

**مینیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

قرآن شریف پڑھنے سے پہلے

# تاریخ القرآن

پڑھ لیجیے تاکہ آپ کو قرآن شریف کی تاریخ اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہو جائے یہ کتاب کافی مقبول ہو چکی ہے اور یہ اڈیشن تقریباً ختم ہو رہا ہے یہ حسب ذیل مضامین کا مجموعہ ہے

نزول قرآن، اسمیں بتایا گیا ہے، کہ قرآن کیونکر نازل ہوا، اور پہلی آیت کس جگہ نازل ہوئی اور پہلی آیت کہاں نازل ہوئی (۲) شریف کے نزول کی حکمتیں، مختلف علما کے خیالات (۳) وحی کی قسمیں اسمیں وحی کی تشریح بیان ہوئی ہے (۴) نسخ ایک آیت حکم اور دوسری میں نسخ (۵) منسوخات قرآن میں کتنی جگہ ایسا ہوا ہے (۶) جمع و ترتیب قرآن یعنی کب جمع ہوا اور پہلے کیا ترتیب نزول اور اب کیا ہے (۷) سورۃ اور آیات ترتیب کیونکر ہیں اور ہیں (صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت کیا تھی (۹) رسم الخط یعنی قرآن شریف کی کتابت کیونکر ہوئی تھی (۱۰) علامات قرآن یعنی ج، صف، مو وغیرہ کی تشریح (۱۱) اوقاف یعنی تلاوت میں کہاں کہاں ٹھہرنا چاہیے (۱۲) وقف اور وصل کی علامتیں معہ نقوش اختلاف قرات اسمیں عربی [illegible] کونسی قرات کا ذکر ہے (۱۴) قرا کا بیان مشہور قاریوں کا تذکرہ (۱۵) صحابہ قاری کا اہم تذکرہ (۱۶) قرآن پاک کا اعجاز مبسوط بحث ہے (۱۷) قرآن مجید کے فضائل اور اسکی تلاوت کا ثواب (۱۸) قرآن کی فضیلت کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے (۱۹) سورتوں کے فضائل اور ان کے اعمال احادیث (۲۰) کوتاہیاں جو قرآن کی تلاوت میں رہتی ہیں (۲۱) آداب تلاوت احادیث قرآن سے (۲۲) دیگر مسائل ضروریہ

قرآن شریف، یہ بہت مفید کتاب ہر مسلمان کو اس کا پڑھنا ضروری ہے

محصولڈاک ۲؍ کل ۱۲؍ حمیدیہ پریس